خلافتِ شرعیہ کے لیے قرشی ہونا شرط ہے

دوام العیش

فی الائمۃ من قریش

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ

الرائیں پبلشرز۔ ملتان و لاہور

Marfat.com

Marfat.com

خلافتِ شرعیہ کے لیے قرشی ہونا شرط ہے

دوام العیش

فی الائمۃ من قریش

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ

تقدیم: پروفیسر محمد مسعود احمد ایم اے پی ایچ ڈی

ئیں پبلشرز اردو بازار ، لاہور

Marfat.com

کتاب : ـــــــــــــــ دوامُ العیش فی الائمۃ من قریش

تصنیف : ـــــــــــــــ اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ

ناشر : ـــــــــــــــ ممتاز احمد قادری

تزئین : ـــــــــــــــ محمد عاشق حسین ہاشمی خوشنویس

تعداد : ـــــــــــــــ ایک ہزار

افتتاحیہ ـــــــــــــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مطبع : ـــــــــــــــ

سنِ اشاعت : ـــــــــــــــ ۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء

ہدیہ : ـــــــــــــــ ۳۰ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ رضویہ ۱۱۱- اچھنت گڑھ / انجمن شیڈ لاہور

مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ / اندرون لوہاری دروازہ لاہور

مکتبہ اشرفیہ ۰ مریدکے / شیخوپورہ - پاکستان

Marfat.com

مکتبہ ... (library stamp)

اِفتتاحیہ

"دوام العیش فی الائمۃ من قریش"

۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء

(۱)

امام احمد رضا اپنے وقت کے عظیم مدبر اور غیور سیاست دان تھے۔ سیاسی معاملات میں سلامت روی، اعتدال پسندی، مآل اندیشی اور تدبر و تحمل کے قائل تھے۔ انہوں نے اس منتشر قوم کی شیرازہ بندی کی جس نے ۱۸۵۷ء میں مینار عظمت و شوکت زمیں بوس ہوتے دیکھا تھا، ان کے سیاسی افکار و نظریات کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل رسائل و کتب کا مطالعہ ضروری ہے:

۱- انفس الفکر فی قربان البقر — ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء
۲- اعلام الاعلام بان ھندوستان دار الاسلام — ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء
۳- تدبیر فلاح ونجات واصلاح — ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء
۴- دوام العیش فی الائمۃ من قریش — ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء
۵- المحجۃ الموتمنہ فی اٰیۃ الممتحنہ — ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء
۶- الطاری الداری لھفوات عبد الباری — ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء

ان رسائل کے مطالعہ سے مندرجہ نکات سامنے آتے ہیں:

۱- امام احمد رضا سیاسی مصلحتوں کی بنا پر شریعت کے کسی حکم سے اعراض کرنے کیلئے آمادہ نہ تھے۔
۲- سیاسی معاملات میں اشتعال انگیزی اور جذباتیت کو پسند نہ کرتے تھے۔

Marfat.com

۳۔ قوم پرستانہ سیاست پر وحدتِ ملّی کو قربان کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔

۴۔ یہود و نصاریٰ، ہندو و آتش پرست، بلکہ تمام مرتدین و مشرکین کو مسلمانوں کا بدخواہ سمجھتے تھے اور ان سے سیاسی مفاہمت کو مسلمانوں کے لیے مضر و غیر مفید۔

اس وقت امام احمد رضا کی سیاسی بصیرت پر سیر حاصل لکھنا مقصود نہیں، بلکہ رسالہ "دوام العیش" کا سرسری جائزہ لینا ہے۔ اس رسالے کے مطالعہ سے امام احمد رضا کے سیاسی فکر کے بعض گوشے سامنے آتے ہیں۔ اس میں مسئلہ خلافت پر بحث کی گئی ہے۔ اس مسئلے میں امام احمد رضا کو ابوالکلام آزاد اور اپنے دوست مولانا عبدالباری فرنگی محلی سے سخت اختلاف تھا۔ [۱]

امام احمد رضا کے خیال میں ان دونوں حضرات نے سیاسی مصالح کی بنا پر شرعی حدود سے تجاوز کر کے مسئلہ خلافت کو غلط رنگ میں پیش کیا تھا۔

رسالہ "دوام العیش" ۱۹۲۲ء میں بریلی میں چھپا اور وہیں سے شائع ہوا۔ امام احمد رضا کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد مصطفٰے رضا خاں صاحب نے ۱۲ صفحات پر مشتمل ایک دیباچے کا اضافہ کیا ہے۔ صفحہ ۱۴ سے ۶۷ تک اصل رسالہ ہے، رسالے کا موضوع خلیفۂ اسلام کے لیے شرط "قرشیت" ہے۔ امام احمد رضا، شرعی نقطۂ نظر سے "قرشیت" کو خلیفہ کے لیے لازمی شرط قرار دیتے تھے، لیکن ابوالکلام آزاد اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی اس کو لازمی نہیں سمجھتے تھے۔

تحریک خلافت (۱۹۲۰ء) کے زمانے میں امام احمد رضا سے اس سلسلے میں استفسار کیا گیا، اور جواب دینے کے لیے اصرار کیا گیا جس کا اصل مقصد امام احمد رضا کو بدنام کرنا تھا۔ سب کو معلوم تھا کہ امام احمد رضا غور و فکر کے بعد جو رائے قائم کر لیتے ہیں، اس میں مشکل ہی سے لچک پیدا ہوتی ہے۔ امام احمد رضا کی اس خوبی اور اصابت رائے کا ذکر ڈاکٹر اقبال مرحوم نے بھی اس طرح کیا تھا:

---

[۱] ابوالکلام آزاد (م ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۸ء) اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی (م ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۶ء) نے تحریک خلافت (۱۹۱۹ء) اور تحریک ترکِ موالات (۱۹۲۰ء) میں اہم کردار ادا کیا اور سیاسی جدوجہد میں مسٹر گاندھی کے ہمنوا رہے۔ (مسعود)

Marfat.com

"مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے تھے، اس پر مضبوطی سے قائم رہتے تھے یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے تھے، لہٰذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کہیں تبدیلی یا رجوع کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔[1]

ڈاکٹر اقبال مرحوم، امام احمد رضا سے ذاتی طور پر بھی متعارف تھے، چنانچہ بقول شاہ ماما میاں قادری، انجمن نعمانیہ لاہور کے ایک اجلاس میں یہ دونوں حضرات موجود تھے۔

بہرکیف عرض یہ کرنا ہے کہ امام احمد رضا کے مخالفین کو ان کی صلابت و اصابت رائے کا اندازہ تھا اور یہ بھی معلوم تھا کہ مسئلہ خلافت میں ان کو اراکین تحریک خلافت سے اختلاف ہے اس لیے اور اصرار کیا گیا، مگر امام احمد رضا نے خاموشی اختیار کی اور ترکوں کی حمایت و تائید کے لیے جو طریقۂ کار وہ جائز اور ضروری سمجھتے تھے، اس پر عمل کیا۔ مخالفین نے امام احمد رضا کی اس عاقبت اندیشانہ خاموشی کو انگریزوں کی خیر خواہی پر محمول کیا، لیکن تاریخی حوادث نے کھرا اور کھوٹا الگ کر دیا ہے اور اب ہم حتمی طور پر کوئی رائے قائم کر سکتے ہیں۔

۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے ایک خطبے اور ابوالکلام آزاد کے رسالے "جزیرۃ العرب" کے بارے میں بعض استفسارات آئے جس کے جواب میں امام احمد رضا نے رسالہ "دوام العیش" تحریر فرمایا اور ایک مقدمہ و تین فصلوں پر ترتیب دیا۔ تیسری فصل کی مبحث سوم شروع کی تھی کہ دوسرے کاموں میں مشغول ہو گئے۔ پھر دوسرے ہی سال ۱۹۲۱ء میں انتقال فرما گئے۔

ایک سال بعد ۲۵ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء کو یہ رسالہ بریلی سے شائع ہوا جبکہ خود ترکوں کے ہاتھوں خلافت کا دامن تار تار ہو چکا تھا اور ہندوستان میں مسٹر گاندھی نے بڑی چابک دستی سے ایک دوسرا بہانہ بنا کر تحریک ترکِ موالات ختم کر دی تھی۔ تحریکِ خلافت، تحریک ترکِ موالات کی اساس تھی، جس کو ۱۹۲۰ء میں مسٹر گاندھی نے اپنے سیاسی اغراض و مقاصد

---

[1] شریک مجلسِ اقبال ڈاکٹر عابد علی مرحوم، خود نوشت بیان، محررہ یکم اگست ۱۹۷۸ء

Marfat.com

کے تحت شروع کیا تھا ـــــــــ مناسب مقام پر ان دونوں تحریکوں کے متعلق قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی جائے گی۔

جیسا کہ عرض کیا گیا رسالہ "دوام العیش" بعض استفسارات کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ یہ استفسارات ایک استفتاء کی صورت میں امام احمد رضا کے سامنے پیش کیے گئے تھے، اس استفتاء میں تین سوالات ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ مسلمانوں پر سلطنتِ عثمانیہ کی اعانت لازم ہے یا نہیں؟

۲۔ فرضیتِ اعانت کے لیے سلطان کا قرشی ہونا یا خلیفہ شرعی ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

۳۔ ابوالکلام آزاد اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے نزدیک خلافتِ شرعیہ کے لیے "قرشیت" شرط نہیں، یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ [۱]

پہلے اور دوسرے سوالات کے جواب میں امام احمد رضا نے فرمایا:

"سلطنتِ علیہ عثمانیہ ایدھا اللہ تعالیٰ نہ صرف عثمانیہ، ہر سلطنتِ اسلام نہ صرف سلطنت، ہر جماعت مسلمان، نہ صرف جماعت، ہر فردِ اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس میں "قرشیت" شرط ہونا کیا معنی؟ دل سے خیر خواہی مطلقاً فرض عین ہے۔" [۲]

تیسرے سوال کے جواب میں فرمایا:

"البتہ اہل سنت کے مذہب میں خلافتِ شرعیہ کے لیے ضرور "قرشیت" شرط ہے۔ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں ہیں، اسی پر صحابہ کا اجماع ہے ..... مگر شرعاً خلیفہ یا امیرالمومنین ..... ہر بادشاہ قرشی کو بھی نہیں کہہ سکتے، سوا اس کے جو ساتوں شرط خلافت اسلام

---

[۱] احمد رضا خاں، "دوام العیش" مطبوعہ بریلی ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء ص ۱۳ (ملخصاً)

[۲] " " " " ص ۱۴

عقل[۱]، بلوغ[۲]، حُریت[۳]، ذکورت[۵]، قدرت[۶]، قرشیت[۷] سب کا جامع ہو کر تمام مسلمانوں کا فرماں روائے اعظم ہو۔"[۱]

اس وضاحت کے بعد امام احمد رضا نے مورخانہ انداز میں تاریخ اسلام کا اجمالی جائزہ لیا ہے اور حقائق و شواہد کی روشنی میں یہ بتایا ہے کہ ہر دور میں "قرشیت" کو خلافتِ شرعیہ کے لیے شرط سمجھا گیا ہے۔ یہ بحث صفحہ ۱۵ سے ۲۵ تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے بعد مقدمہ میں "خلیفہ" اور "سلطان" کے فرق کو واضح کیا ہے اور دونوں کے لوازم و شرائط پر بحث کی ہے اور مندرجہ ذیل نکات بیان کیے ہیں:

۱۔ خلیفہ حکمرانی و جہانبانی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب مطلق، تمام اُمت پر ولایت عامہ والا ہے۔[۲]

۲۔ خلیفہ کی اطاعت، غیر معصیتِ الٰہی پر تمام اُمت پر فرض ہے جس کا منشا خود اس کا منصب ہے۔[۳]

۳۔ خلیفہ نے جس مباح کا حکم دیا، حقیقۃً فرض ہو گیا، جس مباح سے منع کیا، حقیقۃً حرام کیا گیا۔[۴]

۴۔ خلیفہ ایک وقت میں تمام جہان میں ایک ہی ہو سکتا ہے اور سلاطین دس ملکوں میں دس۔[۵]

---

[۱] احمد رضا خاں: "دوام العیش" مطبوعہ بریلی ص ۴، ۱۵
[۲] " " " ص ۲۵
[۳] " " "
[۴] " " "
[۵] " " " ص ۲۶

۵۔ کوئی سلطان اپنے انعقادِ سلطنت میں دوسرے سلطان کے اذن کا محتاج نہیں، مگر ہر سلطان اذنِ خلیفہ کا محتاج ہے۔ [۱]

۶۔ خلیفہ بلا وجہ شرعی کسی بڑے سے بڑے سلطان کے معزول کرنے سے معزول نہیں ہو سکتا۔ [۲]

۷۔ سلطنت کے لیے "قرشیت" درکنار "حریت" بھی شرط نہیں، بہتیرے غلام بادشاہ ہوئے۔ [۳]

مقدمے کے بعد امام احمد رضا نے فصل اوّل قائم کی ہے جس میں احادیثِ متواترہ اجماع صحابہ و تابعین و ائمۂ اُمت و مذہب اہل سنت سے "شرطِ قرشیت" کا ثبوت پیش کیا ہے اس سلسلے میں پہلے کتبِ عقائد کے حوالے دیے ہیں [۴] پھر کتبِ حدیث کے حوالے دیے ہیں [۵] اس کے بعد کتبِ فقہ حنفی وغیرہ سے [۶] اس طرح تقریباً پچاس حدیثیں اور کتب عقائد، تفسیر، حدیث و فقہ کی بالونے عبارتیں اپنے موقف کی تائید میں پیش کی ہیں۔

فصل اوّل کے بعد صفحہ ۴۳ سے دوسری فصل شروع ہوتی ہے جس میں پہلے اپنے دوست مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے خطبۂ صدارت کے خلافت و قرشیت سے متعلق حصے پر تنقید کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا ہے اور ان کے علمی و فقہی تسامحات کی گرفت کی ہے۔ [۷]

---

[۱] احمد رضا خاں: "دوام العیش" مطبوعہ بریلی ص ۲۷

[۲]	"	"	"	"
[۳]	"	"	"	"
[۴]	"	"	"	۲۸-۳۳
[۵]	"	"	"	۳۳-۳۶
[۶]	"	"	"	۳۷-۴۲
[۷]	"	"	"	۴۳-۶۳

Marfat.com

تیسری فصل میں ابوالکلام آزاد کے رسالے "خلافت" کے مندرجات پر تنقید کرتے ہوئے ان کی قیاسی لغزشوں کی گرفت کی ہے۔ [1]

امام احمد رضا، مولانا عبدالباری فرنگی محلی کو تو علماء میں شمار کرتے تھے، مگر ابوالکلام آزاد کو خاطر میں نہ لاتے تھے جس کا اندازہ اس جملے سے ہوتا ہے:

"کسی پرچہ اخبار کی ایڈیٹری اور چیز ہے اور حدیث و فقہ کا سمجھنا اور۔ وہ من کا ترجمہ "سے" اور الی کا ترجمہ "تک" کر لینے سے نہیں آتا۔" [2]

مسئلہ خلافت پر امام احمد رضا نے جو موقف اختیار کیا تھا، خود ترکی کے انقلاب (۱۹۲۲ء) نے اسے سچ کر دکھایا۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے سلطان ترکی عبدالحمید خان کو معزول کر دیا حالانکہ خلیفہ کسی کے معزول کرنے سے معزول نہیں ہوتا۔ انہوں نے سلطان عبدالحمید خاں کو بادشاہ سمجھ کر ہی معزول کیا اور یہی امام احمد رضا کا کہنا تھا کہ عبدالحمید خلیفہ نہیں، بادشاہ ہیں۔ بہر کیف مصطفےٰ کمال پاشا نے ان کو معزول کر دیا۔

اخبار "ہمدم" لکھنؤ کی اطلاعات کے مطابق یہ حقائق سامنے آتے ہیں:

۱۔ جمعیت عالیہ انگورہ نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں سلطان معظم کو معزول کر دیا ہے [3]

۲۔ انگورہ نے قانون پاس کر دیا ہے جس سے حکومت سلطانی معدوم ہو جائے گی۔ [4]

۳۔ جمعیت ملیہ نے سلطان کی جانشینی کے لیے کسی کو نامزد نہیں کیا ہے اور بلالحاظ و رعایات خاندان عثمانیہ فرمانروائے قوم منتخب کرنے کا حق "جمعیت ملیہ" نے اپنے لیے محفوظ رکھا ہے۔ [5]

---

[1] احمد رضا خاں: "دوام العیش" مطبوعہ بریلی ص ۶۳ - ۷۶

[2] " " " ص ۶۹

[3] اخبار "ہمدم" لکھنؤ شمارہ ۷، نومبر (۱۹۲۲ء) (ملخصاً)

[4] " " " ص ۳

[5] " " "

Marfat.com

اس انقلاب اور ان اخباری اطلاعات پر تبصرہ کرتے ہوئے امام احمد رضا کے صاحبزادے مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب لکھتے ہیں :

"آپ حضرات نے اخبارات میں ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ یہ خود ہمارے ترک بھائی غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور ان کے ہمراہی نصرھم اللہ نصرا عزیزا، سلطان معظم خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و سلطنتہ کو خلیفہ شرعی نہیں جانتے۔ [1]

تاریخی حقائق و شواہد کی روشنی میں دیکھا جائے تو امام احمد رضا کے افکار و خیالات میں وزن معلوم ہوتا ہے۔ جب جذباتیت کے بادل چھٹ گئے اور اعتدال کی ہوا چلی، تو بات سمجھ میں آنے لگی۔

مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب اس طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"اگرچہ چہرۂ پُرنور ماہتاب صدق پر کذّابوں کے کذب کی نہایت وحشت ناک تیرگیاں چھائیں اور رُوئے آفتاب حق پر باطل کی سخت بھیانک اور خوفناک تاریکیاں اور کالی کالی ڈراؤنی بدلیاں آئیں، مگر ہمارے قلوب بفضلہٖ تعالیٰ مطمئن تھے۔ ہم سمجھے ہوئے تھے کہ یہ بھی کچھ روز کی ہوا ہے جو دم میں ہوا ہے، آخر کار وہی ہوا جس کا ہمیں شدت سے انتظار تھا، وہ دن آہی گیا، وہ تیرگی اور تاریکی کافور ہوئی اور حق کا جگمگاتا، چمکتا، دمکتا پُرنور چہرہ، آفتاب نصف النہار کی طرح آنکھیں خیرہ کرتا نکلا اور ایک عالم نے آنکھوں دیکھ لیا کہ حق یہ ہے باطل وہ تھا۔" [2]

مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب نے ان حضرات سے تین سوالات کیے ہیں جو

---

[1] احمد رضا خاں : "دوام العیش" مطبوعہ بریلی ص ۳

[2] " " " "

سُلطان عبدالحمید خاں کو خلیفۂ شرعی تسلیم کرانے پر اصرار کرتے تھے :

۱۔ سُلطان مراد کی معزولی کے بعد عبدالحمید خاں سُلطان ترکی ہوئے۔ اگر سُلطان مراد کو خلیفہ تسلیم کیا جائے، تو سُلطان عبدالحمید پر کیا حکم لگایا جائے گا؟

۲۔ غازی مُصطفےٰ کمال پاشا نے سلطان عبدالحمید خاں کو معزول کیا، اگر واقعی عبدالحمید خاں خلیفہ تھے، تو مُصطفےٰ کمال پاشا پر کیا حکم لگایا جائے گا؟

۳۔ جب سلطان عبدالحمید خاں کی خلافت سے انکار کفر تھا، تو جس نے اس کو معزول کیا، اس پر تو اس سے بڑا فتویٰ لگنا چاہیئے تھا، مگر غازی مصطفےٰ کمال پر فتویٰ لگانے کے بجائے ان کو مبارک باد کے تار بھیجے گئے۔

مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں ارکانِ خلافت سے پھر سوال کرتے ہیں :

"کیا ان کو باغی و کافر کہا جائے گا، جس طرح شریفِ مکہ" ملک الحجاز کو سلطان کی اطاعت سے سرتابی پر باغی اور واجب القتل کا حکم لگایا جا چکا ہے؟ انسان کو چاہیے کہ بات کہنے اور کام کرنے سے پہلے اس کے مآل و انجام پر نظر رکھے، جس کا آخر حسن ہو، اسے اختیار کرے، ورنہ نہیں۔

تیرہ سو برس کے اجماعی اتفاقی مسئلے میں اختلاف کا حاصل سوائے تشتت و افتراق بین المسلمین اور کیا تھا۔ ترکوں کو اس سے کچھ فائدہ نہ پہنچا، ہاں اختلاف مسلمین میں ایک اور اضافہ ہو گیا۔" [1]

---

[1] احمد رضا خاں: "دوام العیش" مطبوعہ بریلی ص ۱۰

Marfat.com

(۲)

سیاسی جدوجہد کے کچھ داخلی اور کچھ خارجی عوامل ہوتے ہیں۔ ان عوامل کی تعمیر و تشکیل میں تاریخ اہم کردار ادا کرتی ہے، اس لیے تحریکِ آزادی کے تین فریق مسلمان، ہندو اور انگریز کے جذبات و احساسات کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پاکستان و ہندوستان کی گزشتہ تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالی جائے۔ تحریکِ خلافت اور پھر تحریکِ ترکِ موالات میں درپردہ یہی عوامل کارفرما نظر آتے ہیں۔ [1]

مطبوعہ تاریخ کے مطابق سرزمین پاکستان و ہندوستان پر گیارہ سو برس تک ہندو اور بدھ حکمران رہے، پھر آٹھویں صدی عیسوی میں مسلمان آئے اور بارہویں صدی عیسوی تک دہلی پہنچ گئے۔ رفتہ رفتہ کشمیر سے لے کر راس کماری تک اور افغانستان سے لے کر برما تک کا وسیع و عریض علاقہ مسلمانوں کے زیرِ نگیں آگیا اور انہوں نے مجموعی طور پر تقریباً ایک ہزار برس حکومت کی۔ ہم دَورِ عروج کو چھوڑتے ہیں، دَورِ زوال کی بات کرتے ہیں، کیونکہ اس کے بعد ہی آزادی کے لیے پھر سے جدّوجہد شروع ہوتی ہے۔

پاک و ہند میں اورنگ زیب عالمگیر کا دورِ حکومت، سلطنتِ اسلامیہ کا عہدِ شباب کہا جاسکتا ہے۔ ۱۱۱۶ھ / ۱۷۰۴ء میں اورنگ زیب کی وفات کے بعد دورِ زوال شروع ہوتا ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے بعد یکے بعد دیگرے پانچ بادشاہ تخت نشیں ہوئے، پھر بعہد محمد شاہ بادشاہ۔

شاہِ ایران، نادر شاہ کے حملے (۱۱۵۱ھ / ۱۷۳۸ء) نے سلطنتِ مغلیہ کو اور صدمہ پہنچایا احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں سے مقابلہ کرکے (۱۱۷۴ھ / ۱۷۶۱ء) سلطنت کو سہارا دیا۔ شاہ عالم ثانی

---

[1] تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترکِ موالات سے متعلق تفصیلات کے لیے راقم کی کتاب "تحریکِ آزادیِ ہند اور السواد الاعظم" (مطبوعہ رضا پبلی کیشنز لاہور ۱۹۷۹ء) مطالعہ کریں۔ (مسعود)

Marfat.com

کو دہلی کی بادشاہت سپرد کر کے چلا گیا۔ شاہ عالم کے بعد ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء میں اس کا بیٹا اکبر شاہ ثانی، اس کے بعد ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۷ء میں اس کا بیٹا ابو ظفر بہادر شاہ ثانی بادشاہ ہوئے، لیکن نام کے سوا ان کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا۔ وہ بھی ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء میں ختم ہو گیا۔

اب انگریزی اقتدار کی طرف آیئے۔ سولھویں صدی عیسوی کے ختم ہوتے ہوتے انگریز ہندوستان پہنچ چکے تھے۔ ۱۰۰۹ھ / ۱۶۰۰ء میں ملکہ الزبتھ کی اجازت سے باضابطہ ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی گئی۔ سو ڈیڑھ سو برس تک اس کمپنی نے صرف تجارت سے سروکار رکھا، لیکن پھر ملکی سلطنت کو کمزور دیکھ کر سلطنت و حکومت کے خواب دیکھے جانے لگے۔ چنانچہ سب سے پہلے ۱۱۶۴ھ / ۱۷۵۱ء میں کرناٹک پر انگریزی اثر قائم ہوا۔ ۱۱۷۱ھ / ۱۷۵۷ء میں بنگال بھی انگریزوں کے زیرِ اثر چلا گیا۔ ۱۱۷۸ھ / ۱۷۶۴ء میں کلکتہ سے دہلی تک اور ۱۲۱۴ھ / ۱۷۹۹ء میں میسور سے ہمالیہ کی ترائی تک انگریزوں کے زیرِ اثر چلا گیا۔ ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء میں سندھ پر قبضہ ہو گیا۔ ۱۲۶۶ھ / ۱۸۴۹ء میں پنجاب پر۔ اور ۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۳ء میں برما پر اور ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۶ء میں اودھ پر۔ اس طرح کشمیر سے راس کماری اور درۂ خیبر سے برما تک انگریزوں کا راج قائم ہو گیا۔ ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں نے سنبھالا لیا مگر تیر جستہ واپس نہ آسکا۔

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا راج ختم ہو گیا اور انگلستان کی حکومت نے پاکستان اور ہندوستان کا انتظام خود اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ یہ تھی غیر منقسم ہندوستان میں مسلمانوں کے زوال اور انگریزوں کے عروج کی داستان۔

ہندو چونکہ مسلمانوں سے قبل غیر منقسم ہندوستان پر حکومت کر چکے تھے، اس لیے مسلمانوں کے دورِ سلطنت ہی سے سیاسی سطح پر ابھرنے کی کوشش کرتے رہے۔ مسلمانوں کے زوال نے ان کو اور زیادہ فعال بنا دیا اور اب وہ اپنے اقتدار و حکومت کی باتیں سوچنے لگے۔

Marfat.com

انگریز کی نگاہوں میں صرف مسلمان تھے، اس لیے ہندوؤں کی جدوجہد کے لیے میدان اور ہموار ہوگیا، پھر بھی وہ محتاط رہے اور آڑے وقت مسلمانوں ہی کو آگے کرتے رہے اور مسلمانوں کو آگے رکھ کر کام کرنے میں کبھی باک محسوس نہیں ہوا۔

بہرکیف ۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگرس کے نام سے ایک تنظیم قائم کی گئی جس میں ایک انگریز آر۔ اے ہیوم نے اہم کردار ادا کیا۔ ہندوؤں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مسلمان بھی شریک ہوئے، لیکن بال گنگا دھر تلک اور بپن چندر پال جیسے ہندو لیڈروں کے عزائم نے ان کو متنبہ کر دیا۔ ان لیڈروں کے یہ عزائم تھے کہ جزیرہ نمائے پاکستان و ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک ہندو تہذیب و تمدن کو مسلمانوں پر مسلط کر دیا جائے، چنانچہ ۱۹۱۰ء میں کانگرس اعتدال پسند اور انتہا پسند دو گروپوں میں بٹ گئی۔

۱۹۰۴ء میں لارڈ کرزن کے زمانے میں بنگال کو مشرقی اور مغربی دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا، جس سے مسلمانوں کو فوائد حاصل ہوئے، مگر یہ بات ہندوؤں کو ناگوار معلوم ہوئی اس ناگواری سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غیر منقسم ہندوستان میں وہ مسلمانوں کو کوئی ایسی رعایت دینے کے لیے تیار نہ تھے جس میں مسلمانوں کا فائدہ ہو۔ بہرکیف تقسیم بنگال کی منسوخی کی کوشش کی گئی اور بالآخر ۱۹۱۱ء میں لارڈ ہارڈنگ کے زمانے میں تقسیم بنگال کو منسوخ کر دیا گیا اور دارالحکومت کلکتہ سے دہلی لایا گیا۔

تقسیم بنگال کی منسوخی سے ہندوؤں کے حوصلے بڑھ گئے۔ چنانچہ انہوں نے مارلے منٹو اصلاحات کے خلاف بھی پُرزور تحریک شروع کی جس میں مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کی رعایت دی گئی تھی اور کانگرس نے منظور بھی کر لی تھی۔ چند سال بعد ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء میں یورپ میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوگئی۔ اس جنگ میں جرمنی، آسٹریا اور ترکی وغیرہ ایک طرف اور دوسری طرف انگلستان، فرانس، اٹلی، روس اور امریکہ تھے۔

برطانیہ کی طرف سے غیر منقسم ہندوستان کے تقریباً دو لاکھ ہندو مسلمان فوج اس جنگ

Marfat.com

میں شریک ہوئے۔ مصر، فلسطین، شام میں جو معرکے ہوئے، اس میں ہندوؤں اور مسلمان سپاہیوں کے ہاتھوں بہت سے ترک مسلمان بھی شہید ہوئے۔

دورانِ جنگ (۱۹۱۷ء / ۱۳۳۵ھ) میں غیر منقسم ہندوستان کو بااختیار حکومت دینے کا اعلان کیا تھا۔ خوشی خوشی انگریزوں کی حمایت میں ہندو اور مسلمان سپاہی لڑے اور مسٹر گاندھی نے ہمت افزائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ؎

۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء میں جنگِ عظیم ختم ہوئی۔ جرمنی اور اس کے ساتھیوں ترکی اور آسٹریا وغیرہ کو شکست ہوئی۔ ترکوں سے ذلت آمیز معاہدہ کیا گیا اور برطانیہ و فرانس نے اس کے حصے بخرے کر لیے، مگر غیر منقسم ہندوستان کو آزادی نہ ملنا تھی، نہ ملی، چنانچہ جو لوگ آزادی کی لو لگائے ہوئے تھے، ان کو انگریزوں کی بدعہدی اور وعدہ خلافی سے سخت دھچکا لگا، چنانچہ وہ بپھر گئے اور اب وہی لوگ جو جنگِ عظیم کے دوران انگریزوں کے حامی و مددگار تھے ان کے خلاف ہو گئے۔ جاں نثار، دشمنِ جاں ہوئے، اس حد تک کہ اَب جو انگریزوں کی مخالفت نہ کرے، وہ کافر و غدار ـــ اہل سیاست اس فکر میں تھے کہ کسی ترکیب سے انگریزوں کو وعدہ خلافی کی سزا دی جائے۔ مسلمان جذباتی واقع ہوئے ہیں۔ اہلِ سیاست نے انہیں کو تاکا۔ پہلے پہل یہ باور کرایا گیا کہ سلطنتِ ترکیہ، خلافتِ اسلامیہ ہے اور سلطان ترکی خلیفۃ اسلام اور حفاظت خلافت کے لیے جان دینا فرضِ عین۔

بس پھر کیا تھا، ایک طوفان کھڑا ہو گیا، جذبات کا وہ سیلاب آیا کہ عقل و دانش کا دور دور پتا نہ ملا۔ بہت سے نیک دل علما بھی اس میں شریک ہو گئے، وہ سیاست کے نشیب و فراز سے بے خبر، سیدھے سادے مسلمان تھے۔

جہاندیدہ سیاست دانوں نے جب مسلمانوں کو جذبات کی آگ میں دھکیل دیا، تو چند ہی ماہ بعد ایک نیا قدم اٹھایا گیا اور ۱۹۲۰ء میں مسٹر گاندھی کے ایماء سے تحریک

؎ محمد سلیمان اشرف، النور، مطبوعہ علی گڑھ (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء) ص ۱۴۹

Marfat.com

ترکِ موالات کا آغاز کیا گیا اور اس شان کے ساتھ کہ جو مخالفت کرے، وہ کافر۔ تیغ تکفیر کو سیاسی حربے کے طور پر استعمال کیا گیا، مگر ۱۹۲۲ء میں مصطفےٰ کمال پاشا نے سلطان ترکی کو معزول کر کے ہندوستانی سیاست کا پردہ چاک کر دیا۔

اب معلوم ہوا کہ یہ ساری جدوجہد کس لیے تھی۔ ادھر سلطان ترکی معزول ہوئے اور ادھر مسٹر گاندھی نے تحریک ترکِ موالات ختم کرنے کا اعلان کیا اور بہانہ کچھ اور بنایا، حالانکہ اگر خلافت ہی کی حفاظت مقصود تھی، تو اس کے لیے پہلے سے زیادہ جدوجہد کی ضرورت تھی، کیونکہ جب تحریکِ خلافت کا آغاز ہوا، سلطان ترکی معزول نہ ہوئے تھے، اب تو وہ معزول کر دیے گئے تھے

اس تحریک کے زمانے میں سب سے عجیب بات یہ دیکھی گئی کہ جو حضرات خلافتِ اسلامیہ کی حفاظت کی جدوجہد کر رہے تھے۔ وہ ہندوؤں کی ہمنوائی کو احیاء خلافتِ اسلامیہ کے لیے ممد و معاون سمجھ رہے تھے اور جوشِ جذبات میں اسلامی شعائر چھوڑ کر، شعائرِ کفر اپنا رہے تھے، چنانچہ اس زمانے میں مسلمانوں نے اپنی پیشانی پر قشقہ بھی لگوایا، ہندو لیڈروں کی ارتھیوں کو کندھا دیا۔ ہندو لیڈروں کو مساجد میں ممبرِ رسول پر بٹھایا، قرآن پاک کو مندروں میں لے جایا گیا وغیرہ وغیرہ

امام احمد رضا قول و عمل کے اس تضاد سے حیران تھے۔ اس حیرانگی نے انہیں اس نتیجے پر پہنچایا کہ خلافتِ اسلامیہ کی حفاظت محض دکھاوا اور ایک آڑ ہے۔ اصل مقصود یہ ہے کہ انگریزوں کو مجبور کر کے غیر منقسم ہندوستان کے لیے بااختیار حکومت حاصل کی جائے، ۱۹۱۷ء میں جنگِ عظیم کے دوران انگریزوں نے جس کا وعدہ کیا تھا۔ ابوالکلام آزاد کے مندرجہ ذیل خیالات سے امام احمد رضا کے

لہ ا۔ اشرف علی تھانوی : افاضات الیومیہ ، جلد چہارم ، ص ۷۷

ب۔ محمد مظہر اللہ، مفتی : فتاویٰ مظہری، مطبوعہ کراچی ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء ، ص ۳۲۸

ج۔ السواد الاعظم ، (مراد آباد) شمارہ ، جمادی الاول ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء ، ص ۳۲

د۔ اخبار مدینہ ، (بجنور) شمارہ ، یکم اپریل ۱۹۲۰ء

ھ۔ جمیل الرحمٰن : تحقیقاتِ قادریہ ، مطبوعہ بریلی ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء ، ص ۳۷

Marfat.com

اندیشوں کی تائید ہوتی ہے:

"کوشش اور لڑائی صرف اماکن مقدسہ اور خلافت کے لیے نہیں ہے، بلکہ ہندوستان کو خود اختیاری حکومت دلانے کے لیے ہے۔ اگر خلافت کا خاطر خواہ فیصلہ ہو بھی جائے، تاہم ہماری جدّوجہد جاری رہے گی۔ اس وقت تک کہ ہم گنگا و جمنا کی مقدّس سرزمین کو آزاد نہ کرالیں۔" [۱]

امام احمد رضا، ابوالکلام آزاد کے انہیں خیالات پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ترکوں کی حمایت تو محض دھوکے کی ٹٹّی ہے، اصل مقصود بغلامی ہنود سوراج کی چکّی ہے۔ بڑے بڑے لیڈروں نے جس کی تصریح کردی ہے۔ بھاری بھرکم خلافت کا نام لو، عوام بھڑیں، چندہ خوب ملے اور گنگا و جمنا کی مقدس زمینیں" آزاد کرنے کا کام چلے ؎

اے پس رو مشرکاں بہ زم زم نہ رسی
کیں رہ کہ تو می روی بہ گنگ و جمن است

نسأل اللّٰہ العفو والعافیۃ [۲]

بہرکیف واقعات و شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ پہلی جنگِ عظیم کے دوران غیر منقسم ہندوستان کے سیاسی لیڈروں سے بااختیار حکومت دینے کا انگریزوں نے جو وعدہ کیا تھا اور پھر وعدہ خلافی کی، تو تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترکِ موالات کے پردوں میں حکومت خود اختیاری کی کوشش کی گئی اور اس کو مذہبی رنگ دے کر مخالفین کو کافر کہا گیا۔ [۳]

---

[۱] اشتہار: منجانب یوسف کھرگ پوری، مورخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۰ء، الٰہ آباد

[۲] احمد رضا خاں، "دوام العیش" مطبوعہ بریلی، ص ۶۳

[۳] اخبار "ہمدم" لکھنؤ، شمارہ ۱۲ر ستمبر ۱۹۲۰ء

Marfat.com

امام احمد رضا نے بھی مخالفین کے اس طرزِ عمل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اگرچہ نماز کا پابند ہو، روزے رکھتا ہو، لیکن اگر خلافت سے منکر ہو، تو دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ یہ وہ مسئلہ ہے کہ اس سے الگ ہو کر مسلمان، مسلمان نہیں رہ سکتا۔" [۱]

سیاست دانوں کے اس غیر دانشمندانہ طرزِ عمل نے مسلمانوں کو امام احمد رضا سے بدظن کر دیا تھا۔ جس کا ذکر ایک معاصر قلم کار خواجہ حسن نظامی نے اس طرح کیا ہے:۔

"مسئلۂ خلافت سے ان کو اختلاف تھا۔ انتقال کے قریب ان کے خلاف مسلمانوں میں بہت چرچا ہو گیا تھا اور مولانا اشرف علی کی طرح ان کے مرید و معتقد بھی اختلافِ خلافت کے سبب ان سے برگشتہ ہو گئے تھے۔" [۲]

---

[۱] احمد رضا خاں، "دوام العیش"، مطبوعہ بریلی ص ۶۱

[۲] کتابی دُنیا، کراچی، جنوری ۱۹۶۷ء، ص ۲

نوٹ: امام احمد رضا کا انتقال تحریکِ ترکِ موالات کے زمانے ۱۹۲۱ء میں ہوا۔ (مسعود)

Marfat.com

اشتعال انگیزیاں، سیاستِ جدیدہ کا ایک موثر حربہ ہے، اس لیے جب اہل سیاست میدان میں آتے ہیں، تو وہ اپنی اپنی بساط کے مطابق ایسی ایسی دل خراش ترکیبیں سوچتے ہیں، جس سے اشتعال پیدا ہو اور مخالف زیر ہو جائے، خواہ انجام کچھ ہی ہو۔ اسلام میں ایسی سیاست کا وجود نہیں جو جماعتی مصالح کے لیے عوام الناس کی جان و مال اور عزت و آبرو کو داؤ پر لگا دے۔

ابوالکلام آزاد دورِ جدید کی قوم پرستانہ سیاست میں بصیرت رکھتے تھے ہندوستان کی سیاست میں انھوں نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کو یقین تھا کہ وہ رہنمائی کی لیاقت رکھتے ہیں۔ امام احمد رضا نے ابوالکلام آزاد کے اس جذبۂ قیادت سے پردہ اٹھاتے ہوئے لکھا ہے:

"مسٹر آزاد اگرچہ اپنے نشے میں تمام ائمہ مجتہدین کرام سے اپنے آپ کو اعلیٰ جانتے ہیں، ان کے ارشادات کو ظنی اور اپنے توہمات کو وحی سے مکتسب، قطعی مانتے ہیں اور سلطان کا نام محض دکھاوا ہے۔ تمام امت سے اپنی امامت مطلقہ منوانے کا دعویٰ ہے۔ دیکھو رسالۂ خلافت کا آخر مضمون اھدکم سبیل الرشاد (میرے پیرو ہو جاؤ، میں تمہیں راہِ حق کی ہدایت کروں گا۔" [1]

---

[1] امام احمد رضا خاں، "دوام العیش" مطبوعہ بریلی، ص ۶۸

نوٹ: آزاد کے بعض معتقدین ان کو 'امام الہند' کے لقب سے یاد کرتے ہیں، تو امام احمد رضا نے جس اندیشے کا اظہار فرمایا ہے، غلط نہیں۔ (مسعود)

Marfat.com

ابوالکلام آزاد غیر منقسم ہندوستان کے لیے ایک با اختیار حکومت حاصل کرنا چاہتے تھے
دراصل یہ مسٹر گاندھی کی چاہت تھی، مگر ۱۹۲۲ء کے لگ بھگ یہ مقصد حاصل نہ ہو سکا اور سیاسی
لیڈروں کو سخت مایوسی ہوئی۔ تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترکِ موالات کا یہ مثبت پہلو
تھا۔ منفی پہلو یہ تھا کہ اہل سنت کو بدنام کیا جائے۔

امام احمد رضا نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"معلوم تھا کہ کر تو کچھ نہیں سکتے، نہ خود نہ وہ، خالی چیخ و پکار کا نام حمایت
رکھنا ہے، اہلِ عقل ودین، اوّل تو غوغائے بے ثمر کو خود ہی عبث جان کر صرف
توجہ الی اللہ پر قانع رہیں گے اور اگر شاید شرکت چاہیں، تو انہیں مذہب
اہل سنت ہر شئے سے زیادہ عزیز ہے۔ مذہب ہی ان کے نزدیک چیز ہے،
لہٰذا ایسے لفظ کی چلاہٹ ڈالو جو خلاف مذہب اہل سنت ہو کہ وہ شریک
ہوتے ہوں تو نہ ہوں اور کہنے کو موقع مل جائے کہ دیکھئے انہیں مسلمانوں سے
ہمدردی نہیں، یہ تو معاذ اللہ نصاریٰ سے ملے ہوئے ہیں تاکہ عوام ان سے
بھڑکیں اور دیوبندیت و وہابیت کے پنجے جمیں۔" [۱]

امام احمد رضا کا یہ تجزیہ ایک حد تک صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت سے اب تک
امام احمد رضا کے مخالفین کی طرف سے یہی الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ انگریزوں سے ملے
ہوئے تھے۔ مندرجہ بالا بیان سے اس کا اصل پس منظر سامنے آتا ہے، جہاں تک اس الزام کی
صداقت وصحت کا تعلق ہے۔ تحریکِ خلافت کے کارکن مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری نے رازِ
درونِ خانہ کو طشت ازبام کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ الزام سراسر جھوٹ ہے، سیاسی مقاصد کیلئے لگایا گیا تھا۔ [۲]

---

[۱] احمد رضا خاں: "دوام العیش" مطبوعہ بریلی، ص ۶۳

[۲] یہ اظہارِ خیال اپنے تاثرات میں کیا ہے جو مولانا محمد مرید احمد چشتی کی تالیف جہانِ رضا میں
شامل ہیں، ہنوز یہ کتاب شائع نہیں ہوئی۔ (مسعود)

Marfat.com

بعض دوسرے حقائق و شواہد سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے جن میں سے چند یہاں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- ابھی ابھی امام احمد رضا کے یہ الفاظ اوپر گزرے:

"یہ تو معاذ اللہ نصاریٰ سے ملے ہوتے ہیں۔" [۱]

جو شخص نصاریٰ کے ساتھ موالات سے خدا کی پناہ مانگے، وہ بھلا کیسے نصاری کا حامی مددگار کیسے ہو سکتا ہے؟

۲- "روہیل کھنڈ اور بریلی کے علاقے میں امام احمد رضا کے جد امجد مولانا رضا علی خاں کا مکان مجاہدینِ آزادی کا مرکز بنا ہوا تھا۔" [۲]

ایسے مجاہد کا پوتا انگریزوں کا خیر خواہ کیسے ہو سکتا ہے؟

۳- "مرادآباد کے صدر الشریعہ مولانا کفایت علی کافی شہید نے جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں مردانہ وار حصہ لیا۔ جب مرادآباد پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا، تو ۱۸۵۸ء میں مولانا کافی کو پھانسی دے دی گئی۔" [۳]

اس مجاہد کبیر اور شہید جنگِ آزادی سے امام احمد رضا کو قلبی لگاؤ تھا، گو جب مولانا کافی کو پھانسی دی گئی، تو امام احمد رضا ایک طفل شیر خوار تھے۔

وہ خود تحریر فرماتے ہیں:

"مولانا کافی علیہ الرحمہ کی زیارت آٹھ برس کی عمر میں خواب میں ہوئی۔ میری پیدائش کے گیارہ مہینے بعد مولانا کو پھانسی ہوئی۔" [۴]

---

[۱] احمد رضا خاں: دوام العیش، مطبوعہ بریلی، ص ۶۳

[۲] ا- المیزان (بمبئی) ۱۹۷۶ء ص ۳۹۰- ب- انوارِ رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء ص ۲۳۱

[۳] رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند (اردو) کراچی ۱۹۶۱ء، حاشیہ ص ۲۴۴

[۴] محمد مصطفیٰ رضا خاں: الملفوظ، حصہ دوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء، ص ۴۳

Marfat.com

امام نعت گویاں امام احمد رضا نے نعت گو شعراء میں مولانا کافی علیہ الرحمہ کو پسند کیا ہے اور انگریزی دور میں جب کہ انگریز کے باغی سے تعلق ظاہر کرنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ امام احمد رضا نے نہ صرف اپنا قلبی تعلق ظاہر کیا، بلکہ انگریزوں کے اس دشمن جاں شہیدِ اعظم کو بادشاہ قرار دیا ہے اور خود کو ان کا وزیرِ اعظم — چنانچہ فرماتے ہیں:

مہکا ہے میرے بوئے دہن سے عالم
یاں نغمہ شیریں نہیں تلخی سے بہم
کافی سلطان نعت گویاں ہیں رضا
ان شاء اللہ میں وزیر اعظم ؎[1]

۴۔ علی گڑھ، لکھنؤ اور قادیان سے اٹھنے والی علمی و مذہبی تحریکوں پر امام احمد رضا نے سخت تنقید کی ہے اور بہت سے رسائل لکھے ہیں، حالانکہ کہا جاتا ہے کہ ان تحریکوں کو انگریزوں کی رضا و خوشنودی حاصل تھی۔ اگر امام احمد رضا انگریزوں کے خیر خواہ ہوتے، تو ان تحریکوں کی پُر زور حمایت کرتے۔

امام احمد رضا کو سر سید احمد خاں اور ان کی تحریک سے جہاں اور شکایات تھیں، وہاں یہ بھی شکایت تھی کہ وہ انگریزی تہذیب و تمدن کے اتنے آنند مندکیوں ہیں؟ جو اس طرف متوجہ نہیں ہوتا، اس پر افسوس کرتے ہیں، گویا بزبانِ بے زبانی کہہ رہے ہیں

ع وائے بر آں کس کہ نہ نصرانی ست [2]

(ترجمہ) اس شخص پر افسوس ہے، جو انگریز نہ بنا

۵۔ یہی شکایت ندوۃ العلماء سے بھی تھی جس کا اظہار امام احمد رضا نے ۱۸۹۸ء میں پٹنہ کے عظیم الشان اجلاس میں برملا کیا تھا۔ انہوں نے اہلِ ندوہ کا یہ قول طنزاً نقل فرمایا:

---

[1] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، حصہ سوم، مطبوعہ بدایوں، ص ۹۳ - ۹۴

[2] انوارِ رضا: مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء ص ۴۲۱

Marfat.com

"خدا سب سے راضی ہے، سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے، گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے، اس کے معاملے کو دیکھ کر خدا کی رضا و ناراضی کا حال کھل سکتا ہے۔" [1]

پھر ان خیالات پر تنقید کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

"جس نے تمام بدمذہبوں سے وِداد و اتحاد کیا، خدا کو انگریزی گورنمنٹ کا مثل بنایا۔" [2]

یہ بحث الگ ہے کہ اہل ندوہ نے ایسا کیا یا نہیں، ان کلمات سے جو بات مترشح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ناقل و ناقد انگریزی حکومت کی ایسی غلامی کو ناپسند کرتا ہے، چنانچہ ایک اور جگہ اہل ندوہ سے یہی شکایت کی ہے ؎

"داور و دادار را برٹش گورنر می کنند" [3]

(ترجمہ، انگریز گورنر کو اپنا منصف و دوست بنا رکھا ہے)

۶- ۱۹۱۳ء میں مسجد کانپور کا واقعہ پیش آیا جس سے مسلمانوں میں کافی اضطراب پھیل گیا۔ ۱۴، اکتوبر ۱۹۱۳ء کو بعض مسلمان عمائدین نے انگریز وائسرائے ہند سے خلاف شرع ایک معاہدہ کر لیا تو امام احمد رضا نے اس کے خلاف آواز بلند کی اور ایک رسالہ ابانة المتوادی تحریر فرمایا۔ اگر وہ انگریز کے حامی ہوتے تو کم از کم خاموش ہی رہتے۔

۷- ۱۹۱۹ء میں مسئلہ خلافت پیش آیا، امام احمد رضا کو شرعی بنیادوں پر اس سے اختلاف تھا، جس کا تفصیلی ذکر پیچھے آچکا ہے۔ امام احمد رضا نے ایک استفتاء کے جواب میں مسئلہ خلافت پر محققانہ بحث کی اور اپنا موقف پیش کیا، چونکہ اس جواب کی اشاعت سے انگریزوں کو فائدہ

---

[1] محمد عبدالوحید: دربار حق و ہدایت، مطبوعہ پٹنہ ۱۳۱۸ھ/ ۱۸۹۸ء، ص ۱۲۳

[2] " " " " ۱۲۷

[3] انوار رضا، مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۱

Marfat.com

پہنچ سکتا تھا، اس لیے اس کو شائع نہ کیا، چنانچہ یہ جواب ۱۹۲۲ء میں امام احمد رضا کے انتقال کے بعد منظرِ عام پر آیا۔

۸۔ تحریکِ خلافت کے زمانے (۱۹۱۹ء) میں امام احمد رضا پر مندرجہ ذیل الزامات عائد کیے گئے تھے:

ا۔ نینی تال پر لیفٹیننٹ گورنر سے ملاقات کی۔

ب۔ گورنمنٹ کی خوشی کے لیے اس کے حسبِ منشا فتویٰ لکھ دیا۔

د۔ گورنمنٹ سے تنخواہ پاتے ہیں۔

امام احمد رضا نے ان تینوں الزامات کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا، وہ ایک متعصب و عنید کے لیے بھی کافی ہے۔ آپ نے فرمایا:

"ان کا جواب اس سے بہتر میرے پاس کیا ہے لعنۃ اللہ علی الکٰذبین جس نے ایسا کہا ہو، اس پر قیامت تک اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے نیک بندوں کی لعنت ہو۔" [1]

المختصر امام احمد رضا کی کوئی ایسی تحریر یا واقعہ راقم کی نظر سے نہیں گزرا جس سے یہ ادنیٰ گمان بھی ہو سکے کہ وہ انگریزوں کے حامی و مددگار اور ان کی تہذیب و تمدن کے دلدادہ تھے حقیقت میں وہ تمام باطل فرق و مذاہب کو مسلمانوں کا دشمن سمجھتے تھے جس کا احساس ہمیں اب ہوا ہے اور امام احمد رضا نے ۷۰ برس پہلے اس راز کو واشگاف الفاظ میں طشت از بام کیا تھا۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں:

کافر، ہر فرد و فرقہ دشمن مارا ۔۔۔ مرتد، مشرک، یہود و گبر و ترسا [2]

(ترجمہ و تشریح) کافر بلکہ ہر فرد و فرقہ ہمارا دشمن ہے، خواہ وہ مرتد ہو یا مشرک، خواہ یہودی ہو یا عیسائی اور آتش پرست۔

---

[1] السواد الاعظم (مرادآباد)، شمارہ، جمادی الاول ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء، ص ۳۰

[2] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الطاری الداری، حصہ سوم، مطبوعہ بریلی، ص ۹۹

Marfat.com

امام احمد رضا ایک صاحب فکر و صاحب بصیرت مدبّر و سیاست دان تھے۔ بقول ایک فاضل کسی فکر کی اہمیت اس بات میں نہیں کہ وہ کتنے گھن گرج کے ساتھ رونما ہوا، کتنے آدمی شریک ہوئے، کس حد تک اس نے دنیا کا نقشہ بدلا، بلکہ اس بات میں ہے :

۱۔ زندگی میں حسن و صداقت کے کتنے نامعلوم پہلو اس نے اجاگر کیے ؟

۲۔ جو صورت حال اس فکر کی محرک تھی، اس کے ردعمل میں کس مثبت اور قائم بالذات عمل کی تخلیق کی گئی۔

۳۔ وہ فکرِ زندگی کے لیے کیسے اعلیٰ مقاصد اور اقدار کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ظلمت و بہیمیت سے نکال کر عدل و انصاف کی طرف لے جانے والا ہے ؟

۴۔ اس فکر نے انسانی زندگی کے ان ممکنات کو کس درجہ وسیع کیا جو اس وقت تک ممکن نظر نہ آتے تھے، جب تک وہ وقوع پذیر ہو گئے ؟

۵۔ اس فکر نے انسانی زندگی پر اور تاریخی ادوار پر کیسا اور کتنا اثر ڈالا ؟

اس معیارِ فکر کو سامنے رکھیے اور پھر دیکھیے کہ امام احمد رضا نے ملتِ اسلامیہ کو کیا کچھ دیا اور اپنے فکر و نظر سے کس طرح رہنمائی فرمائی۔ بلاشبہ امام احمد رضا اپنے دور میں ایسے یکہ و تنہا فردِ نظر آتے ہیں، زمانے کے نشیب و فراز سے جن کی فکر میں کبھی لچک پیدا نہ ہو سکی۔ ان کی فکرِ رسا معاصر شخصیات تو شخصیات اداروں کی مجموعی فکر پر بھاری معلوم ہوتی ہے۔ روزِ اول انہوں نے فرمایا تھا کہ مسلمانوں کی سیاسی نجات ہندوؤں سے موالات و اتحاد میں نہیں، یہ وہ زمانہ تھا جب قائدِ اعظم اور ڈاکٹر اقبال جیسے جلیل القدر زعماء بھی ہندو مسلم اتحاد کی باتیں کر رہے تھے اور بہت سے دوسرے علماء و عمائدین بھی شریک تھے، مگر چشمِ عالم نے دیکھا کہ جو امام احمد رضا نے فرمایا تھا، تاریخ نے اس کی تصدیق کی اور جو ممکن نظر نہ آتا تھا، بالآخر ممکن ہو گیا۔

Marfat.com

پاک و ہند کی سیاست کے جس پہلو پر نظر ڈالیں گے۔ امام احمد رضا کی فکر تابناک نظر آئے گی۔ انہوں نے اپنے متعدد رسائل میں مسلم سیاست کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے مستقبل کی تاریخ میں وہی جھلکتا نظر آرہا ہے اور اب تو یہ ماضی کی باتیں ہونے لگیں۔ ذرا ان کے افکار کو ملاحظہ کریں:

۱۔ "انفس الفکر" لکھ کر امام احمد رضا نے یہ بتایا کہ غیر منقسم ہندوستان میں مسلمانوں کا پورا پورا حق ہے اور وہ اپنے مذہبی شعائر کو دوسروں کی خوشنودی کے لیے کبھی نہیں چھوڑ سکتے۔ بالآخر سب نے اس حق کو تسلیم کیا اور آج بھی ہندوستان میں مسلمان اپنے مذہبی شعائر پر عمل پیرا ہیں۔

۲۔ "اعلام الاعلام" لکھ کر یہ بتایا کہ جس ملک پر مسلمانوں نے ہزار سال حکومت کی، چند برسوں میں وہ ایسا بیگانہ نہیں ہو گیا کہ اس کو دار الحرب قرار دے کر دشمن کے حوالے کر دیا جائے اور انجام کار مسلمانوں کو ملک چھوڑنے اور ہجرت پر مجبور کیا جاتے۔ بالآخر مسلمانوں کے اس حق کو تسلیم کیا گیا اور پاکستان معرضِ وجود میں آیا اور ہندوستان میں بھی مسلمان جیسے پہلے رہتے تھے، آج بھی رہتے ہیں۔

۳۔ "تدبیر فلاح و نجات و اصلاح" لکھ کر مسلمانوں کی اقتصادی اور معاشی اصلاح کے لیے ایک ضابطہ و دستور العمل پیش کیا۔ گو اس وقت زیادہ توجہ نہ دی گئی، لیکن اب اسلامی دنیا وہی کچھ کر رہی ہے جس کی نشان دہی ایک عرصہ پہلے امام احمد رضا کر چکے تھے۔ [۱]

---

[۱] پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی نے اس رسالے کو سامنے رکھ کر ایک تحقیقی مقالہ لکھا ہے، جس کا عنوان ہے: "فاضل بریلوی کے معاشی نکات"
یہ رسالہ ۱۹۷۷ء میں مرکزی مجلسِ رضا، لاہور نے شائع کر دیا ہے۔

Marfat.com

۴- "دوام العیش" لکھ کر انہوں نے بتایا کہ مسلمان کی مدد مسلمان پر فرض ہے، لیکن مدد کے پردے میں شریعت سے گریز کر کے ہندوستان میں ہندو راج یا سوراج قائم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی۔ بالآخر یہی ہوا، غیر منقسم ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی اور ہندوستان میں بھی سوراج قائم نہ ہوسکا، لامذہبی حکومت قائم ہوئی۔

۵- "المحجۃ المؤتمنہ" لکھ کر بتایا کہ مسلمانوں کے لیے ہندو مسلم اتحاد مضر اور غیر مفید ہے۔ ان کی نجات خود اعتمادی میں ہے۔ بالآخر واقعات و حادثات نے اس کی تصدیق کی اور جب مسلمانوں میں خود اعتمادی پیدا ہوئی، تو نجات حاصل کی۔ [۱]

۶- "الطاری الداری" لکھ کر بتایا کہ اگر علمائے ہند نے مسٹر گاندھی کی پیروی کی، تو یہ بات مسلمانوں بلکہ خود اسلام کے لیے نہایت خطرناک ہوگی، چنانچہ مستقبل کی تاریخ نے ان اندیشوں کی تصدیق کر دی۔ [۲]

---

[۱] رسالہ "المحجۃ المؤتمنہ" کی روشنی میں راقم نے ایک مقالہ لکھا تھا جس کا عنوان ہے:
"فاضل بریلوی اور ترکِ موالات"
مرکزی مجلس رضا لاہور نے ۱۹۷۱ء میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع کیا۔ اس کے بعد چار ایڈیشن اور شائع ہوئے۔ انگریزی سہ ماہی مجلہ "ہمدرد اسلامیکس" کراچی جلد ۱، شمارہ نمبر ۲، ص ۸۷ میں جناب برمی انصاری نے اس مقالے کی روشنی میں اس امر سے تو اتفاق کیا ہے کہ "تحریکِ خلافت" اور "تحریک ترکِ موالات" کے زمانے میں ہندو مسلم اتحاد کے خلاف اٹھنے والی تنہا آواز امام احمد رضا ہی کی تھی، مگر اس سے اختلاف کیا ہے کہ مخالفت کی نوعیت سیاسی تھی ان کے نزدیک اس کی نوعیت خالصۃً مذہبی تھی، مگر راقم کے نزدیک اسلام میں مذہب اور سیاست دو علیحدہ چیزیں نہیں، مذہب اصل الاصول ہے اور سیاست اس کی فرع۔ حقیقی عالم وہی ہے جس کی سیاست پر گہری نظر ہو۔ راقم نے امام احمد رضا کی سیاسی بصیرت پر ایک تحقیقی مقالہ حال ہی میں حکومت پاکستان کو پیش کیا ہے (مسعود)

[۲] اس رسالے کو سامنے رکھ کر راقم نے "کلام الامام" کے نام سے ۱۹۷۸ء میں ایک مقالہ لکھا تھا جو مرکزی مجلس رضا لاہور کے پاس محفوظ ہے۔ (مسعود)

Marfat.com

یہاں عبرت کے لیے فرانس کے مشہور مستشرق پروفیسر ماسینوں کا ایک بیان نقل کرتا ہوں جو حال ہی میں ایک کتاب میں نظر سے گزرا۔ علمائے ہند نے مسٹر گاندھی کی جو حمایت کی اور ان سے محبت و عقیدت کا اظہار کیا، پروفیسر موصوف اس سے بیحد متاثر نظر آتا ہے اور اسی والہانہ محبت و عقیدت کو سامنے رکھ کر اس نے اپنے نتائج اخذ کیے ہیں۔ مسٹر گاندھی سے اپنے تعارف کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

(ترجمہ انگریزی) "تقریباً تیس برس ہوئے، ۱۹۲۱ء میں جبکہ میں پیرس یونیورسٹی میں اسلامی عمرانیات کا ایک جواں سال پروفیسر تھا۔ ڈاکٹر انصاری اور پروفیسر سید سلیمان ندوی یونیورسٹی آئے۔ یہ دونوں حضرات پیرس میں "خلافت مشن" کے صدارتی ارکان تھے۔ "مشن خلافتِ عثمانیہ" کو بچانے کے لیے کوشش کر رہا تھا۔ ان دونوں نے مجھے گاندھی کی ستیہ گرہ کا عہد نامہ دیا جو میں نے REVUE DU MONDE MUSALMAN کے اپریل ۱۹۲۱ء کے شمارے میں چھپوا دیا اور یہ واضح کر دیا کہ ستیہ گرہ کا تصور اسلامی تصورات سے بالکل ہم آہنگ ہے۔ مسلمانوں کے ذریعہ مسٹر گاندھی سے یہ میرا پہلا تعارف تھا۔ اس تعارف سے میں نے گاندھی کی ستیہ گرہ کے تصور کو سمجھا۔ ڈاکٹر عبدالماجد سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ ستیہ گرہ کا تصور مسلمانوں کے لیے بھی مقدس ہے۔ میں نے جلد ہی یہ محسوس کیا کہ گاندھی میں کچھ ہے جو نہایت ہی بیش قیمت ہے کیونکہ شاید انسانی تاریخ میں پہلی بار ایک ایسا انسان اٹھا جس نے تعمیری سماجی نتائج کے ساتھ دوسرے مذہب والوں کو بھی متاثر کیا۔"[۱]

پروفیسر ماسینوں کے اس بیان سے امام احمد رضا کے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے جس کا اظہار انہوں نے مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے نام ایک خط میں اس طرح کیا ہے ؎

---

[۱] جی۔ بی۔ سیسینی: بین المذاہبی مفاہمت کا پیامبر، مطبوعہ شکاگو ۱۹۷۴ء، ص ۲۰۶

از بازوئے تو نظامِ دینِ گاندھی ست

قائم بتو انتظام دینِ گاندھی ست [1]

ترجمہ: تمہاری قوتِ بازو سے دینِ گاندھی کا نظام چل رہا ہے

تمہاری ذات سے دینِ گاندھی کا انتظام ہو رہا ہے

الغرض امام احمد رضا نے اپنی مومنانہ بصیرت سے جو کچھ سوچا اور سمجھا اور کہا، وہ اس قابل ہے کہ اسلامی تاریخ و سیاست کے مورخین و محققین دل سے تمام عصبیتوں کو نکال کر اس طرف پوری توجہ دیں۔ امام احمد رضا کے افکارِ عالیہ میں عالمِ اسلام کے لیے بہت کچھ ہے۔ ہمارا ملی فریضہ ہے کہ اس پوشیدہ خزانے کو عالم آشکار کریں ؎

قوم روشن از سوادِ سرگزشت　　خود شناس آمد زیادِ سرگزشت

سرگزشت او چو از یادش رود　　باز اندر نیستی گم می شود

ضبط کن تاریخ را پاینده شو!

از نفس ہائے رمیدہ، زندہ شو!

(اقبال)

احقر محمد مسعود احمد

(عفی عنہ)

گورنمنٹ سائنس کالج

سکرنڈ، (ضلع نواب شاہ، سندھ)

پاکستان

۲۷-۱۱-۷۹

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خاں: الطاری الداری (۱۳۳۹ھ) حصہ سوم، مطبوعہ بریلی ص ۹۰

Marfat.com

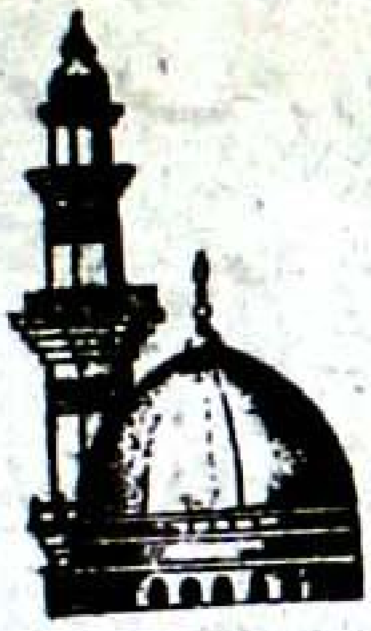

یا سیدی رسول اللہ

Marfat.com

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لا یزال ھذا الامر (ای الخلافۃ) فی قریش ما بقی من الناس اثنان (صحیحین)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

ہمیشہ خلافت قریش کیلیے ہی جبتک دنیا مین دو آدمی بھی ہین

الحمد للہ سبحنہ تعالیٰ

رسالہ ہین اعلحضرت عظیم البرکۃ رفیع الدرجۃ شیخ الاسلام والمسلمین قدوۃ المحققین زبدۃ المدققین حامی السنن السنیہ ماحی الفتن

الدنیہ شیخنا حضرۃ المجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنا اجمعین کا بہت نفیس رسالہ مبارکہ عجالہ

مسمٰی بنام تاریخی

حصہ اول

دوام العیش فی الائمۃ من قریش

۱۳۳۹ھ

جسمین پچاس احادیث کریمہ ارشادات عظیمہ حضور پرنور سید الانام علیہ الصلاۃ والسلام اور آثار نبوی ائمہ و علمائے اعلام کرام و شرح کلام

یعنی عبارات کتب تفسیر و حدیث و فقہ و عقائد و کلام سے اسکا عظیم ثبوت اور تحقیق تام کہ شرط قرشیت قطعی اجماعی ہے جسپر اجماع صحابہ کرام

و تابعین فخام و سائر ائمہ امت ہے اور یہی مذہب مہذب اہلسنت و جماعت ہے نیز تمام مخالفین عموماً و خصوصاً مولوی فرنگی محلی اور مسٹر

آزاد کے خیالات خام و باطل اوہام کا کافی رد و طرد و نقض و ابرام ہے

مع نفیس و سلیس تمہید حمید

از تازہ افاضات و عمدہ افادات حضرت بالا منزلت خلف اصغر حضور اعلحضرت مولانا مولوی ابو البرکات آل الرحمن محمد مصطفےٰ رضا خان

صاحب قادری برکاتی نوری دامت برکاتہم

بحسن اہتمام

جناب مولوی حسنین رضا خانصاحب مالک مطبع حسنی بریلی میں چھپا

اور

جماعت رضاے مصطفےٰ ... شائع ہوا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تمہید رسالہ دوام العیش فی الائمۃ من قریش مصنفہ حضور پرنور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی حبیبہ ونبیہ محمدن المصطفیٰ والہ الاصفیا وصحبہ البررۃ الاتقیا وسائر الخلفا۔ ہمکی جان اوس مالک عرش وفرش پر قربان جس نے صدق وحق پسند کیا اور اوسے عزت دی اور اوس سے اپنی حمد فرمائی کہ فرمایا من اصدق من اللہ قیلا اور فرمایا ومن اصدق من اللہ حدیثا اور ارشاد ہوا واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل اور کذب وباطل کو سخت مبغوض رکھا اور کذابوں پر لعنت بھیجی اور اُن پہ اپنا غضب اوتارا کہ فرمایا لعنت اللہ علی الکذبین حق کو باطل پر ہمیشہ غلبہ عطا فرمایا حق گو راستبازونکا منھ اوجالا اور جھوٹے کذابوں دروغ بافوں ناپاکوں کا مونھ کالا کیا جسنے ہمیں یہ پیارا پیارا روح افزا جانفزا مژدہ سنایا قل جاء الحق

Marfat.com

وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا تم فرما و حق آیا اور باطل بھاگا اور باطل تو بھاگنے ہی کو تھا اور ہزاروں صلاۃ لاکھوں تسلیمات کروروں تحیات زاکیات کی نچھاور اوس کے مقدس رسول حبیب و محبوب طالب و مطلوب دانائے کل غیوب صادق و مصدوق صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر جنھوں نے فرمایا الصدق ینجی والکذب یھلک سچ نجات دیتا ہے اور کذب ہلاک کرتا ہے پھر اُن کی آل و اصحاب پر جنھوں نے امتیاز حق و باطل کیلیے جان توڑ کوششین فرمائین اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی کردیا۔

بعد حمد و صلاۃ حضرات کرام اخوان اہلسنت و جماعت سے گزارش۔ اگرچہ چہرہ پرنور ماہتاب صدق پر کذابون کے کذب کی نہایت وحشتناک تیرگیان چھائین اور روی آفتاب حق پر باطل کی سخت بھیانک اور خوفناک تاریکیان اور کالی کالی ڈراونی بدلیان آئین مگر ہمارے قلوب بفضلہ تعالی اطمئن تھے ہم سمجھے ہوئے تھے کہ یہ بھی کچھ روز کی ہوا ہے جو دم مین ہوا ہے آخر کار وہی ہوا جسکا ہمین شدت سے انتظار تھا وہ دن آہی گیا کہ وہ تیرگی دور اور تاریکی کافور ہوئی اور حق کا جگمگاتا چمکتا دمکتا پرنور چہرہ آفتاب نصف النہار کیطرح آنکھین خیرہ کرتا نکلا اور ایک عالم نے آنکھون دیکھ لیا کہ حق یہ ہے اور باطل وہ تھا جو اسکے حضور جم نہ سکا۔ پتا توڑ بھاگا کبتک باطل حجاب حق کو چھپاتے تلکے جھوٹے نقاب صدق کی آڑ کرسکتے آخر حق کی شعاعون نے ان باطل پردون کو خاکستر کر ہی دیا جھوٹے نقابون کو جلا ہی ڈالا اور دنیا کو اپنا جہانتاب جلوہ دکھا ہی دیا وللہ الحمد فی الاولی والآخرہ۔ آپ حضرات نے اخبارات مین ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ خود ہمارے ترک بھائی غازی مصطفے کمال پاشا اور اونکے ہمراہی نصرہم اللہ نصرا عزیزا۔ سلطان معظم خلد اللہ تعالی ملکہ و سلطنتہ کو خلیفہ شرعی نہین جانتے اور اخبار تو اور اخبار تعجب ہے کہ خلافت کے بڑے نامی گرامی حامی کامی ہمدرد و ہمراز ہمدم و دمساز اخبار بھی آجکل یہ خبرین شائع کررہے ہین جنسے اُنکی خودساختہ خلافت کی رہی سہی جان پر بنگئی نیم جان کے گلے پر چھُری پھرگئی ہمدم کہتا ہے

انگورہ کی روش قطعی غیر مصالحانہ ہی اور اوسنے عزم بالجزم کیا ہی کہ حکومت آستانہ کا عدم وجود برابر سمجھے لہذا جمعیت عالیہ ملیہ نے قصد کرلیا کہ وزیر اعظم کے تار کا کوئی جواب بھی نہ دیا جائے اور خیال کیا جائے کہ حکومت آستانہ صرف ولایت قسطنطنیہ کی انتظامی کونسل تک محدود ہے

مسلمانو آپنے ملاحظہ فرمایا کہ اس عبارت کا فقرہ فقرہ خلافت کے دل مین تیز نشتر اور لفظ لفظ گلوی خلافت پر خنجر کا کام کر رہا ہی کیا خلافت شرعیہ ایسی ہی چیز ہے جس سے یون سر تابی کیجا لڑائی ٹھانی جائے وہ بھی ایسی کہ وہ جھک کر دوبکر پیام مصالحت بھیجے جب بھی اوس سے صلح نہ کیجائے بلکہ اوسکے پیغام کا جواب تک نہ دیا جائے وہ اگر خلیفہ شرعی ہوتے اور مصطفےٰ کمال پاشا اور اُنکے ہمراہی یہ حضرات اونھین خلیفہ ہی جانتے تو کیا یہی برتاؤ برتتے ایسی ہی سختی سے پیش آتے اور اُنکی حکومت صرف ولایت قسطنطنیہ کی انتظامی کونسل ہی تک مانتے

پھر ہمدم نے کہا اور الٹی چھری سے خلافت کا گلا کاٹا جمعیت عالیہ ملیہ انگورہ نے ایک قانون پاس کیا ہی جسمین یہ ہی کہ چھ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء سے ہمیشہ کیلیے حکومت ملیہ ترکیہ جمعیت عالیہ کے ہاتھ مین رہیگی اسکے علاوہ کوئی اور قسم کی حکومت نہین کیجائیگی قوم کسی ایسی ذاتی حکومت کو ہرگز تسلیم نہین کریگی جیسی کہ حکومت آستانہ ہی

مسلمانو للہ انصاف کیا اب بھی اسمین کوئی شبہ کسی ادنی عقل والیکو ہوسکتا ہی کہ حکومت ملیہ سلطان کو خلیفہ شرعی نہین مانتی اگر وہ اُنکی خلافت مانتی تو کیا یون ہی کہتی کیا اُنمین معاذ اللہ معاذ اللہ سب جاہل ہین اور اتنے جاہل ہین کہ انھین اتنا معلوم نہین کہ خلافت شخصی حکومت ہوتی ہی کیا اگر وہ اصل خلیفہ شرعی جانتے تو یہ کہکر اُنکے ساتھ یون پیش آکر شنیع الزام بغاوت نہ اوٹھاتے خود اپنے آپکو باغی مفسد نہ جانتے معلوم ہوا کہ اونکی خلافت نہین مانتے بلکہ اُنھین سلطان جانتے ہین جب تو اُنھین سلطنت کے لائق نہ جانکر معزول کرتے ہین شاہی خاندان کے اعزاز کیلیے تھوڑی محدود حکومت اُنکے لیے بھی رکھتے ہین باقی تمام ملک پر اپنا قبضہ اور ہر قسم کے اختیارات اپنے آپ لیتے ہین ورنہ

Marfat.com

خلیفہ کی بلاوجہ شرعی معزولی کیا معنی اور اسکے ملک پر تصرف کس نے مانا اور وہ بھی ایسا کہ اوسکی سلطنت کا نام تک بدل دیا جائے۔

ہمدم ۷۔ نومبر ۲۲ء میں ہے سلطان معظم کی معزولی "جمعیت عالیہ ملیہ انگورہ نے ایک اعلان شائع کیا ہے جسمین سلطان معظم کو معزول کردیا ہے اور ظاہر کردیا ہے کہ اب ترکی مین حکومت کی صورت جمہوریہ کے ہم معنی ہے سلطنت عثمانیہ کے بجای دولت ترکیہ جمہوریہ کا اعلان جمعیت عالیہ نے سلطان کی معزولی کے فیصلے کا اعلان کردیا ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ترکی کا نام آئندہ بجای سلطنت عثمانیہ دولت ترکیہ رکھنے کا فیصلہ کرلیا ہے" ہمدم کی اسی اشاعت مین ہے "انگورہ نے قانون پاس کردیا ہے جس سے حکومت سلطانی معدوم ہوجائیگی"

ملاحظہ ہو اگر سلطان معظم خلیفہ شرعی ہوتے تو کوئی انھین معزول کرسکتا تھا شرعًا بلاوجہ شرعی اسکا کسے اختیار تھا جو انکے ملک پر یون قبضہ کرنا چاہتا انکے ساتھ ایسے معاملات برتتا خود باغی اور واجب القتل ٹھہرتا۔

پھر ہمدم نے وہ کہا جس سے خلافت کا تسمہ نہ لگا رہا "جمعیت ملیہ نے سلطان کی جانشینی کے لیے کسیکو نامزد نہین کیا ہے اور بلالحاظ رعایات خاندان عثمان فرمانروائے قوم منتخب کرنیکا حق جمعیت ملیہ نے اپنے لیے محفوظ رکھا ہے۔

ملاحظہ فرمائین۔ یہ ہمارے اس دعوے کی کہ ہمارے ترک بھائی اید ہم اللہ تعالیٰ ونصرہم بنصرہ العزیز سلطان کو خلیفہ شرعی نہین جانتے انکی حکومت وسلطنت کو خلافت نہین مانتے کیسی واضح وروشن دلیل اور بین برہان ہے خلیفہ شرعی کی جانشینی بھی ایسی چیز ہے کہ یون معرض التوا مین رکھی جائے اوسمین ایسی تعویق اتنی تاخیر کیجائے وہ تو اون مہمات اور اہم واجبات سے ہے کہ دفن خلیفہ سابق پر بھی مقدم کیجاتی ہے اور یہی سنت جبتک خلافت باقی رہی شرح عقائد مین فرمایا۔ قد جعلوا اہم المہمات وفاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نصب الامام حتی قدموہ علی الدفن

ولکنہ ابعد موت کل امام ور مختار مین ہی ونصبہ اہم الواجبات فلذا قدموہ علی دفن صاحب المعجزات

(علیہ التسلیمات والتحیات الزاکیات) علامہ شامی ردالمحتار مین فرماتے ہین فانہ صلے اللہ تعالے

علیہ وسلم توفی یوم الاثنین ودفن یوم الثلثاء اولیلۃ الاربعاء اویوم الاربعاء ح عن المواہب اوسی ہین

علامہ طحطاوی سے نقل فرمایا وہذہ السنۃ باقیۃ الی الآن لم یدفن خلیفۃ حتی یولی غیرہ۔

پھر ہمدم نے بعض انگریزی اخبارون سے دو اعتراض بھی نقل کیے ہین اور چونکہ خلافت کے لوگونسے اُسکا جواب نہ ہوسکتا تھا ویسے ہی برقرار رکھا انھین ہاتھ نہ لگایا اُنپر کوئی نوٹ نہ لکھا ایک اعتراض تو یہ ہے کہ اُس سے قبل ترکان احرار بڑھ بڑھکر سلطان کی حمایت کرتے تھے اور اُنکو اسلام کا سردار اعلی یعنی خلیفۃ المسلمین اور امیر المؤمنین کہتے تھے اور اب انھون نے اُسی سلطان کو تخت سے اوتار دیا" دوسرا اعتراض یہ ہے "فرمانروائی سلطنت کے منتخب کرنیکے حق پر ترکون سے کوئی شخص سوال نکریگا خواہ وہ اپنے بادشاہ کو اگر اُنکے اختیار مین ہو کتنے ہی اختیارات دین یا نہ دین مگر مشکل یہ ہے کہ اب وہ رنگ تقدس وجلال کہان گیا جو معزولی سے قبل سلطان المعظم کی ذات مقدس کے متعلق ظاہر کیا جاتا تھا اور ابھی تک ترکون نے اُنکا جانشین منتخب کرنیکی بھی کوئی فکر نہ کی دول مغربیہ کی جس مسلم آزار پالیسی کی شکایت کیجاتی تھی وہ محض ڈھکوسلہ تھی اور قیاس مین نہین آتا کہ اب اُسمین کمی ہوجائیگی کیونکہ اب سلطان معظم معزول ہوچکے ہین برطانیہ کے ہاتھون نہین بلکہ مظفر ومنصور انگورہ کے ہاتھون"۔

خلافت وخلیفۃ المسلمین وامیر المؤمنین پر جو اعتراض ہے اُس کا جواب صاف ہماری اس تحریر کی ہر ادنی عقل والے پر لائح اور ساتھ ہی یہ بھی کہ یہ اعتراض معترض کی بدعقلی پر دلیل واضح اور اُسکی نافہمی پر برہان ساطع ہم روشن بیان کرچکے کہ ہمارے ترک بھائی ایدہم اللہ تعالی سلطانکو خلیفہ شرعی نہین جانتے اور نہ وہ خلیفہ شرعی ہوسکتے ہین تو جو تقدس

Marfat.com

وجلال خلیفہ شرعی کیلیے ہوسکتا ہی وہ نہ اونکے لیے کبھی تھا نہ اب ہی نہ آگے ہو نہ ترکی ولیسا القدس
وجلال تسلیم کرتے تھے نہ اب کرتے ہین نہ آگے تسلیم کرین اور خلیفہ یا امیر المومنین کہنے سے
خلیفہ شرعی ہونا ضرور نہین عرف مین ہر بادشاہ اسلام کو کہہ سکتے ہین باقی رہی عظمت سلطانی تو
جبتک سلطان سلطان ہی وہ عظمت ہی اور جب وہ معزول کردیا جائے تو وہ عظمت اوسکے جانشین
کو پہنچیگی۔ رہا حمایت پر اعتراض بہت زیادہ عجیب ہے اول تو اوسکے لیے سلطان ہونا کیا ضرور ہے
ہر مسلمان مظلوم کی حمایت کیجائیگی بلکہ ہر مظلوم انسانکی حالت دل دکھاتی اور خواہ نخواہ حمایت کیطرف لاتی
ہے پھر یہ کہ حمایت ہمدردی ہی سے ہوتی ہے سلطان کو سلطان مانکر حمایت کی تو اونکی ہمدردی
انھین معزول کیا یہ بھی اونکی ہمدردی ہے۔ کہ وہ اپنے ملک کو سنبھال نہ سکے لہذا انھین گوشہ
عافیت مین بٹھایا اپنے آپ ملک کا انتظام کیا اگر ہمدردی نہ ہوتی یہ ترک اللہ تعالی انھین اپنی
ہزارون نعمتون سے نوازے اور انکی تمام جائز مرادین پوری فرمائے اپنے آپ کیون جنگین
گوارا کرتے کیون مشقتین اوٹھاتے کس لیے مصیبتین جھیلتے کاہے کو تکلیفین برداشت کرتے سلطان
کے ہمدرد نہ ہوتے تو انکا معاذ اللہ سارا ملک غیرونکے قبضہ مین چلا جاتا انکے کان پر جون نہ رینگتی
وہ خود اور دونکے ہاتھ مین پڑجاتے انھین خیال بھی نہ ہوتا کہ کیا ہوا کیون ہوا وہ ہمدرد تھے جب
ہی تو اونھین درد ہوا اونکے ملک کی حمایت وحفاظت اونکی حمایت وحفاظت ہے احمق ہے وہ جو
ترکون پر یہ اعتراض کرے اور ترکون کی مصلحانہ اور حکیمانہ کارروائیون سے دول مغربیہ کی دشمنانہ کارروائیون
مقابلہ کرکے یہ کہنا کہ اونکی مسلم آزار پالیسی کی شکایت محض ڈھکوسلا تھی اور یہ امید رکھنا کہ اب
اونمین کمی ہوجائیگی محض حماقت اور سخت جہالت ہے ہمارے لفظ ہی خود ہمارے دعوی کی دلیل
ہین مگر ان معترضین کو اس عذر کا موقع ضرور ہے کہ وہ یہان کے خلافتیون کے اوعائون سے یہ سمجھے
کہ ترک بھی سلطان کو خلیفہ ہی سمجھتے ہین لہذا انپر اعتراض کردیے تو یہ لوگ انپر اعتراضات کا
باعث ہوے ان پر بے شبہہ وہ اعتراض ضرور ہین اور ایسے ہین کہ حل نہین ہوسکتے اب جہال عوام
مین اپنا جھوٹا بھرم قائم رکھنے کو یہ سوجھی ہے کہ سلطان کی معزولی اور اختیارات کی سلبی

Marfat.com

وغیرہ کے متعلق جو خبرین آئین ہین وہ جھوٹی ہین انگریزون نے مسلمانون پر لعن طعن اور انھین مضطرب
و پریشان اور کمالی ترکون کی جانب سے بدعقیدہ و بدگمان کرنیکو گھڑی ہین قطع نظر اس سے کہ یہ خبرین
تو بہت کثرت سے مسلسل متعدد ذرائع سے آرہی ہین خود ان لیڈرونکا یہ حال ہے کہ جب اپنا مطلب
بنتے دیکھتے ہین تو ان اخبار سے صحت و اعتبار مین بہت کمتر درجہ بلکہ محض بے ثبوت و بے اصل
بازاری افواہون اور دبائی ادعاؤن کو آیت و حدیث سے بڑھکر معتبر مانکر تحصیل زر کے لیے انپر
کیا کچھ ہوائی قلعہ بندیان کرنے لگتے ہین تو ان اخبار کی تغلیط و تکذیب مین انکا بیان جسکا ثبوت
انکے پاس سوا اپنے قیاسات اور زور زبان کے کچھ نہین ماننے کی کونسی مجبوری ہے ان وجہ ہے
اور انگریزون کو اس قسم کے اخبار (بقول انکے) گڑھکر مسلمانون پر لعن طعن کرنے اور خود ہمارے
ترک بھائیون پر دین اسلام کے اصولی مسلمات مین مداخلت بیجا کا الزام دینے کا موقع کسنے
دیا خود خلافتیون کی عنایتون نے یہ سلطان ترکی کے لیے خلیفہ شرعی کی طرح اقتدار عام اور اختیار
تام کی نمائشی بلند بانگیون اور اپنے خور و نوش کی خاطر سلطان کے لیے خلافت شرعی کے تقدس
و جلال کی بالا خوانیون کا نتیجہ ہے کہ آج نصاریٰ اوس اقتدار تام و اختیار عام کی مسلوبی و تحدید سے
مسلمانون اور ترک بھائیونپر لعن طعن کرتے اور مجاہدین اسلام ترکان احرار کی جانب سے عوام
مین اس طرح بدعقیدگی پھیلانا چاہتے ہین کہ دیکھو وہی سلطان جنکو تمھارے لیڈر مختار مطلق
و خلیفہ برحق مانتے اور اسے نہایت زور و شور سے ضروریات دین سے بڑھکر بتاتے تھے
آج انھین کے ہم قوم اور تمھارے ہی مسلمان بھائی کمالی انکے اس اختیار کو ان سے چھینے لیتے
ہین اور (بزعم لیڈران) اس برحق خلافت اور ضروریات دین سے بڑھکر خلافت سے منکر
ہوکر انھین معزول کیے دیتے ہین دیکھو تم مسلمان تو ہم انگریزون پر خلافت اور دین اسلام
کے مسلمات مین بیجا مداخلت کا الزام لگاتے تھے مگر یہ مداخلت ہمنے نکی بلکہ خود تمھارے ہی
ہم مذہبون اور تمھارے ترک بھائیون نے جنھین تم خلافت اور اسلام کا محافظ جانتے تھے
مگر ان خلافتیون نے اجماعیات دینیہ اور مسلمات اسلامیہ کی مخالفت صریح کرکے سلطان ترکی

کو خلیفہ شرعی بنانے مین وہ کچھ اودھم نہ مچائی ہوتی منکرین پر کفر و ارتداد کے فتوے نہ دیے ہوتے
سلطان کے تقدس و جلال و اقتدار و اختیار کو خلیفۂ شرعی کے تقدس و جلال و اقتدار و اختیار کا
رنگ نہ دیا ہوتا تو کیا آج نصارے مسلمانوں پر لعن طعن کا موقع پاتے جمعیت ملیہ انگورہ نے کتنے ہی
سلطان کے اختیارات مسلوب و محدود کر کے اپنی طرف منتقل کر لیے ہوتے اونکی حیثیت
تو مختار سلطان سے گرا کر محض ایک میعاد معین کے سبب حال کی جمہوری مغربی سلطنتون کے
پریزیڈنٹ کی سی ہی رہنے دی ہوتی پھر بھی ذرا سے کو اس پر کیا موںھ کھولنے کا موقع
تھا خود نصارے کی کونسی ایسی سلطنت ہے جس کے بادشاہ کے اختیارات اہل ملک نے محدود
کر کے عوام کی قائم مقام جماعتون پارلیمنٹ وغیرہ کو منتقل نہین کیے اور بہت سی سلطنتون نے
تو بادشاہ کو سرے سے نذار د کر کے محض ایک میعاد معین کے لیے پریزیڈنٹ بنائے ہین آخر
مین ان لیڈرون سے ہم دریافت کیا چاہتے ہین کہ جب آپ حضرات خصوصاً مولوی عبد الباری
فرنگی محلی جنھون نے نہ صرف قید قرشیت کا انکار کیا بلکہ اتنا بڑھے کہ اوسکے ساتھ ذکورت و بلوغ
و عقل پر بھی ہاتھ صاف فرمایا سلطان ترکی ایدہ اللہ تعالی کو خلیفہ شرعی مانتے ہین اور اسی بنا پر
منکر خلافت کی بارہا تکفیر فرما چکے ہین نیز شریف مکہ ملک الحجاز کی بابت اس لیے کہ انھون نے
سلطان کی اطاعت سے خروج کیا باغی مفسد واجب القتل اور کافر ہونیکا حکم لگا چکے ہین اس
جمعیت عالیہ ملیہ انگورہ و غازی مصطفٰے کمال پاشا وغیرہ کی نسبت بھی یہی جزمی حکم بغاوت
و کفر دیتے ہین یا نہین۔ نہین تو کیون۔ شریف اور اس جمعیت مین ! بہ الفرق بتائیے او ہان
تو جو شریف کیساتھ برتاؤ کیا گیا وہ انکے ساتھ کیون نہ ہو اب بھی وجہ فرق بتانا ہو گی بلکہ اس سے
بھی زیادہ ترقی کیجیے سلطان عبد الحمید خانصاحب مرحوم مغفور کو جس جمعیت نے معزول
کیا جس مین غازی انور پاشا بہت پیش پیش تھے انکی نسبت کیا حکم ہو گا اور ابھی بس نہین اور اونچے
اوڑیے خود سلطان عبد الحمید خانصاحب معزول سلطان مراد کے جانشین ہوے وہ جمعیت
جس نے اونہین معزول کیا اوسکی نسبت بھی یہی حکم تکفیر و بغاوت ہے یا نہین

Marfat.com

اعیان عام اور اعلام تمام ہی کہ تمام خلافت کمیٹیاں اور ساری جمعیتیں یکجا ہوکر بحث مباحثہ کرکے متفق الرائے ہوکے جواب لائیں اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ دے سکینگی فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ وتوبوا الی اللہ جمیعا ان اللہ ھو التواب الرحیم مسلمانو کمیٹیون اور جمعیتون کو چھوڑ دیئے کہ وہ اسکا جواب سوچتی رہین آپ ادھر متوجہ ہون سنیے انسان کو چاہیے بات کہنے اور کام کرنے سے پہلے اُسکے مآل وانجام پر نظر رکھے جسکا آخر حسن ہو اُسے اختیار کرے ورنہ نہین تیرہ سو برس کے اجماعی اتفاقی مسئلہ مین اختلاف کا حاصل سوائے تشتت وافتراق بین المسلمین اور کیا تھا ترکون کو تو اس سے کچھ فائدہ نہ پہنچا ہان اختلافات مسلمین مین ایک اور اضافہ ہوگیا ایک زمانہ ممتد تک باوجود سخت اختلاف کے ہم ساکت رہے دارالافتار مین سوال آیا کیے اور ہم معرض التوامین رکھا کیے محض اس خیال سے کہ شاید اس جھوٹے نام خلافت ہی سے ہمارے ترک بھائیون کو کچھ فائدہ ہوجائے اسوقت ایسے استفتار کا جواب نہ دینا بہتر ہی مگر جب فرنگی محل سے باربار تقاضے آئے تو یہ جواب دیدیا گیا کہ ایسے مسائل اس دارالافتار کے موضوع سے خارج ہین عقل ہوتی تو یہ تو یہ اگر بالکل صریح مخالف جواب وصول ہوتا او سنے وبار کہتے اوسکا ذکر بھی زبان پر نہ لاتے مگر نہین انھون نے ایسا نکیا بلکہ ہماری عداوت سے خود اپنے مقصود کے ساتھ ناوالستہ دشمنی کی اور اپنے ہاتھون اپنے پاؤن مین تیشہ مارا اُس کی اشاعت کرکے اور ساتھ ہی یہ ظاہر کرکے کہ دارالافتاء بریلی اس مین مخالف ہے انگریزون کو جتایا کہ یہ مسئلہ اتفاقی نہین وہ مسلمان جو آج ایک عالم کے معتمد علیہ اور عرب وعجم کے مرجع ہین اس مین مخالف ہین پھر بھی یہان سے کچھ نہ کہا گیا باوجودیکہ مخالفت کا اظہار ہوچکا تھا احتیاط برتی اور کوئی مخالف تحریر شائع نکی شروع ۳۹ھ مین فرنگی محلی خطبہ اور آزادی رسالہ جزیرۃ العرب کے خیالات خام وباطل اوہام کے متعلق استفتا کے جواب مین حضور پُرنور اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رسالہ دوام العیش فی الائمۃ من قریش تصنیف فرمایا اور ایک مقدمہ اور تین فصل پر ترتیب دیا تیسری فصل کی بحث سوم شروع فرمائی

تھی کہ اور ضروری کاموں مین مشغول ہوے اور ارادہ سے اس خیال سے چھوڑ دیا کہ ابھی اسکا وقت نہین جب وقت آئیگا تکمیل کر کے طبع کرا دیا جائیگا یہانتک کہ وصال شریف ہو گیا ایکسال سے زائد ہم نے بھی باتباع حضور وقت کا انتظار کیا اب جبکہ ہر ذی عقل پر حق خود ظاہر ہو گیا ہمنے اوسے اور زیادہ واضح و آشکار مثل جلوہ آفتاب نصف النہار اور بالکل کشف حجاب کیلیے اس روشن آفتاب کے چہرہ پر نور سے نقاب اٹھا دیا اسمین کتب حدیث و عقائد و فقہ کے ارشادات اور ائمہ دین کی تصریحات عالیات سے خلافت شرعیہ کی شرط قرشیت کی اعلی تحقیقات اور اوہام مخالفین کا رد بالغ اور خود اس مسئلہ دائرہ یعنی فرق امتیاز اختیار و اقتدار خلیفہ شرعی و سلطان کی تحقیق بازغ ہے والله الحمد فی الاخرۃ والاولی؛ وصلاته وسلامه تعالیٰ؛ دو ما علی حبیبه المعظم الا علی؛ ومحبوبه المعظم المعلی؛ النبی الرسول المصطفی؛ والرؤف الرحیم المرتضی؛ والشفیع الکریم المجتبی؛ وعلی اله الاتقیا؛ وصحبه الاصفیا؛ وسائر الخلفا؛ وابنه الامین المکین الغوث الاعظم والزکی وجمیع الاولیا والعلما؛ واخر دعونا ان الحمد لله رب العلمین - عرض ضروری ملاحظہ مسلمانو۔ لیڈران نے وہ بلند آہنگیاں اور بالاخوانیاں جو سلطنت و سلطان اسلام کو فائدہ پہنچانیکے ادعاء باطل سے کی تھین آج الکا بھم کھل گیا یہ مخالفت دین و شتم علماء دین کا انھین ثمرہ ملا خسر الدنیا والاخرۃ ذلك هو الخسران المبین کچھ فائدہ تو نہ پہنچا سکے ہان مسلمانون اور خود ترک بھائیوں پر لعن و طعن کی بوچھاڑ کا ایک حربہ نصاری کے ہاتھ مین دیدیا لیڈر تو ہم غربا اہلسنت کو نصاری کا طرفدار و رشوت خوار اور ترکون کا دشمن بتاتے تھے اگر نگاہ انصاف ہو (مگر کہان؟) تو آنکھین کھولین اور ع چھپایا جاتا ہے یہ دیکھین تو سرا پا کیسر + غضب ستم ظریفی یہ کہ خود تو نصاری کو مسلمانون پر لعن و طعن کا موقع دیا اور اب یہ دیکھکر کہ سچے مسلمان جو سلطان کے اقتدار و اختیار کو خلیفہ شرعی کی طرح پہلے ہی نہ مانتے تھے کچھ بھی مضطرب و بیقرار و اپنے کمالی بھائیون سے ذرا بھی بد عقیدہ و بیزار نہ ہوئے اُن اخبار سے اپنی سراسیمگی اور پریشانی کا اظہار کر رہے ہین اور

Marfat.com

ی خبر آتے دیر نہین ہوتی کہ مرکزی کمیٹی اسکے لیے تار بازی شروع کر دیتی ہے گویا ترکون کے
ے خالص مخلص خیر طلب یہی تو ہین کیون نہین ہے بڑے پاک طینت بڑے صاف باطن ہو رہین
پکو کچھ نہین جانتے ہین۔ جب آپکے نزدیک یہ خبرین محض نصاری کی افترائی ہین تو تار بازی
غیرہ مین اسقدر عجلت اور اسمین کثیر تضییع مال کی کیا ضرورت مگر مال مفت دل بیرحم۔ اللہ ایسے
ہدایت دے آمین۔ فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ یکے از خادمان جماعت رضائے

مصطفیٰ بریلی ۲۵ ربیع الاول ۳۱ھ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ سلطنت عثمانیہ کی اعانت مسلمانون پر لازم ہے یا نہین فرضیت اعانت کیلیے بھی سلطان کا قرشی ہونا شرط ہے یا صرف خلافت شرعیہ کے لیے یا کسیکے لیے نہین مولوی فرنگی محلی کے خطبۂ صدارت مین اسکے متعلق چند سطور ہین اور مسٹر ابوالکلام آزاد نے رسالۂ مسئلہ خلافت و جزیرۂ عرب مین ص۲۲ سے ص[illegible] تک حسب عادت اسی بہت پھیلا کر بیان کیا ہے ان دونون کا محصل یہ ہے کہ خلافت شرعیہ مین بھی قرشیت شرط نہین یہ صحیح ہے یا غلط اور اس بارے مین مذہب اہلسنت کیا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

الحمد للہ الذی فرض اعانۃ سلاطین الاسلام علی المسلمین وفضل قولیشا بخاتم

البیین وسید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم وبارک وسلم الی یوم الدین
وعلی آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ کل آن وحین رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے
ہین ان الدین النصیحۃ للہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتہم بیشک
دین یہ ہی کہ اللہ اور اوسکی کتاب اور اوسکے رسول سے سچا دل رکھے اور سلاطین اسلام اور
جملہ مسلمانونکی خیرخواہی کرے رواہ احمد ومسلم وابوداود والنسائی عن تمیم الداری
والترمذی والنسائی عن ابی ھریرۃ واحمد عن ابن عباس والطبرانی فی الاوسط عن
ثوبان رضی اللہ تعالی عنہم سلطنت علیہ عثمانیہ ایدہا اللہ تعالی نہ صرف عثمانیہ ہر سلطنت
اسلام نہ صرف سلطنت ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت ہر فرد اسلام کی خیرخواہی ہر مسلمان
پر فرض ہی اسمین قرشیت شرط ہونا کیا معنی دل سے خیرخواہی مطلقاً فرض عین ہی اور وقت
حاجت دعا سے امداد واعا [illegible] مان کو چاہیے کہ اس سے کوئی عاجز نہین اور مال یا
اعمال سے اعانت فرض کفایہ ہی اور ہر فرض بقدر قدرت ہر حکم بشرط استطاعت قال تعالی
لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا وقال تعالی فاتقوا اللہ ما استطعتم مفلس پر اعانت
مال نہین بے دست وپا پر اعانت اعمال نہین ولہذا مسلمانان ہند پر حکم جہاد وقتال نہین بادشاہ
اسلام اگرچہ غیر قرشی ہو اگرچہ کوئی غلام حبشی ہو امور جائزہ مین اوسکی اطاعت تمام رعیت اور
وقت حاجت اوسکی اعانت بقدر استطاعت سب اہل کفایت پر لازم ہے۔ البتہ اہلسنت کے
مذہب مین خلافت شرعیہ کیلیے ضرور قرشیت شرط ہے اس بارے مین رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم سے متواتر حدیثین ہین اسی پر صحابہ کا اجماع تابعین کا اجماع اہلسنت کا اجماع ہے
اسمین مخالف نہین مگر خارجی یا کچھ معتزلی کتب عقائد وکتب حدیث وکتب فقہ اس سے مالامال ہین
بادشاہ غیر قرشی کو سلطان۔ امام۔ امیر۔ والی۔ ملک کہین گے مگر شرعا خلیفہ یا امیر المومنین
کہ یہ بھی عرفا اوسیکا مرادف ہے ہر بادشاہ قرشی کو بھی نہین کہہ سکتے سوا اوسکے جو ساتون
شرط خلافت اسلام۔ عقل۔ بلوغ۔ حریت۔ ذکورت۔ قدرت۔ قرشیت سب کا جامع ہو کر تمام

مسلمانون کا فرمان فرمائے اعظیم ہو

اجمالی کلام و واقعات عام و ازالہ اوہام جہال خام

اقول وباللہ التوفیق اسم خلافت مین یہ شرعی اصطلاح ہی جملہ صدیون مین اسی پر اتفاق مسلمین رہا ہے
(۱) زمانہ صحابہ سے برابر علمائے کرام خلفا و ملوک کو علحدہ کرتے آئے حتی کہ خود سلاطین اسکے پابند رہے اور آج تک ہین۔ بڑے بڑے جبار بادشاہ گزرے کبھی غیر قریش نے ترک ہون یا مغل یا پٹھان یا کوئی اپنے آپکو خلیفہ نہ کہلوایا نہ خلافت مصطلحہ شرعیہ کا دعوی کیا جبتک خلافت عباسیہ قائم رہی خلیفہ ہی کی سرکار سے سلاطین کی تاج پوشی ہوتی سلطان دست خلیفہ پر بیعت کرتا اور اس منصب شرعی کا مستحق اوسیکو جانتا اگرچہ زور و طاقت و سطوت مین اوس سے کہین زائد ہوتا جب کفار تاتار کے دست ظلم سے محرم ۶۵۶ھ سنہ جامہ خلافت تار تار ہوگیا علما نے فرمایا ساڑھے تین برس تک خلافت منقطع رہی حالانکہ اوسوقت بھی ہر قلمرو سلطنتین موجود تھین مصر مین ملک ظاہر سلطان بیبرس کا دور دورہ تھا امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا مین خاتم الخلفا مستعصم باللہ کی شہادت کے بعد کا ذکر فرماتے ہین ثم دخلت سنۃ سبع و خمسین والدنیا بلا خلیفۃ پھر ۶۵۷ھ سنہ آیا اور دنیا بے خلیفہ تھی پھر فرمایا ثم دخلت سنۃ ثمان وخمسین و الوقت ایضا بلا خلیفۃ پھر ۶۵۸ھ سنہ آیا اور زمانہ اوسیطرح بے خلیفہ تھا پھر فرمایا و تسلطن بیبرس وازال المظالم و تلقب بالملک الظاہر ثم دخلت سنۃ تسع وخمسین والوقت ایضا بلا خلیفۃ الی رجب فاقیمت بمصر الخلافۃ و بویع المستنصر وکان مدۃ انقطاع الخلافۃ ثلاث سنین و نصفا بیبرس سلطان ہوا اور اوسنے ظلم دفع کیے اور اپنا لقب ملک ظاہر رکھا پھر ۶۵۹ھ سنہ آیا اور وقت ماہ رجب تک یونہین بے خلیفہ تھا یہانتک کہ مصر مین پھر خلافت قائم کیگئی اور مستنصر باللہ عباسی کے ہاتھ پر بیعت ہوئی خلافت ساڑھے تین برس تک معدوم رہی یونہین حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ مین فرمایا لما اخذ التتار بغداد وقتل الخلیفۃ اقامت الدنیا بلا خلیفۃ ثلث سنین ونصف سنۃ وذلک

Marfat.com

من یوم الاربعاء رابع عشر صفر سنة ست وخمسین وهو یوم قتل الخلیفة المستعصم
رحمه الله تعالی الی اثناء سنة تسع وخمسمائة یعنی جبکہ تاتاریون نے بغداد مقدس لے لیا
اور خلیفہ شہید ہوے دنیا ساڑھے تین برس بے خلیفہ رہی اور یہ ۱۴ صفر روز چارشنبہ سنہ ۶۵۶ھ
سے کہ روز شہادت خلیفہ مستعصم رحمہ اللہ تعالی تھا ۱۳ رجب سنہ ۶۵۹ھ تک کہ روز خلافت خلیفہ مستنصر
باللہ تھا (۲) یہ خلافت کہ مصر مین قائم ہوئی اور ڈھائی سو برس سے زائد رہی خود سلطان
کی قائم کی ہوئی تھی سلطان بظاہر اوسکا دست نگر ہوتا اور خلاف پر قادر تھا نظر بغوت بے
تفویض خلیفہ بھی نظم ونسق و رتق وفتق وامر وحکم مین سلطان مستقل تھا خلیفہ امیر المومنین کہلانے
اور بیعت لینے اور خطبہ وسکہ کو زینت اور سلاطین کو تاج وخلعت دینے کیلیے ہوتا بلکہ اسکی
بنا خود خلافت بغداد مین پڑچکی تھی مقتدر باللہ کو سنہ ۲۹۶ھ مین تیرہ برس کی عمر مین خلافت ملی
طفلی واشتغال بازی واختیارات زنان واستخدام یہود ونصاری نے ضعف پہنچایا ملک مغرب
نکل گیا مصر نکل گیا قرامطہ ملعونون کا زور ہوا پھر سنہ ۳۲۴ھ مین واسطہ کا صوبہ محمد بن رائق خلیفہ
راضی باللہ پر فائق ہوا خلیفہ نام کے لیے تھا پھر یہ بدعت شنیعہ مدتون مستمر رہی مگر تمام علما
ومسلمین اور خود وہ جبار سے جبار سلاطین خلافت اونھین قرشی خلفا کی مانتے اور اونھین سے
پروانہ خلعت سلطنت لیتے۔ اگر غیر قرشی بھی خلیفہ ہوسکتا تو سلاطین خود خلفا بنتے۔ کیا
ضرورت تھی کہ ان قرشیون کو اپنا تغلب مٹانیکے لیے حیلہ شرعیہ کے واسطے خلیفہ بناتے
اور اپنے زیردستون کے حضور سر بندگی جھکاتے اور اونکے ہاتھ سے تاج وخطاب پاتے
مگر نہین وہ مسلمان تھے سنی تھے جانتے تھے کہ ہم قرشی نہین ہماری خلافت نہین ہوسکتی
اور بے تولیت خلافت بطور خود سلطنت کرینگے تو داغ تغلب ہماری پیشانی سے نہ
مٹیگا اسی لیے ان عباسی قرشیون کی خلافت رکھی تھی۔

(۳) پھر ادھر ہی کے سلاطین نہین اس دور دراز مملکت ہند کے متشرع سلاطین نے
بھی اونھین خلفا سے اپنے نام پروانہ سلطنت کیا حالانکہ یہ کسیطرح بھی تسلط کی راہ سے

Marfat.com

اون کے ماتحت تھے تاریخ الخلفا مین ہی وفی سنۃ اربع عشرۃ ارسل غیاث الدین
اعظم شاہ بن اسکندر شاہ ملک الھند یطلب التقلید من الخلیفۃ وارسل الیہ
مالا وللسلطان ھدیۃ یعنی سنہ آٹھ سو چودہ مین بادشاہ ہند اعظم شاہ غیاث الدین بن
سکندر شاہ نے خلیفہ مستعین باللہ ابو الفضل سے اپنے لیے پروانہ تقرر سلطنت مانگا اور
خلیفہ کیلیے نذر اور سلطانِ مصر کو ہدیہ بھیجا خود مسٹر آزاد کے اسی رسالۂ خلافت ص۹۰
مین ہی جبتک بغداد کی خلافت رہی ہندوستان کے تمام حکمران اوس کے فرمان بردار
رہی جب سنہ ٦٥٩ھ مین مصر کی عباسی خلافت کا سلسلہ شروع ہوا تو اگرچہ یہ عباسیہ کے
کاروان رفتہ کا محض ایک نمود غبار تھا تاہم سلاطین ہند اسکی حلقہ بگوشی و غلامی کو اپنے
لیے فخر سمجھتے رہے اور مرکزی خلافت کی عظمت دینی نے مجبور کیا کہ اپنی حکومت کو شرعی
طور پر منوا دینے کیلیے مقام خلافت سے پروانۂ نیابت و امارت حاصل کرتے رہین"
پھر سلطان محمد بن تغلق شاہ و سلطان فیروز شاہ کی بندگی و غلامی جو اس خلافت سے رہی
اور فیروز شاہ کے لیے دربار خلافت سے دوبار پروانۂ تقرر سلطنت و نشان و خلعت
کا آنا لکھا اور یہ کہ سلطان نے اوسکی کمال تعظیم کی اور یہ سمجھا کہ گویا یہ عزت آسمان سے
اوتری اور یہ سند بارگاہ رسالت سے ملی پھر کہا ص۹۳ "غور کرو مقام خلافت کی عظمت
کا ہمیشہ کیا حال رہا خلافت بغداد مٹنے کے بعد بھی خلافت کی صرف ایک اسمی نسبت بھی
اس درجہ جبروت رکھتی تھی کہ ہندوستان جیسے بعید گوشہ مین ایک عظیم الشان فرمانروائے
اقلیم، مصر کے دربار خلافت سے اذن و اجازت حاصل ہونے پر فخر کرتا ہی مٹنے پر بھی اس
مقام کی عظمت تمام عالم اسلامی پر اسطرح چھائی رہتی ہی کہ وہان کا فرمان آسمانی فرمان
اور وہان کا حکم بارگاہ نبوت کا حکم سمجھا جاتا ہی"، خدا جانے مسٹر آزاد یہ کس جنگ یا کسی
نشے کی ترنگ مین لکھ گئے انکا اعتقاد تو یہ ہی ص۸۵ کہ انتخاب خلیفہ کا موقع نہ رہا ہو

ل یہ غلط ہے لکھو ۱۰ رجب ۱۴۱ - ۱۲ واں غلط

Marfat.com

توخلیفہ تسلیم کر لینے کے لیے بجز اسلام اور حکومت کے جماؤ اور جگہ پکڑ لینے کے اور کوئی شرط نہین سبحٰن اللہ یہ سلاطین ہند و سلاطین مصر اور خود سلطان بیبرس جسنے اس خلافت کی بنیاد رکھی مسلمان ہی تھے اور انکی حکومتین جمی ہوئی تھین تو آپ کی کافی ساختہ دونون شرط خلافت موجود تھین پھر انھون نے خود اپنے آپکو خلیفہ کیون نجانا اور انکی حکومت شرعی طور پر ماننے کے قابل کیون نہ ہوئی حالانکہ آپکے نزدیک شریعت ہی کا حکم ہے کہ اوسیکو خلیفہ ماننا چاہیے خواہ تمام شرطین اوسمین پائی جائین یا نپائی جائین ص۵ ہر مسلمان پر از روی شرع واجب ہے کہ اوسیکو خلیفہ اسلام تسلیم کرے ص۳۵ خیر آپکا تناقض آپکو مبارک۔ سلاطین اسلام نے کیون اپنی خلافت نمانی اور وہ کیا بات اونمین کم تھی جسکے لیے انھین دوسرے کی خلافت جمانے اور اوسکی اجازت کے صدقے اپنی حکومت کو شرعی منوانے کی ضرورت پڑی۔ ظاہر ہے کہ وہ نتھی مگر شرط قرشیت۔ (۴) مسٹر کو چھوڑیے جنھون نے دو ہی شرطین رکھین ائمہ دین تو سات بتاتے ہین دیکھیے شاید اونمین کی کوئی اور شرط مفقود ہونیکے سبب سلاطین نے اپنے آپکو خلیفہ نہ سمجھا اور پر گزرا کہ وہ اسلام و حریت و ذکورت و عقل و بلوغ و قدرت و قرشیت ہین ہم دیکھتے ہین کہ ان سلاطین مین چھ موجود تھین پہلی پانچ بداہۃ اور قدرت یون کہ حکومت کا جماؤ بے اوسکے نہین تو صرف ایک ہی شرط قرشیت نتھی لاجرم اوسیکے نہونیسے تمام سلاطین نے اپنے آپکو خلیفہ نمانا اور قرشی خلافت کا محتاج دست نگر جانا۔

(۵) بلکہ بطور مسٹر امر واضح تر ہی اون نام کے خلفا مین اگر قرشیت موجود تھی قدرت مفقود تھی کہ وہ سلاطین کے ہاتھون مین شطرنج کے بادشاہ تھے۔ جبار خونخوار متکبر متجبر سلاطین کے سر مین یون بھی سودائی مساوات و بے نیازی نہ سمایا اور اونھین کو خلیفہ اور اپنے آپکو اونکا محتاج ٹھہرایا حتے کہ جب سلطان بیبرس نے مستنصر کو خلیفہ کیا اور اوس سے پروانہ سلطنت لیا خلیفہ نے اظہار انقیاد کے لیے اوسکے پاؤن مین سونیکی

بیڑیاں ڈالیں اور سلطان نے خدم حشم کے ساتھ یوہیں قاہرہ اپنے دار السلطنت کا گشت کیا
کہ گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں اور آگے آگے وزیر کے سر پر خلیفہ کا عطا کیا ہوا پروانہ سلطنت ہے (حسن المحاضرہ)
روشن ہوا کہ وہ شرط قرشیت کس درجہ اہم و ضروری تر جانتے تھے اونھوں نے خیال کیا کہ
قدرت مکتسبہ بھی ہوتی ہے بلکہ اوسے اکتساب سے مفر نہیں کہ ملکوں پر تنہا کا تسلط عادۃً
نہیں ہوتا مگر افواج و اطاعت جماعت سے جب اقتدار والوں نے اونھیں سر پر رکھ لیا
تو مقصود اقتدار حاصل ہو گیا جیسے خلیفہ میں خود عالم اصول و فروع ہونیکی شرط اتفاقی نرہی
کہ دوسرے کے علم سے کام چل سکتا ہے لیکن قرشیت ایسی چیز نہیں کہ دوسرے سے مکتسب
ہو لہذا اپنے اقتدار کا خیال نہ کیا اور اونکی قرشیت کے آگے سر جھکا دیا۔ (۶) نہ صرف
سلاطین بلکہ بکثرت ائمہ و علما نے اسکو خلافت جانا خلافت بغداد پر پچھلی تین صدیاں جیسی
گزریں اونھیں جانے دو تو یہی خلافت مصر ہو جسے تم کاروان رفتہ کی محض ایک نمود غبار
کہتے ہو ا جب بیبرس نے مستنصر کی خلافت قائم کرنی چاہی سب میں پہلے امام اجل
امام عز الدین بن عبد السلام نے بیعت فرمائی پھر سلطان بیبرس پھر قاضی پھر اُمرا وغیرہم نے
ب پھر ابو العباس احمد حاکم بامر اللہ کے بیٹے تیسرے خلیفہ مصری مستکفی باللہ کی خلافت
کا امضا اور اوسکی صحت کا ثبوت امام اجل تقی الدین بن دقیق العید کے فتوے سے ہوا
انکے عہد نامہ خلافت میں تھا الحمد للہ الذی ادام الائمۃ من قریش وجعل الناس تبعا لھم
فی ھذا الامر فخیرھم بالخلافۃ المعظمۃ لا یدعی ولا یسمی سب خوبیاں اللہ
کو جسنے خلیفہ ہمیشہ قریش میں سے کیے اور تمام لوگوں کو خلافت میں اون کا تابع کیا تو غیر
قرشی کو نہ خلیفہ کہا جائے نہ وہ اس نام سے پکارا جائے اسپر قاضی القضاۃ شمس الدین حنفی
کے دستخط ہوئے ج پھر مستکفی کے بیٹے ابو العباس احمد حاکم بامر اللہ کی صحت خلافت پر
امام قاضی القضاۃ عز الدین بن جماعہ نے شہادت دی اور انکی مثال بیعت علامہ احمد شہاب
ابن فضل اللہ نے لکھی اوسمیں اونکو خلیفہ جامع شرائط خلافت لکھا اور لکھا کہ وصل الحق

Marfat.com

الی مستحقہ حق بحقدار رسید۔ کل ذلک فی حسن المحاضرۃ ۵ امام اجل ابوزکریا نووی
اسی خلافت مصریہ کے دور مین شرح صحیح مسلم مین فرماتے ہین قد ظہر ما قالہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فمن زمنہ الی الآن الخلافۃ فی قریش رسول اللہ صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم کا ارشاد ظاہر ہوگیا کہ جب سے آجتک خلافت قریش ہی مین ہے دیکھو اکابر
ائمہ برابر انھین خلفا مانتے آئے ۶ امام خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء
مین یہ تمام خلافتین بغدادی پھر مصری ذکر کین اور خطبہ مین فرمایا ترجمت فیہ الخلفاء
امراء المومنین القائمین بامر الامۃ من عہد ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ الی
عہدنا ھذا مین نے اس کتاب مین اونکے احوال بیان کیے جو خلیفہ امیر المومنین کار امت
پر قیام کرنے والے صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے وقت سے ہمارے زمانے تک
ہوئے ۶ پھر فرمایا مین نے اسمین کسی عُبیدی کا ذکر نکیا کہ کئی وجہ سے اونکی خلافت صحیح
نہین ایک تو وہ قرشی نتھے دوسرے وہ بدمذہب بیدین کم از کم رافضی تھے ومثل ھؤلاء
لا تنعقد لھم بیعۃ ولا تصح لھم امامۃ ایسون کے لیے نہ بیعت ہو سکے نہ انکی
خلافت صحیح۔ تیسرے یہ کہ اونکی بیعت اوسوقت ہوئی کہ خلافت عباسی قائم تھی اور ایک وقت
مین دو خلیفہ نہین ہو سکتے چوتھے یہ کہ حدیث فرماچکی کہ خلافت جب بنی عباس کو ملیگی
پھر ظہور امام مہدی تک دوسرے کو نہ پہنچیگی ان وجوہ سے مین نے عُبیدیون کو ذکر نہ کیا
وانما ذکرت الخلیفۃ المتفق علی صحۃ امامتہ مین نے وہی خلفا ذکر کیے جنکی صحت خلافت
پر اتفاق ہے۔ دیکھو کیسے صریح نص ہین کہ یہ کمزور خلافتین بھی صحیح خلافت ہین آخر کسلیے اس
لیے کہ قرشی ہین اور زبردست طاقتور سلاطین غیر قرشی ۷ جب خلیفہ مستکفی باللہ نے
شعبان ۷۴۰ھ یا ۷۴۱ھ مین وفات پائی اور اپنے بیٹے احمد حاکم بامر اللہ کو ولیعہد کیا سلطان
ناصر الدین محمد بن قلادون ترکی نے کہ ۷۳۶ھ مین مستکفی باللہ سے رنجیدہ ہوگیا اور ۱۰ ذی الحجہ
۷۳۷ھ کو اوسے مصر سے باہر شہر قوص مین مقیم کیا اگرچہ ادرارات پہلے سے بھی زائد کردیے

اور خطبہ وسکہ خلیفہ ہی کا جاری رہا) اس عہد کو نبانا اور جبرا خلیفہ مستکفی کے بھتیجے ابراہیم بن محمد
بن حاکم بامر اللہ کے لیے بیعت لی (اگرچہ مرتے وقت خود اسپر نادم ہوا اور سرداروں کو وصیت
کی کہ خلافت ولیعہد مستکفی احمد ہی کے لیے ہو جیسا ابن فضل اللہ نے وہ لکھا کہ حق بحقدار رسید)
ابن قلادون کی اس حرکت پر امام جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں فرمایا کہ اللہ عزوجل
ہی ناصر بن قلادون پر اوسکے سب سے زیادہ عزیز بیٹے امیر انوک کی موت کی مصیبت ڈالی
یہ اوسے پہلی سزا دی پھر مستکفی کے بعد سلطنت سے متمتع نہ ہوا ایک سال اور کچھ روز ونکے
بعد اللہ عزوجل نے اوسے ہلاک کیا بلکہ بعض نے مستکفی کی وفات سنہ ۷۴۱ھ مین لکھی
ہی تو یون تین ہی مہینے بعد مراسنۃ اللہ فیمن مس احدا من الخلفاء لبسوء فان اللہ تعالے
یقصمہ عاجلا وما یدخرلہ فی الاخرۃ من العذاب اشد سنت الٰہیہ ہے کہ جو کوئی
کسی خلیفہ سے برائی کرے اللہ تعالےٰ اوسے جلد ہلاک فرما دیتا ہے اور وہ جو آخرت مین اوسکے
لیے رکھتا ہی سخت تر ہی پھر اولاد ابن قلادون مین اوسکی شامت کی سرایت بیان
فرمائی کہ اونمین جو بادشاہ ہوا تخت سے اوتارا گیا اور قید یا جلاوطن یا قتل کیا گیا خود
اوسکا صلبی بیٹا کہ اوسکے بعد تخت پر بیٹھا دو مہینے سے کم مین اوتار دیا گیا اور مصر سے
قوس ہی کو بھیجا گیا جہان سلطان نے خلیفہ کو بھیجا تھا اور وہین قتل کیا گیا۔ ناصر نے
چالیس برس سے زیادہ سلطنت کی اور اوسکی نسل سے بارہ بادشاہ ہوے جنکی مجموعی مدت
اتنی نہ ہوئی ح نیز امام ممدوح کتاب موصوف مین فرماتے ہین اعلم ان مصر من
حین صارت دار الخلافۃ عظم امرھا وکثرت شعائر الاسلام فیھا وعلت فیھا
السنۃ وعفت عنھا البدعۃ وصارت محل سکن العلماء ومحط رحال الفضلاء وھذا
سر من اسرار اللہ تعالی اودعہ فی الخلافۃ النبویۃ کما دل ان الایمان والعلم
یکونان مع الخلافۃ اینما کانت ولا یظن ان ذلک لسبب الملوک فقد کانت
ملوک بنی ایوب اجل قدرا واعظم قدرا من ملوک جاءت بعدھم بکثیر ولم

تمکن مصر فی زمانهم کبغداد وفی اقطار الارض الآن من الملوك من هو اشد باسا واکثر جنداً من ملوك مصر کالعجم والعراق والروم والهند والمغرب ولیس الدین قائما ببلادهم کقیامه بمصر ولاشعائر الاسلام ظاهرة فی اقطارهم کظهورها فی مصر ولانشرت السنة والحدیث والعلم فیها کما فی مصر یعنی جب سے دار الخلافہ ہوا اوس کی شان بڑھ گئی شعائر اسلام کی اوسمین کثرت ہوی سنت غالب ہوئی بدعت مٹی علما فضلا کا جنگل کا دنگل ہو گیا اور یہ راز الٰہی ہے کہ اوسنے خلافت نبوت مین رکھا ہے جس طرح حدیث مین آیا کہ خلافت جہان ہو گی علم وایمان اوسکے ساتھ ہونگے اور یہ کوئی نہ سمجھے کہ مصر مین یہ دین کی ترقی سلاطین کے سبب ہوئی کہ سلاطین بنی ایوب سلاطین مابعد سے بہت زیادہ جلیل القدر تھے اور اونکے زمانے مین مصر بغداد کو نہ پہنچتا تھا اور اب اطراف زمین مین وہ سلاطین ہین کہ سلاطین مصر سے اونکی آنچ سخت اور لشکر زائد جیسے ایران ۔ عراق ۔ روم ۔ مغرب ۔ ہندوستان ۔ مگر دین وہان ایسا قائم نہین جیسا مصر مین ہے نہ شعائر اسلام ایسے ظاہر نہ سنت وحدیث وعلم کا ایسا شیوع یہ سب خلافت ہی کی برکت ہے ۔ دیکھو کیسا جابر و بالا اقتدار سلاطین کو جنہین ترک بھی ہین الگ کر دیا اور خلافت نبوت اسی کو روز خلافت مصر مین مانی ۔ آخر یہ فرق قرشیت نہین تو کیا ہے ۔ (۷) اگر کہیے وہ خلافت سے نامزد ہو چکے تھے لہٰذا بعد کے سلاطین نے اگرچہ جامع شروط تھے اپنے آپ کو خلیفہ نہ جانا کہ خلافت جب ایک کیلیے ہو لے دوسرا نہین ہو سکتا

اقول اولا یہ ہو تو سلاطین مابعد مین ہو بیرس کی سلطنت تو پہلے منعقد ہولی تھی پھر دوسرے کو خلیفہ بنانے اور اوسکے آگے ہاتھ پھیلانے اور یہ سلسلۂ باغیہ جلانے جمانے کے کیا معنی تھے کاش سلطان اپنے آپ کو معزول کر لیتا اور مستنصر ہی کے ہاتھ مین باگ دیتا مگر نہین وہ سلطنت پر قائم رہا اور تمہارے زعم مین خود بیبرس کی خلافت صحیحہ اور ہر مسلمان پر شرعا واجب التسلیم تھی اب اوسنے انتخاب کی طرف آکر

Marfat.com

اپنی صحیح شرعی خلافت تو باطل کردی اور ایک اسمی رسمی قائم کی یہ کیسا جنون ہوا جسے تمام علماے عصر نے بھی پسند کیا طرفہ تر یہ کہ یہ اپنی حکومت شرعی طور پر منوانے کے لیے کیا جسکا مسٹر کو بھی اعتراف ہے حالانکہ اس سے پہلے بھی اونکی خلافت کا ماننا آپکے نزدیک شرعاً واجب تھا اور اب نرہا کہ انتخاب نے شرائط عائد کین وہ نہ اسمین ہین نہ اوس خلیفہ مین تو اپنی خلافت کھوئی خلیفۂ اسمی سے تولیت لی وہ گئی اور یہ نہوئی دونون دین سے گئے اسلیے گلے مین طوق اور پاؤن مین بیڑیان پہنی تھین ۶ بیکسیہاے تمنا کہ نہ دنیا و نہ دین غرض یہ ایجاد آزاد وہ مہمل و بیمعنے ہذیان ہے جو سلاطین و علما کی خواب مین بھی نتھا وہ یقیناً جانتے تھے کہ خلافت مین ہمارا کچھ حصہ نہین اور وانع تغلب ہمسے نہ مٹیگا جبتک کسی خلیفہ قرشی سے اذن نہ لین لہذا بصورت خلافت قائم کی کہ ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ

(۸) ثانیاً دنیا مین اسلامی سلطنتین مختلف ممالک مین پھیلی ہوئی تھین اور ہر ایک اپنے ملک کا حاکم مستقل اور آپکی دونون شرط خلافت کا جامع تھا اور تبدل ایام و ملوک و تقرر سلاطین سے کبھی یہان کی سلطنت پہلے ہولی کبھی وہان کی اونمین کسی متاخر نے یہ نجانا کہ خلافت اوس دوسرے سلطان کا حق ہے مجھے اوس سے اذن و پروانہ لینا چاہیے لیکن سمجھا تو اس قرشی خلافت کا محتاج سمجھا تو ہرگز اس کی بنا تقدم و تاخر نتھی بلکہ وہی ایک اکیلی شرط قرشیت کہ نامقتدری خلیفہ کی حالت مین بھی اپنا رنگ جمالی اور بڑے بڑے اقتدار و جبروت والونکا سر اپنے سامنے جھکاتی تھی۔ الحمد للہ کیسی روشن بیانون سے ثابت ہوا کہ یہ سارے جلوے شرط قرشیت کے تھی تمام سلاطین کا خود یہی عقیدہ تھا کہ ہم بوجہ عدم قرشیت لائق خلافت نہین۔ قرشی کے سوا دوسرا شخص خلیفہ نہین ہوسکتا کہ ہر وقت و قرن کے علما اونھین یہی بتاتی رہی اور قطعاً یہی مذہب اہلسنت ہے اور اسی پر اجماع صحابہ و اجماع امت ہے اور اسی پر احادیث مصطفے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متواتر شہادت ہے فماذا بعد الحق الا الضلال (رہا مسئلہ اعانت کیا آپ لوگون کے زعم مین سلطان اسلام کی اعانت کچھ ضرور نہین صرف خلیفہ کی اعانت جائز ہ

کہ مسلمانونکو اعانت پر ابھارنے کے لیے اوعلے خلافت ضرور ہوا یا سلطان مسلمین کی اعانت صرف قادرون پر ہی اور خلیفہ کی اطاعت بلاقدرت بھی فرض ہے یہ نصوص قطعیہ قرآن کے خلاف ہے اور جب کوئی وجہ نہین پھر کیا ضرورت تھی کہ سیدھی بات مین جھگڑا اڑانے کیلیے جملہ علماے کرام کی واضح تصریحات متظافرہ اور اجماع صحابہ و اجماع امت و احادیث متواترہ کے خلاف یہ تحریک لفظ خلافت سے شروع کرکے عقیدۂ اجماعیۂ اہلسنت کا خلاف کیا جائے خارجیون معتزلیون کا ساتھ دیا جائے دوراز کار تاویلون تبدیلون تحریفون خیانتون عنادون مکابرون سے حق چھپانے اور باطل پھیلانے کا ٹھیکا لیا جائے والعیاذ باللہ تعالےٰ اب ہم بتوفیقہ تعالےٰ اس اجمال مفصل کی تفصیل مجمل کے لیے کلام کو ایک مقدمہ اور تین فصل پر منقسم کرتے ہین **مقدمہ** خلیفہ و سلطان کے فرق اور یہ کہ کسی عرف حادث سے مسئلۂ خلافت مصطلحۂ شرعیہ پر کوئی اثر نہین پڑسکتا **فصل اول** احادیث متواترہ و اجماع صحابہ و تابعین و مذاہب مذہب اہلسنت نصرہم اللہ تعالےٰ سے شرط قرشیت کے روشن ثبوت **فصل دوم** خطبۂ صدارت مین مولوی فرنگی محلی صاحب کی ۵ اسطری کارگزاری کی نازبرداری **فصل سوم** رسالۂ خلافت مین مسٹر ابوالکلام آزاد کے ہذیانات و تلبیسات کی خدمتگزاری وباللہ التوفیق لا رب سواہ والصلوٰۃ والسلام علے مصطفاہ و آلہ وصحبہ ومن والاہ۔

مقدمہ

خلیفہ و سلطان کے فرق اور یہ کہ سلطان کہدیا جانا ہی خلیفہ نہونیکی کافی دلیل ہی اور یہ کہ لفظ خلیفہ مین اگر کوئی عرف حادث ہو بھی تو اوس سے خلافت مصطلحۂ شرعیہ پر کیا اثر

(۱) خلیفہ حکمرانی وجہانبانی مین رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب مطلق تمام

Marfat.com

امت پر ولایت عامہ والا ہی شرح عقائد نسفی مین ہی (خلافتہم) ای نیابتہم عن الرسول فی اقامۃ الدین حیث یجب علی کافۃ الامم الاتباع خود سر کفار کا اوسے نمانا شرعاً اوسکو استحقاق ولایت عامہ مین مخل نہین جسطرح اونکا خود نبی کو نمانا یونہین روی زمین کے مسلمانون مین جو اوسے نمانیگا اوسکی خلافت مین خلاف نہ آئیگا یہ خود ہی باغی قرار پائیگا اور اصطلاح مین سلطان وہ بادشاہ ہی جسکا تسلط قہری ملکون پر ہو چھوٹے چھوٹے والیان ملک اوسکے زیر حکم ہون کما ذکرہ الامام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالی فی حزالمحاضرۃ عن ابن فضل اللہ فی المسالک عن علی بن سعید یہ دو قسم ہی۔ مُولّٰی جسے خلیفہ نے والی کیا ہو اسکی ولایت حسب عطای خلیفہ ہوگی جسقدر پر والی کرے دوسرا متغلب کہ بزور شمشیر ملک دبا بیٹھا اسکی ولایت اپنی قلمرو پر ہوگی وبس (۲) کہ اول پر متفرع ہی خلیفہ کی اطاعت غیر معصیت الٰہی مین تمام امت پر فرض ہی جسکا منشا خود اسکا منصب ہے کہ نائب رسول رب ہی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سلطان کی اطاعت صرف اپنی قلمرو پر۔ پھر اگر مولّٰے ہے تو بواسطۂ عطای خلیفہ اس منصب ہی کی وجہ سے کہ اوسکا امر امر خلیفہ ہی اور امر خلیفہ امر نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اگر متغلب ہے تو نہ اوس کے منصب سے کہ وہ شرعی نہین بلکہ دفع فتنہ اور اپنے تحفظ کیلیے خود مسٹر آزاد نے فتح الباری سے دربارۂ سلطان متغلب نقل کیا صلہ طاعتہ خیر من الخروج علیہ لما فی ذلک من حقن الدماء وتسکین الدھماء (۳) کہ دوم پر متفرع ہی خلیفہ نے جس مباح کا حکم دیا حقیقۃً فرض ہوگیا جس مباح سے منع کیا حقیقۃً حرام ہوگیا یہانتک کہ تنہائی وخلوت مین بھی اوسکا خلاف جائز نہین کہ خلیفہ نہ دیکھے اللہ دیکھتا ہی ایک زمانے مین خلیفہ منصور نے امام الائمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتوی دینے سے منع کردیا تھا امام ہمام کی صاحبزادی نے گھر مین ایک مسئلہ پوچھا امام نے فرمایا مین جواب نہین دےسکتا خلیفہ نے منع کیا ہی یہان سے ظاہر ہوا کہ خلیفہ کا حکم مباح درکنار فرض کفایہ پر غالب ہی جبکہ دوسرے

Marfat.com

اوسکے اور اگر ہنوا ایسے موجود ہون کہ اب اوسکا ترک معصیت نہین تو حکم خلیفہ نافذ ہوگا اگرچہ خلیفہ ظالم بلکہ خود اوسکا وہ حکم ظلم ہو کہ امام کو فتوی سے روکنا نہ ہوگا مگر ظلماً اور سلطان متغلب جس کی ولایت خلیفہ سے مستفاد نہ ہو اوسکے امر و نہی سے مباحات فی نفسہا واجب و حرام نہ ہو جاینگے تنہائی مین اسطور پر کہ اوسے اطلاع پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو مباح اپنی اباحت پر رہیگا علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب نسیم الریاض وعنایۃ القاضی وغیرہما کتب نافعہ کے زمانے مین سلطان نے حقہ پینے سے لوگونکو منع کیا تھا یہ پردہ ڈالکر پیتے امام علامہ عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی رسالہ الصلح بین الاخوان مین فرماتے ہین مین نہ خود حقہ پیتا ہون نہ میرے گھر بھر مین کوئی پیتا ہی مگر مباح کو حرام نہین کہہ سکتا اور منع سلطانی سکے جواب مین شرح ہدیہ ابن العماد مین فرماتے ہین لیت شعری ای امر امر یہ یتمسک بہ امرہ الناس بترکہ او امرہ باعطاء المکس علیہ علی ان المراد من اولی الامر فی الایۃ العلماء علی اصح الاقوال کما ذکرہ العینی فی آخر مسائل شتی من شرح الکنز والیضا ھل منع السلاطین الظلمۃ یثبت حکما شرعیا وقد قالوا من قال لسلطان زماننا عادل کفر یعنی کاش مین جانون کہ سلطان کا کونسا حکم لیا جائے یہ کہ لوگ حقہ نہ پیین یا یہ کہ تنباکو پر ٹکس وین معہذا آیہ کریمہ مین اصح قول یہ ہے کہ اولی الامر سے مراد علما ہین جسطرح شرح کنز امام عینی مین ہے نیز کیا ظالم سلاطین کا حکم حکم شرعی ہو جائیگا حالانکہ ائمہ دین نے تصریح فرمائی ہی کہ جو ہماری زمانے کے سلطان کو عادل کہے کافر ہو جائیگا انتہی یہ ارشاد امام علم الہدی ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اپنے زمانے کے سلاطین مین ہی جنھین ہزار برس سے زائد ہوگئے نہ کہ اب۔ نسأل اللہ العفو والعافیہ (۴) کہ نیز دوم پر متفرع ہی خلیفہ ایک وقت مین تمام جہان مین ایک ہی ہو سکتا ہی اور سلاطین دس ملکون مین دس خود مسٹر آزاد لکھتے ہین

ص۵۴ اسلام نے مسلمانون کی حکومت ایک ہی قرار دی تھی یعنی تمام روی زمین پر مسلمانون کا صرف ایک ہی فرمانروا و خلیفہ ہو (۵) کوئی سلطان اپنے انعقاد سلطنت مین دوسرے

سلطان کے اذن کا محتاج نہین مگر ہر سلطان اذن خلیفہ کا محتاج ہی کہ بے اسکے اوسکی
حکومت شرعی و مرضی شرع نہین ہو سکتی خود آزاد کے ضد سے گزرا کہ خلافت کی عظمت دینی
نے مجبور کیا کہ اپنی حکومت کو شرعی طور پر منوا دینے کے لیے مقام خلافت سے پروانہ
نیابت حاصل کرتے رہین (۶) خلیفہ بلا وجہ شرعی کسی بڑے سے بڑے سلطان کے
معزول کیے معزول نہین ہو سکتا خود جبار و سرکش قوّاد ترک کہ متوکل بن معتصم بن ہارون
رشید کو قتل کر کے خلفا پر حاوی ہو گئے تھے جب اونہین کسیکو زندہ رکھکر معزول کرنا
چاہتے خود اوسے مجبور کرتے کہ خلافت سے استعفا دے تاکہ عزل صحیح ہو جائے بخلاف
سلطان کہ خلیفہ کا صرف زبان سے کہدینا مین نے تجھے معزول کیا اوسکے عزل کو بس ہے
(۷) سلطنت کے لیے قرشیت درکنار حریت بھی شرط نہین بہتیرے غلام بادشاہ ہوئے
خود رسالۂ آزاد صفحہ ۵۵ مین ہی غلامون نے بادشاہت کی ہی اور تمام سادات و قریش نے
اونکے آگے اطاعت کا سر جھکایا ہی اور خلافت کے لیے حریت باجماع جملہ اہل قبلہ شرط ہے
کما فی المواقف وشرحہ وعامۃ الکتب یہان سے خلیفہ و سلطان کے فرق ظاہر ہو گئے
نیز کھل گیا کہ سلطان خلیفہ سے بہت نیچا درجہ ہی ولہذا کبھی خلیفہ کے نام کیساتھ لفظ سلطان
نہین کہا جاتا کہ اوسکی کسر شان ہی آجتک کسینے سلطان ابو بکر صدیق سلطان عمر فاروق سلطان
عثمن غنی سلطان علی مرتضے بلکہ سلطان عمر بن عبد العزیز بلکہ سلطان ہارون رشید نہ سنا ہو گا
کسی خلیفہ اموی یا عباسی کے نام کیساتھ اسے نہ پائیے گا تو کھل گیا کہ جسکے نام کے ساتھ
سلطان لگاتے ہین اوسے خلیفہ نہین مانتے کہ خلیفہ اوس سے بلند و بالا ہی۔ یہی وہ خلافت
مصطلحۂ شرعیہ ہے جس کی بحث ہے اسکے لیے قرشیت وغیرہا سات شرطین لازمی ہین
عرف حادث مین اگر کسی سلطان کو بھی خلیفہ کہین یا مدح مین ذکر کر جائین وہ نہ حکم شرع
کا نافی ہے نہ اصطلاح شرع کا منافی۔ جسطرح اجماع اہلسنت ہے کہ بشر مین انبیا علیہم
الصلاۃ والسلام کے سوا کوئی معصوم نہین جو دوسرے کو معصوم مانے اہلسنت سے

Marfat.com

خارج ہی پھر عرف حادث مین بچون کو بھی معصوم کہتے ہین یہ خارج از بحث ہے جیسے لڑکون کے معلم تک کو خلیفہ کہتے ہین یہ مبحث واجب الحفظ ہے کہ دھوکا نہو وباللہ التوفیق ۔

فصل اوّل

احادیث متواترہ سرکار رسالت واجماع صحابہ وتابعین وائمہ امت ومذہب مہذب اہلسنت وجماعت سے شرط قرشیت کے روشن ثبوت

احادیث شریفہ کو مین جدا لاؤن اونکی تخریج وشان تواتر بتاؤن اون اون سے بہ اہتمام تقریب وجہ احتجاج دکھاؤن اس سے یہی بہتر کہ کتب عقائد وکتب حدیث وکتب فقہ سے اقوال جلیلہ ائمہ کرام وعلمای اعلام سناؤن کہ اون مین وہ سب کچھ بفضلہ تعالی بروجہ کافی ووافی ہی ہر وہم ووسوسہ کا نافی وشافی ہے وہی تمہین بتادینگے کہ حدیثین متواتر ہین اون کی حجتین ظاہر ہین ہر طبقہ وقرن کے اجماع متظافر ہین مخالف سُنی نہین خارجی معتزلی گمراہ خاسر ہین وباللہ التوفیق ۔

کتب عقائد

امام ہمام مفتی الجن والانس عارف باللہ نجم الملۃ والدین عمر نسفی استاذ امام برہان الملۃ والدین صاحب ہدایہ رحمہما اللہ تعالی کا متن عقائد مشہور بہ عقائد نسفی جو سلسلہ نظامیہ ودیگر سلاسل تعلیمیہ مین عقائد اہلسنت کی درسی کتاب ہے جسے درس مین اسی لیے رکھا ہی کہ طلبہ عقائد اہلسنت سے آگاہ ہو جائین اس کتاب جلیل مین ہے ویکون من قریش ولا یجوز من غیرھم یعنی خلیفہ قریش سے ہو غیر قریشی جائز نہین شرح علامہ تفتازانی مین ہی لہ یخالف فیہ الا الخوارج وبعض المعتزلہ قرشیت کی شرط مین کسینے خلاف نکیا مگر خارجیون اور بعض معتزلیون

نے او سکتین ہے یشترط ان یکون الامام قریشیا لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الائمۃ
من قریش وھذا وان کان خبر الواحد الماروا ہ ابو بکر محتجا بہ علی الانصار ولم ینکرہ احد
فصار مجمعا علیہ یعنی شرط یہ ہے کہ خلیفہ قریشی ہو بدلیل قول نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الائمۃ من قریش اور یہ حدیث اگرچہ خبر واحد ہے لیکن جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے انصار پر حجت میں اسے پیش کیا اور صحابہ کرام میں کسینے اسپر انکار نکیا تو اسپر
اجماع ہو گیا کتاب قواعد العقائد امام حجۃ الاسلام غزالی میں ہے شرط الامامۃ نسبۃ
قریش لقولہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الائمۃ من قریش خلافت کی شرط نسب قریشی ہی
کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خلفا قریش سے ہیں اوسکی شرح اتحاف میں ہی
ان کثیرا من المعتزلۃ نفی ھذا الاشتراط ودلیل اھل السنۃ قولہ صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم الائمۃ من قریش قال العراقی اخرجہ النسائی من حدیث انس والحاکم
من حدیث علی وصححاہ قلت وکذا اخرجہ احمد من حدیث ابی ھریرۃ وابی بکر الصدیق
والطبرانی من حدیث علی وعندہ عز الدین بلفظ ان الملک فی قریش واخرج یعقوب
بن سفیان وابو یعلی والطبرانی من طریق سکین بن عبد العزیز حدثنا سیار
بن سلامۃ ابو المنہال قال دخلت مع ابی علی ابی برزۃ الاسلمی فسمعتہ یقول سمعت
رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول الامراء من قریش الخ یعنی بہت معتزلیوں
نے شرط قرشیت کا انکار کیا اور اہلسنت کی دلیل رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے کہ خلفا قریش سے ہوں امام زین الدین عراقی نے فرمایا یہ حدیث نسائی نے حضرت انس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حاکم نے امیر المؤمنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی
اور کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں یونہیں اسے امام بخاری نے کتاب التاریخ اور ابو یعلی
وابو داود طیالسی و بزار نے انس اور امام احمد نے ابو ہریرہ و حضرت صدیق اکبر
اور طبرانی نے مولی علی سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ نیز طبرانی کے یہاں

بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لفظوں سے ہے کہ سلطنت قریش مین ہی اور یعقوب بن
بن سفین وابو یعلی وطبرانی نے سکین بن عبد العزیز سے روایت کی کہ ہم سے سیار بن سلامہ ابو المنہال
نے حدیث بیان کی کہ مین اپنے والد کیساتھ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اونھون
یہ حدیث روایت کرتے سُنا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا
کہ خلفا قریش سے ہین ثم ذکر تمام نے یہ حدیث لا یزال ھذا الامر فی قریش وشواھدہ
وکلہ ماخوذ من الفتح مسایرۂ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین بن الہمام مین ہے
شرط الامام نسب قریش خلافا لکثیر من المعتزلۃ خلیفہ کی شرط نسب قرشی ہی بہت
معتزلیون کے خلاف مسامرہ علامہ ابن ابی شریف شافعی تلمیذ امام ابن الہمام مین ہے
لنا قولہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الائمۃ من قریش وقد منا تخریجہ وقولہ صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم الناس تبع لقریش اخرجہ الشیخان وفی البخاری من حدیث معویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ھذا الامر فی قریش ہم اہلسنت کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ خلفا قریش سے ہین ہم نے اس حدیث کی تخریج اوپر بیان کی
نیز حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ سب آدمی قریش کے تابع ہین
اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا نیز بخاری مین امیر معویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث
سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک خلافت قریش مین ہی اور
تخریج حدیث چھ ورق اوپر بیان کی رواہ النسائی من حدیث انس ورواہ معناہ الطبرانی
فی الدعاء والبزار والبیہقی وافردہ شیخنا الامام الحافظ ابو الفضل بن حجر بجزء جمع
فیہ طرقہ عن نحو من اربعین صحابیا یہ حدیث نسائی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت
اور یہی مضمون طبرانی نے کتاب الدعاء اور بزار وبیہقی نے روایت کیا اور ہمارے شیخ امام
حافظ ابو الفضل ابن حجر عسقلانی نے خاص اس حدیث مین ایک مستقل رسالہ لکھا جسمین اوسکی
روایات قریب چالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جمع کین۔ علامہ امام قاسم بن

تلمیذ ابن الہمام علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی تلمیذ امام ابن الہمام **تعلیقات** مسایرہ مین فرماتے ہین اما عند نا فالشروط انواع بعضہا لازم لا تنعقد بدونہ وھی الاسلام والذکورۃ والحریۃ والعقل والبلوغ واصل الشجاعۃ وان یکون قرشیا ہمارے نزدیک خلافت کی شرطین کئی قسم ہین بعض تو شروط لازم ہین کہ اونکے بغیر خلافت صحیح ہی نہین ہو سکتی وہ یہ ہین اسلام اور مرد ہونا اور آزادی و عقل و بلوغ واصل شجاعت اور قرشی ہونا پھر فرمایا اما نسب قریش فلقولہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم الائمۃ من قریش رواہ البزار وھذا وان کان خبر واحد فقد اتفقت الصحابۃ علے قبولہ قالہ الامام ابو العباس الصابونی وغیرہ قریشی ہونا اس لیے شرط ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خلفا قریش سی ہون اسی بزار نے روایت کیا اور یہ اگرچہ خبر آحاد ہو مگر صحابہ کرام نے اسکے قبول پر اجماع فرمایا یہ امام ابو العباس صابونی وغیرہ نے افادہ فرمایا **طوالع الانوار** علامہ بیضاوی ہین ہی التاسعۃ کونہ قرشیا خلافا للخوارج وجمع من المعتزلۃ لنا قولہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم الائمۃ من قریش واللام فی الجمع حیث لا عہد للعموم یعنی خلافت کی نوین شرط قریشی ہونا ہی اس مین خارجیون اور ایک گروہ معتزلہ کو خلاف ہے کہ وہ خلیفہ کا قریشی ہونا ضروری نہین جانتے ہماری دلیل رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ خلفا قریش سے ہون جہان عہد نہ ہو جمع پر للازم استغراق کے لیے ہوتا ہے یعنی تمام خلفا قریش ہی سے ہون **مواقف** مین ہی یکون قرشیا ومنعہ الخوارج وبعض المعتزلۃ لنا قولہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم الائمۃ من قریش ثم ان الصحابۃ عملوا بمضمون ھذا الحدیث واجمعوا علیہ فصار قاطعا یعنی خلیفہ قریشی ہو خارجی اور بعض معتزلی اس شرط کے منکر ہین ہماری دلیل نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خلیفہ قریشی ہون پھر صحابہ کرام اس

Marfat.com

حدیث کے مضمون پر عامل ہوئے اور اون کا اس پر اجماع ہوا تو وہ دلیل قطعی ہو گئی شرح
علامہ سید شریف مین ہے صار دلیلا قاطعا یفید الیقین باشتراط القرشیۃ یعنی دلیل قطعی
ہو گئی جس سے قرشیت کا شرط ہونا یقینی ہو گیا اوسی مین ہے اشترطہ الاشاعرۃ یعنی اہلسنت کے
نزدیک خلیفہ کا قرشی ہونا شرط ہے مقاصد مین ہے یشترط فی الامام کونہ قرشیا لقولہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الائمۃ من قریش امام مین شرط ہے کہ قرشی ہو رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خلفا قریش سے ہون شرح مقاصد مین ہے اتفقت الامۃ علے
اشتراط کونہ قرشیا خلافا للخوارج لنا السنۃ والاجماع اما السنۃ فقولہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم الائمۃ من قریش واما الاجماع فہو انہ لما قال الانصار یوم السقیفۃ منا امیر و
منکم امیر منعہم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعدم کونہم من قریش ولم ینکرہ علیہ
احد من الصحابۃ فکان اجماعا یعنی تمام امت کا اجماع ہے کہ خلیفہ کا قریشی ہونا شرط ہے
اسمین مخالف خارجی ہین اور اکثر معتزلی ہماری دلیل حدیث و اجماع امت ہے حدیث تو حضور
اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خلفا قریش سے ہین اور اجماع یون کہ جب انصار
رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روز سقیفۂ بنی ساعدہ مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہا ایک امیر
ہم مین سے اور ایک تم مین سے اونھین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوی خلافت سے
یون باز رکھا کہ تم قریشی نہین (اور خلیفہ کا قریشی ہونا لازم ہے) اسپر کسی صحابی نے انکار نکیا
تو اجماع ہو گیا شرح فقہ اکبر مین ہے یشترط ان یکون الامام قرشیا لقولہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم الائمۃ من قریش وہو حدیث مشہور ولیس المراد بہ الامامۃ فی الصلاۃ
اتفاقا فتعینت الامامۃ الکبری خلافا للخوارج ولبعض المعتزلۃ یعنی شرط یہ ہے
کہ خلیفہ قریشی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ائمہ قریش سے ہین اور یہ حدیث
مشہور ہے اور اسمین امامت نماز باجماع مراد نہین تو ضرور خلافت مراد ہے اسمین مخالف
خارجی ہین یا بعض معتزلی طریقہ محمدیہ مین ہے المسلمون لا بد لہم من امام قرشی

ولا یشترط ان یکون ھاشمیا یعنی مسلمانوں کے لیے ضرور ہے کہ کوئی قریشی خلیفہ ہو اور ہاشمی ہونا شرط نہیں حدیقہ ندیہ مین ہے یکون من قریش ولا یجوز من غیرھم خلیفہ قریشی ہو غیر قریشی کی خلافت درست نہیں۔ تمہید امام ابو الشکور سالمی جسے سلطان الاولیا محبوب الٰہی نظام الحق والدین نے درس مین پڑھا اوس مین ہے اجمعنا علی ان الامام من قریش ولا یکون من غیرھم ہم اہلسنت کا اجماع ہے کہ خلیفہ قریش سے ہو اونکے غیر سے نہین

کتب حدیث

صحیح مسلم و صحیح بخاری مین ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہین لایزال ھذا الامر فی قریش ما بقی من الناس اثنان خلافت ہمیشہ قریش کے لیے ہے جبتک دنیا مین دو آدمی بھی رہین **شرح** صحیح مسلم للامام النووی و **شرح** صحیح بخاری للامام القسطلانی و **مرقاۃ** علی قاری مین ہے بین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ھذا الحکم مستمر الی آخر الدنیا ما بقی من الناس اثنان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظاہر فرمادیا کہ یہ حکم ختم دنیا تک ہے جبتک دو آدمی بھی رہین **ارشاد الساری** شرح صحیح بخاری مین ابن المنیر سے اور **عمدۃ القاری** امام بدر محمود عینی حنفی مین ہے قریش ھم اصحاب الخلافۃ وھی مستمرۃ لھم الی آخر الدنیا ما بقی من الناس اثنان قریش ہی خلافت والے ہین وہ ختم دنیا تک اونھین کے لیے ہے جبتک دو آدمی بھی باقی رہین امام قرطبی کی **مفہم** شرح صحیح مسلم مین پھر عمدۃ القاری و **فتح الباری** شروح صحیح بخاری مین ہے ھذا الحدیث خبر عن المشروعیۃ ای لا تنعقد الامامۃ الکبریٰ الا لقرشی مھما وجد منھم احد اس حدیث مین حکم شرعی کا بیان ہے یہ فرمایا ہے کہ جبتک دنیا مین ایک قرشی بھی باقی رہے اوروں کی خلافت صحیح نہین امام نووی شرح صحیح مسلم پھر امام قسطلانی شرح صحیح بخاری اور علامہ طیبی و علامہ سید شریف و علی قاری شروح مشکوۃ مین فرماتے ہین ھذہ الاحادیث واشباھھا دلیل ظاھر

ان الخلافة مختصة بقريش لا يجوز عقدها لاحد من غيرهم وعلى هذا انعقد الاجماع
في زمن الصحابة وكذلك بعدهم ومن خالف فيه من اهل البدع او عرض بخلاف من غيرهم
فهو محجوج باجماع الصحابة والتابعين فمن بعدهم بالاحاديث الصحيحة

یہ حدیثین اور ان کے مثل اور احادیث روشن دلیلین ہین کہ خلافت قریش کے ساتھ خاص ہے
اونکے سوا کسیکو خلیفہ بنانا جائز نہین اسی پر زمانۂ صحابہ مین یونہین اونکے بعد اجماع منعقد
ہوا تو جن بدمذہبون نے اسمین خلاف کیا یا جنہونے اور کسیکے خلاف کا اشارہ کیا اوسکا قول
صحابہ وتابعین وعلمای مابعد کے اجماع اور صحیح حدیثون سے مردود ہے علامہ ابن المنیر
پھر حافظ عسقلانی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین الصحابة اتفقوا على افادة المفهوم للحصر
خلافا لمن انكر ذلك والى هذا ذهب جمهور اهل العلم ان شرط الامام ان
يكون قرشيا وقالت الخوارج وطائفة من المعتزلة يجوز ان يكون الامام غير قرشي
وبالغ ضرار بن عمرو فقال تولية غير القرشي اولى وقال ابو بكر الطيب لم يعرج المسلمون
على هذا القول بعد ثبوت حديث الائمة من قريش وعمل المسلمون به قرنا بعد
قرن وانعقد الاجماع على اعتبار ذلك قبل ان يقع الاختلاف یعنی صحابہ نے اتفاق
فرمایا کہ حدیث الائمة من قریش خلافت کا قرشی مین حصر فرماتی ہی برخلاف اوسکے جو اسکا
منکر ہو اور یہی مذہب جمہور اہل علم کا ہی کہ خلیفہ کے لیے قرشی ہونا شرط اور خارجیون
اور ایک گروہ معتزلہ نے کہا کہ غیر قرشی بھی خلیفہ ہوسکتا ہی اور ضرار بن عمرو تو یہانتک بڑھ
گیا کہ کہا غیر قرشی کا خلیفہ کرنا بہتر ہے۔ امام ابوبکر ابن الطیب نے فرمایا مسلمانون نے اس
قول کی طرف التفات نکیا بعد اسکے کہ حدیث الائمة من قریش ثابت ہو چکی اور ہر قرن
مین مسلمان اوسپر عامل رہی اور اس اختلاف اوٹھنے سے پہلے اوسکے ماننے پر اجماع منعقد
ہولیا۔ امام احمد ناصر الدین اسکندرانی پھر امام احمد شہاب الدین کنانی وجہ دلالت حدیث
کے بارے مین هذا الامر فی قریش مین فرماتے ہین المبتدأ بالحقیقة ههنا هو الامر الواقع

ع تنبیہ ضروری
یہ کلام جلیل یاد رکھنے کے قابل ہے
کہ بعونہ تعالیٰ
اس سے اہل باطل
کا منہ کالا ہوگا ۱۲
[illegible] عفی عنہ

صفۃ لھذا و ھذا لا یوصف الا بالجنس فمقتضاہ حصر جنس الامر فی قریش کانہ
قال لا امر الا فی قریش و الحدیث و ان کان بلفظ الخبر فھو بمعنی الامر و لقیۃ طرق
الحدیث توئید ذلک یعنی حاصل حدیث یہ ہی کہ ھذا الامر فی قریش دائما یہ امر خلافت
ہمیشہ قریش کے لیے ہے ھذا مبتدا ہی اور امر اوسکی صفت اور ھذا کی صفت
مین ہمیشہ جنس ہی آتی ہی تو مطلب یہ کہ جنس خلافت قریش ہی کے لیے ہی (اونکے غیر کیلئے
اوسکا کوئی فرد نہین) گویا الفاظ یون ارشاد ہوی کہ خلافت نہین مگر قریش مین اور حدیث
اگرچہ صورۃً خبر ہے معنےً امر ہے حدیث کی باقی روایتین اس معنے کی مویدہین امام ابن
حجر اور اون سے پہلے امام ابن بطال شرح بخاری للمھلب سے ناقل یجوز انیکون
ملک یغلب علے الناس بغیر انیکون خلیفۃ و انما انکر معٰویۃ رضی اللہ تعالی عنہ
خشیۃ ان یظن احد ان الخلافۃ تجوز فی غیر قریش فلما خطب بذلک دل علی
ان ذلک الحکم عندھم کذلک اذ لم ینقل عن احد منھم انکر علیہ یعنی جب حضرت
عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا کہ عنقریب ایک بادشاہ قبیلہ قحطان سے
ہوگا حضرت امیر معٰویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اسپر سخت انکار کیا اور خطبہ پڑھا اوسمین فرمایا
مین نے رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خلافت قریش مین ہی یہ انکار
اس بنا پر نتھا کہ کوئی غیر قرشی بادشاہ بھی نہین ہوسکتا یہ تو جائز ہے کہ کوئی بادشاہ لوگون
پر تغلب کرے اور خلیفہ نہو بلکہ انکار کی وجہ یہ تھی کہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ غیر قرشی خلیفہ
ہوسکتا ہی لہذا حضرت امیر معٰویہ نے خطبہ پڑھا کہ کوئی غیر قرشی خلیفہ نہین ہوسکتا اور
اسپر کسی صحابی رضی اللہ تعالی عنہ نے انکار نکیا تو معلوم ہوا کہ اون سبکا یہی مذہب ہے مہلب پھر ابن
بطال پھر عینی و عسقلانی و قسطلانی سب شروح صحیح بخاری مین فرماتے ہین
القحطانی اذا قام ولیس من بیت النبوۃ ولا من قریش الذین جعل اللہ فیھم الخلافۃ
فھو من اکبر تغیر الزمان و تبدیل الاحکام جب قحطانی قائم ہوگا اور وہ نہ خاندان

بنوت سے ہی نہ قریش سے جنہین اللہ عزوجل نے خلافت رکھی ہی تو یہ ایک بڑا تغیر زمانہ اور احکام شریعت کی تبدیل ہوگا۔ امام اجل قاضی عیاض پھر امام ابو زکریا نووی **شروح** صحیح مسلم مین فرماتے ہین اشتراط کونہ قرشیا ھو مذھب العلماء کافۃ وقد احتج بہ ابوبکر وعمر علی الانصار یوم السقیفۃ فلم ینکرہ احد وقد عدھا العلماء فی مسائل الاجماع ولم ینقل عن احد من السلف فیھا قول ولا فعل یخالف ما ذکرنا وکذلک من بعدھم فی جمیع الاعصار ولا اعتداد بقول النظام ومن وافقہ من الخوارج واھل البدع انہ یجوز کونہ من غیر قریش لما ھو علیہ من مخالفۃ اجماع المسلمین خلیفہ مین قرشی ہونیکی شرط جمیع علما کا مذہب ہے اور بیشک اسی سے صدیق اکبر و فاروق اعظم نے روز سقیفہ انصار پر حجت قائم فرمائی اور صحابہ مین کسی نے اسکا انکار نہ کیا اور بیشک علمانے اسے مسائل اجماع مین گنا اور سلف صالح مین کوئی قول یا فعل اسکے خلاف منقول نہ ہوا یونہی تمام زمانون مین علماے مابعد سے اور وہ جو نظام معتزلی اور خارجیون اور بدمذہبون نے کہا کہ غیر قرشی بھی خلیفہ ہوسکتا ہی کچھ گنتی شمار مین نہین کہ اجماع مسلمین کے خلاف ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی **اشعۃ اللمعات** مین فرماتے ہین گفت آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہمیشہ می باشد امر خلافت در قریش یعنی می باید کہ در ایشان باشد وجائز نیست شرعا عقد خلافت مر غیر ایشان را و برین منعقد شد اجماع در زمن صحابہ و بآن حجت کردند مہاجران بر انصار امام جلال الدین کی **تاریخ الخلفاء** سے گزرا لم اورد احدا من الخلفاء العبیدیین لان امامتھم غیر صحیحۃ لانھم غیر قریش مین نے اس کتاب مین خلفاے عبیدیہ سے کسیکا ذکر نہ کیا اس لیے کہ اونکی خلافت باطل ہے کہ وہ قرشی نہین۔

لہ اورد ہ آخر کتب الحدیث تبعا ۱۲ منہ غفر لہ

کتب فقہ حنفی

فتاوی سراجیہ کتاب الاستحسان باب مسائل اعتقادیہ مین ہی یشترط ان یکون
الخلیفۃ قرشیا ولا یشترط ان یکون ہاشمیا خلیفہ مین شرط ہے کہ قرشی ہو اور ہاشمی
ہونا شرط نہین۔ **اشباہ والنظائر** فن ثالث بیان فرق مین **ابو السعود** ازہری
علی الکنز مین ہی یشترط فی الامام ان یکون قرشیا خلیفہ مین شرط ہی کہ قریشی ہو **غمز العیون**
مین ہی یشترط نسب قریش لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الائمۃ من قریش
قرشی ہونا شرط ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خلفا قریشی ہون **در مختار**
مین ہی یشترط کونہ مسلما حرا ذکرا عاقلا بالغا قادرا قرشیا خلیفہ ہونیکے لیے شرط ہی
کہ مسلمان آزاد مرد عاقل بالغ قادر قرشی ہو **طحطاوی** علی الدر مین ہی اشتراط کونہ
قرشیا لقولہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الائمۃ من قریش وقد سلمت الانصار
الخلافۃ لقریش بھذا الحدیث خلیفہ کا قرشی ہونا شرط ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا خلفا قرشی ہون اسی حدیث سے انصار نے قریش کو خلافت تسلیم کردی
رد المحتار مین اسکے مثل لکھکر فرمایا وبہ یبطل قول الضرار یۃ ان الامامۃ تصلح فی
غیر قریش والکعبیۃ ان القرشی اولی بہا یعنی اسی حدیث و اتفاق صحابۂ کرام سے ضراریہ
کا قول باطل ہوا جو کہتے ہین کہ خلافت غیر قریش مین لائق ہی اور کعبیہ کا جو کہتے ہین خلافت
کیلیے قرشی صرف اولی ہی یعنی ان دونون گمراہ فرقون نے اہلسنت کا خلاف کیا اول نے
غیر قرشی کی خلافت کو روا جانا دوم نے قرشی کی خلافت کو صرف اولی سمجھا لازم بتانا
اہلسنت کے نزدیک خلیفہ کا قرشی ہونا لازم ہے دوسرا خلیفہ شرعی ہو ہی نہین سکتا تمہید
امام ابو شکور سالمی مین امام الائمہ سراج الامہ **امام اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نص سے
اسکی تصریح ہی کہ قال ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یصلح اماما اذا کان قرشیا

Marfat.com

برا کان او فاجرا خلافت صحیح ہی بشرطیکہ قرشی ہو نیک خواہ بد۔

ازالۂ وہم مین عبارات کتب عقائد و حدیث

بالجملہ مسئلہ قطعا یقینا اہلسنت کا اجماعی ہی و لہذا حدیث بخاری اسمعوا و اطیعوا و ان استعمل علیکم عبد حبشی سنو اور مانو اگرچہ تمپر کوئی حبشی غلام عامل کیا جائے اوسکی شرح مین علما قاطبۃً ازالۂ وہم کیطرف متوجہ ہوئے **شرح مقاصد** مین ہے ذلک فی غیر الامام من الحکام یہ حدیث خلیفہ کے سوا اور حکام ماتحت کے بارے مین ہے **مواقف** مین ہی ذلک فی من امرہ الامام علی سریۃ و غیرھا یہ حدیث اوسکے بارے مین ہی جسے خلیفہ کسی لشکر وغیرہ پر سردار کرے شرح مواقف مین ہی یجب حملہ علی ھذا دفعا للتعارض بینہ و بین الاجماع او نقول ھو مبالغۃ علی سبیل الفرض و یدل علیہ انہ لا یجوز کون الامام عبدا اجماعا حدیث کو اس معنی پر حمل کرنا واجب ہی کہ اجماع کے مخالف نہ پڑے یا یون کہین کہ وہ بروجہ مبالغہ بطور فرض ارشاد ہوا ہی اور اوسپر دلیل یہ ہی کہ امام کا غلام ہونا بالاجماع باطل ہی امام ابن الجوزی نے **تحقیق** پھر امام بدر محمود عینی نے عمدۃ القاری پھر حافظ عسقلانی نے شرح بخاری کتاب الصلاۃ مین فرمایا ھذا فی الامراء و العمال لا الائمۃ و الخلفاء فان الخلافۃ فی قریش لا مدخل فیہا لغیرھم یہ حدیث سردارون اور عاملون کے بارے مین ہے نہ خلفا مین کہ خلافت تو قریش مین ہی دوسرونکو اوس مین دخل ہی نہین یہین فتح الباری مین ہے او بطاعۃ العبد الحبشی و الامامۃ العظمی انما تکون بالاستحقاق فی قریش فیکون غیرھم متغلبا حبشی غلام کی اطاعت کا حکم فرمایا اور خلافت تو صرف قریش کا حق ہی تو غیر قریشی متغلب ہوگا یعنی زبردستی امیر بن بیٹھنے والا۔ عمدۃ القاری و فتح الباری کتاب الاحکام مین اسی حدیث کے نیچے ہی ای جعل عاملا بان امر امارۃ عامۃ علی بلد مثلا او ولی فیہا ولایۃ خاصۃ کالامامۃ فی الصلاۃ او جبایۃ الخراج او مباشرۃ الحرب فقد کان

الراشدين من تجمع له الامور الثلثة ومن يختص ببعضها مراد یہ ہے کہ وہ عامل کیا جائے یون کہ خلیفہ
مثلاً کسی شہر کا عام عامل کردے یا کسی خاص منصب کی ولایت دے جیسے نماز کی امامت یا خراج کی تحصیل یا کسی
لشکر کی سرداری خلفاء راشدین کے زمانے مین یہ تینون باتین بعض مین جمع ہو جاتی تھین اور کسی مین بعض امام ابو سلیمن خطابی
پھر امام عینی و امام عسقلانی و علی قاری نے فرمایا قد یضرب المثل بما لا یقع فی الوجود وهذا
من ذالك واطلق العبد الحبشی مبالغة فی الامر بالطاعة وان کان لا یتصور شرعا ان
یلی ذلك اه بلفظ المرقاة قال الخطابی قد یضرب المثل بما لا یکاد یصح فی الوجود
یعنی کبھی ضرب مثل مین وہ بات کہی جاتی ہے جو واقع نہ ہوگی یہ حدیث اسی قبیل سے ہے حبشی
کا ذکر حکم اطاعت مین مبالغہ کیلیے فرمایا اگرچہ یہ شرعا متصور نہین ۔ **اشعة اللمعات** مین ہے
ذکر عبد برای مبالغہ است بر وتیرہ قول آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہر کہ بنا کند مسجد را اگرچہ
مثل آشیانہ گنجشک ومراد مسجد ہرگز مثل آشیانہ گنجشک نباشد لیکن مقصود مبالغہ است یا مراد
نائب خلیفہ است عمدة القاری وکواکب الدراری ومجمع البحار مین ہے هذا فی الامراء والعمال
دون الخلفاء لان الحبشی لا یتولی الخلافة لان الائمة من قریش یہ حدیث سردارون
اور عاملون مین ہے حبشی خلیفہ نہ ہوگا کہ خلفا تو قریش سے ہین مہلب پھر ابن بطال پھر ابن حجر
نے فتح مین کہا قوله صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اسمعوا واطیعوا لا یوجب ان یکون
المستعمل للعبد الا امام قرشی لما تقدم ان الامامة لا تکون الا فی قریش نبی صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کا ارشاد کہ غلام کی اطاعت کرو اسکو واجب کرتا ہے کہ غلام کو قریشی خلیفہ نے
عامل بنایا ہو کہ خلافت تو نہین مگر قریش مین فتح الباری وارشاد الساری ومرقاة قاری مین ہے
واللفظ لها (وان استعمل علیکم عبد حبشی) ای وان استعمله الامام الاعظم
علی القوم لا ان العبد الحبشی هو الامام الاعظم فان الائمة من قریش اگرچہ تم پر
غلام حبشی عامل کیا جائے یعنی اگرچہ خلیفہ کسی غلام کو عامل بنائے نہ یہ کہ خود غلام حبشی خلیفہ ہو
کہ خلفا تو قریش سے ہین **مجمع بحار الانوار** مین ہے شرط الامام الحریة والقرشیة

Marfat.com

ولیس فی الحدیث انہ یکون اماما بل یفوض الیہ الامام امرا من الامور ۔ خلیفہ
کے لیے شرط ہی کہ آزاد و قریشی ہو اور حدیث مین یہ نہین کہ غلام خلیفہ ہو بلکہ یہ مراد کہ خلیفہ
اوسے کوئی کام سپرد کرے **اقول** بلکہ خود حدیث صحیح مین اس معنی کی تصریح صریح موجود
جسکا بیان فصل سوم مین آئیگا ان شاء اللہ الغفور الودود ۔ **بالجملہ** دربارۂ خلافت ہر طبقے
اور ہر زمانے کے علماے اہلسنت ایسا ہی فرماتے آئے یہانتک کہ اب دور آخر مین مولوی
عبد الباری صاحب کے جد اعلی حضرت ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی لکھنوی فرنگی محلی رحمہ اللہ
تعالے نے **شرح فقہ اکبر** سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ مین خلافت صدیقی
پر اجماع قطعی کے منعقد ہونے مین فرمایا باقی ماند کہ سعد بن عبادہ از بیعت متخلف ماند ما میگوئیم
کہ سعد بن عبادہ امارت خود می خواست و این مخالف نص ست چہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
فرمودہ اند الائمۃ من قریش ائمہ از قریش اند پس مخالفت او در اجماع قدح ندارد چہ مخالفت
مرہا ہای صحابہ بود بلکہ مخالفت او اعتبار ندارد ۔ پھر خلافت فاروقی پر انعقاد اجماع مین فرمایا
ہمہ صحابہ بر آن عمل کردند و بیعت حضرت امیر المؤمنین عمر کردند و درین ہم کسے مخالفت نکرد
سواے سعد بن عبادہ لیکن مخالفت او مخالفت نص بود چہ امارت خود میخواست چنانچہ دانستی
اب سب سے اخیر دور مین حضرت مولانا فضل رسول صاحب مرحوم اپنی کتاب عقائد
المعتقد المنتقد مین فرماتے ہین یشترط نسب قریش خلافا للکثیر من المعتزلۃ ولا
یشترط کونہ ہاشمیا خلافا للروافض خلیفہ کا قریشی النسب ہونا شرط ہی برخلاف
بہت معتزلیون کے اور ہاشمی ہونا شرط نہین برخلاف رافضیون کے حضرت مولانا
عبد القادر صاحب بدایونی مرحوم اپنے رسالہ عقائد **احسن الکلام** مین فرماتے ہین نعتقد
انہ یجب علی المسلمین نصب امام من قریش ہم اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ مسلمانون پر
قریشی خلیفہ قائم کرنا فرض ہی ۔

نوع دگر از کتب عقائد

Marfat.com

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں فان قیل فعلی ما ذکر من ان مدة الخلافة ثلثون سنة یکون الزمان بعد الخلفاء الراشدین خالیا عن الامام فتعصی الامة کلہم قلنا المراد بالخلافة الکاملة ولو سلم فلعل الخلافة تنقضی دون الامامة بناء علی ان الامامة اعم لکن هذا الاصطلاح لم نجدہ من القوم واما بعد الخلفاء العباسیة فالامر مشکل یعنی اگر کہا جائے کہ جب خلافت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تیس ہی برس رہی تو خلفاے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد زمانہ امام سے خالی رہا اور معاذ اللہ تمام امت گنہگار ٹھہری کہ نصب امام امت پر واجب تھا تو ہم جواب دینگے کہ وہ جو تیس برس پر ختم ہوگئی خلافت راشدہ کاملہ تھی نہ کہ مطلق خلافت اور اگر تسلیم بھی کرلیں تو شاید خلافت ختم ہوگئی امامت بعد کو رہی اور واجب نصب امام ہی تھا تو امت گنہگار نہ ہوی یہ اسپر مبنی ہوگا کہ امامت خلافت سے عام ہی مگر ہم نے قوم سے یہ اصطلاح نہ پائی بہرحال جب سے خلفاے عباسیہ نہ رہی امر مشکل ہے کہ اوسوقت سے نہ کوئی امام ہو نہ کوئی خلیفہ تو اعتراض نہ اوٹھا سکتے۔ **اقول اولا** صحیح جواب اول ہی اور اشکال کا جواب خود علامہ کے کلام سے آتا ہی اوسوقت تک نظر اوسپر نہ گئی بھی **ثانیا** امامت بیشک عام ہی جسکا بیان ہم کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز علامہ موصوف شرح مقاصد میں اسی اعتراض کو ذکر کرکے بہت صحیح و واضح جواب سے دفع فرماتے ہیں کہ فان قیل لو وجب نصب الامام لزم اطباق الامة فی اکثر الاعصار علی ترک الواجب لانتفاء الامام المتصف بما یجب من الصفات سیما بعد انقضاء الدولة العباسیة قلنا انما یلزم الضلالة لو ترکوہ عن قدرة واختیار لا عجز و اضطرار اگر کہا جائے کہ نصب امام واجب ہوتا تو اکثر زمانوں میں ترک واجب پر امت کا اتفاق لازم آتا ہی کہ امام کے لیے جو صفات لازم ہیں ایسا مدت سے نہیں خصوصا جب سے دولت عباسیہ نہ رہی خلافت کا نام نشان تک نہ رہا اور ایسا ترک واجب گمراہی ہی اور گمراہی پر امت کا

اتفاق محال۔ تو ہم جواب دینگے کہ گمراہی تو جب ہوتی کہ اونکے بعد امت نصب امام پر قادر ہوتی اور قصداً ترک کرتی عجز و مجبوری کی حالت مین کیا الزام ہو۔ یہی مضمون **مولوی علی الخیالی** مین ہی حدیث عجز و اضطرار بیان کرکے کہا دھذا یندفع الاشکال بعد الخلفاء الراشدین والعباسیۃ ایضا یعنی خلفاء عباسیہ کے بعد تمام عالم سے خلافت ضرور مفقود ہی مگر امت پر الزام نہین آتا کہ عذر مجبوری موجود ہی **شرح عقائد امام نسفی** پھر **تعلیقات المسایرہ** للعلامۃ قاسم الحنفی تلمیذ الامام ابن الہمام رحمہم اللہ تعالیٰ مین ضرورت خلیفہ بتائی کہ دین و دنیا کے ان ان کامونکے انتظام کو اوسکا ہونا ضرور ہی پھر فرمایا فان قیل فلیکتف بذی شوکۃ لہ الریاسۃ العامۃ اماما کان او غیر امام فان انتظام الامر یحصل بذلک کما فی عہد الاتراک قلنا انہ ہ یحصل بعض النظام فی امر الدنیا ولکن یختل امر الدین وھو المقصود الاہم یعنی اگر کوئی کہے کہ انتظام ہی کی ضرورت ہی تو ایک عام ریاست والے پر کیون نہ قناعت ہوجائے وہ خلیفہ ہو یا نہ ہو کہ انتظام اس سے بھی حاصل ہوجائیگا جیسے سلطنت ترکی سے کہ خلافت نہین اور انتظام کررہی ہی پھر خلیفہ کی کیا ضرورت۔ تو ہم جواب دینگے ہان ایسی سلطنتون سے دنیاوی کامون کا کچھ انتظام چل جائیگا مگر دینی کامون مین خلل آئیگا وہ بے خلیفہ نہ بنینگے اور دین ہی مقصود اعظم ہی لہذا ترکی سلطنت یا اور بادشاہیان کافی نہین خلیفہ کی ضرورت ہے۔ کیا اسکے بعد بھی صاف نص کی حاجت ہی و بیدا الحجۃ البالغۃ **تنبیہ** اسی نوع سے ہے وہ حدیث کہ صدر کلام مین امام خاتم الحفاظ سے گزری کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت جب بنی عباس کو پہنچیگی ظہور مہدی تک اور کو نہ ملیگی۔ ظاہر ہوا کہ سنہ ۶۵۶ سے آجتک اور آج سے ظہور حضرت امام مہدی تک کوئی غیر عباسی خلیفہ نہ ہوا ہی نہ ہوگا جو دوسرے کو خلیفہ ماننے حدیث کی تکذیب کرتا ہی یہ حدیث اپنے طرق عدیدہ سے حسن ہے اوسے طبرانی نے معجم کبیر مین ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا اور دیلمی نے مسند الفردوس

مین اوبعض مے بسند دیگر اور دار قطنی نے افراد مین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً اور خطیب نے بسند خلفاء حضرت حبر الامۃ سے موقوفاً اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طبرانی کے لفظ یہ ہین لکنہا فی ولد عمی صنو ابی حتی یسلموہا الی المسیح ہان خلافت میرے چچا میرے باپ کی جگہ عباس کی اولا مین ہے یہانتک کہ اوسے سپرد مسیح کرینگے اور حدیث ابن مسعود مین ہے یدفعونہا الی رجل من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی فیملوٴہا قسطا وعدلا کما ملئتا جورا وظلما وہ خلافت کو میرے اہل بیت سے ایک مرد کے سپرد کرینگے جسکا نام میرا نام ہوگا اور اوسکے باپ کا نام میرے باپ کا نام وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جسطرح ظلم وستم سے بھر گئی تھی یعنی حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ امام خاتم الحفاظ نے اس حدیث سے استنا د اور اوسپر اعتماد کیا کما تقدم یہ ہین تقریباً پچاس ۵۰ حدیثین اور کتب عقائد وتفسیر وحدیث وفقہ کی بانوے عبارتین سنی بالانصاف کو اسقدر کافی ووافی ہین وللہ الحمد والحمد للہ رب العلمین وصلے اللہ تعالیٰ علے سیدنا و مولٰنا محمد والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین +

فصل دوم

خطبۂ صدارت مولوی فرنگی محلی مین ۵ سطری کارگزاری کی ناز برداری

(۱) مسلمانو تم نے دیکھا خلافت کے لیے شرط قرشیت پر رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متواتر حدیثین صحابہ کا اجماع تابعین کا اجماع امت کا اجماع جملہ اہلسنت کا عقیدہ ائمۂ واکابر حنفیہ کی کتب عقائد مین تصریحین کتب حدیث مین تصریحین کتب فقہ مین تصریحین ایسے عظیم الشان جلیل البرہان اجماعی قطعی یقینی مسئلے کو فرنگی محلی خطبۂ صدارت مین صرف شافعیہ کیطرف نسبت کرنا اور حنفیہ مین فقط بعض کے کلام سے وہ

بھی تصریح نہین فحوی سے سمجھے جاینکا ادعا کرنا کسقدر خلاف دیانت واغوای عوام ہے
(۲) تمہید مین تو اوسپر خود حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا نص صریح مذکور
شاید امام اعظم کا نص بھی کسی مقلد حنفی کا فحوای کلام ہوگا (۳) اوسپر نقول قاہرۂ اجماع کو یون
گرانا کہ بعض متکلمین نے اجماع نقل کیا۔ کیسی تلبیس ہی (۴) یہ کہنا کہ ابتدا اسکی قاضی عیاض سے
معلوم ہوتی ہی مگر ثبوت اجماع مشکل ہے ثقات ائمہ کی تکذیب کا اشعار ہی امام اجل ثقہ
عدل قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی سے پہلے ائمہ نے اوسپر اجماع نقل کیا بعد کے علما نے
نقل کیا سب نے مقبول ومقرر رکھا کسینے اوسمین خلاف اہلسنت کا پتا نہ دیا معاذ اللہ یہ
سب جھوٹے ہین اور فرنگی محلی سچے (۵) جب نقول ائمہ مردود ونامعتبر ٹھہرین تو آپہی
ہزارون اجماعونکا ثبوت مشکل بلکہ ناممکن ہوجائیگا کہ آخر قرآن وحدیث نے فرمایا نہین کہ بعد
عصر نبوت فلان فلان مسئلہ پر اجماع ہوگا ہم نے اہل اجماع کو دیکھا تک نہین نہ وہ سب
ملکر اپنے اجماع کی دستاویزین رجسٹری کراگئے اب نرہین مگر نقول ائمہ وہ ان تازہ لیڈرون
کو مقبول نہین پھر ثبوت اجماع کی صورت ہی کیا رہی (۶) جب وہ نقل اجماع مین متہم تو نقل
اقوال خاصہ مین کیون معتمد ہوگئے فقہ بھی گئی یہ وہابیہ وغیر مقلدین کی تعظیم وتکریم اور
جلسون مین اونکی صدارت وتقدیم کی شامت ہی کہ وہی غیر مقلد کا مسئلہ آگیا ؏
قیاس خاسد واجماع بے اثر آمد ؎ (۷) امام اجل قاضی عیاض نے ابتداءً دعوی اجماع
نکیا بلکہ یہ فرمایا کہ علمائے کرام نے اوسی مسائل اجماع مین گنا تو ان سے ابتدا ابتانا تکذیب وگستاخی
کی انتہا دکھانا ہی (۸) صدر اسلام مین ڈیڑھ سو برس تک تصانیف نہوئین پھر اگلی
صدیون کی ہزارون کتابین مفقود ہوگئین اب صدہا مسائل اجماعیہ مین سب سے پہلے جس
امام کے کلام مین نقل اجماع نظر آئے اوسیکے سر رکھدیا جائے کہ ابتدا ان سے معلوم
ہوتی ہی کتنا آسان طریقہ رد اجماع کا ہی (۹) ائمہ کرام اوسپر صحابہ وتابعین وسلف صالح
رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے ابتک تمام اہلسنت کا اجماع بتاتے اور اسی بناپر کتب عقائد

Marfat.com

مین اوس سے مسئلہ قطعیہ یقینیہ فرماتے ہین اوسکے مقابل اگر کسی صحابی سے کوئی اثر ملے تو
اگر وہ انعقاد اجماع سے پہلے کی گفتگو ہی اوس سے نقض اجماع جنون خالص ہی یونہین
اگر تاریخ معلوم نہو اور اگر بعد کی ہی اور سند صحیح نہین تو آپہی مردود اور صحیح وقابل تاویل ہی
تو واجب التاویل ورنہ شاذ روایت اجماع کے مقابل قطعاً مضمحل نہ کہ اولٹا اوس سے
اجماع باطل (۱۰) قریش مین حصر خلافت کی احادیث بیشک متواتر ہین بہت متکلمین کی نظر
احادیث پر زیادہ وسیع نتھی کہ من دوسرا ہی انھون نے خبر آحاد سمجھا تو ساتھ ہی قبول
صحابہ سے قطعی یقینی بتا دیا مگر مسامرہ سے گزرا کہ حافظ الحدیث امام عسقلانی نے ایک حدیث
الائمۃ من قریش کو چالیس کے قریب صحابہ کرام سے مروی دکھا دیا اور اسمین مستقل رسالہ
تصنیف فرمایا جسکا نام امام سخاوی نے مقاصد حسنہ مین لذۃ العیش فی طرق حدیث
الائمۃ من قریش بتایا یہ عدد صحابہ کرام مین یقیناً تواتر کا ہی یہ ایک حدیث کا حال تھا
اسی مدعا پر اور احادیث علاوہ (۱۱) اس سے قطع نظر کیجیے تو اسقدر تو آجکل کی
قاصر نگاہون سے بھی نظر آرہا ہی کہ وہ بلاشبہہ مشہور اور بالفاظ عدیدہ وطرق کثیرہ
بہت صحابۂ کرام سے ماثور اور برابر صدر اول سے امت مرحومہ مین احتجاج وعمل
کے لیے مقبول ومنظور۔ پھر اوسکے خاص الفاظ کے آحاد سے ہونیکا ذکر جس کا
جواب علمائے عقائد مواقف وشرح مقاصد وشرح مواقف وغیرہا مین دے چکے کیا
انصاف ہی (۱۲) ائمہ نے الائمۃ من قریش سے استدلال فرمایا اور جمع محلی باللام کے
افادۂ استغراق سے اتمام تقریب فرمادیا اوسے الخلافۃ فی قریش سے بدلنا اور
القضاء فی الانصار سے نقض کرنا کیا مقتضائے دیانت ہے (۱۳) حدیث صحیح
لایزال ھذا الامر فی قریش ما بقی من الناس اثنان سے استدلال ائمہ کا کیا رد ہوا کیا
کسی حدیث مین یہ بھی آیا ہی کہ لایزال ھذا القضاء فی الانصار وھذا الاذان
فی الحبشۃ ما بقی من الناس اثنان ہمیشہ عہدۂ قضا انصار مین اور عہدۂ اذان حبشیون

مین رہی جبتک دنیا مین دو آدمی بھی رہین (۱۴) جب ائمہ فرما چکے کہ صحابہ کرام نے
حدیث سے حصر سمجھا اور اوسی پر عمل فرمایا تو صحابہ کے مقابل اپنی چہ میگوئیان نکالنا
کیا شان دین ہی (۱۵ و ۱۶) محققین اہلسنت عموماً اور امام ابو بکر باقلانی کی طرف
خصوصاً اس نسبت کی جرارت کہ قرشیت کی شرط سے بالکل عدول کرتے ہین کسقدر
دروغ بیمزہ ہی اکابر ائمہ و اعاظم علما اجماع صحابہ اجماع تابعین اجماع امت نقل فرما رہے
ہین باقلان خلاف صرف خارجیون معتزلیون کا خلاف بتلاتے ہین مخالفت مین ضرار
و کعبی دو گمراہون کے قول نقل کرتے ہین معاذ اللہ اگر تمام محققین اہلسنت درکنار صرف
امام سنت باقلانی کا خلاف ہوتا تو خارجیون معتزلیون کو مخالف بتایا جاتا دو گمراہون کا
نام انکے نام نامی سے زیادہ پیارا اور قابل ذکر عظمت والا تھا کہ انھین چھوڑ کر اون دو کا
نام گنایا جاتا شرح عقائد نسفی کے الفاظ تو آب زر سے لکھنے کے ہین کہ لم یخالف فیہ
الا الخوارج وبعض المعتزلۃ اس مین کیسے خلاف نکیا سوا خارجیون اور بعض معتزلیون
کے۔ تمام نقول اجماع کا یہی مطلب ہے مگر اسمین محققین اہلسنت و امام باقلانی کی طرف اس
نسبت باطلہ کی روشن تر تفضیح ہے وللہ الحمد اجلہ اکابر ائمہ اہلسنت ائمہ کلام و اکابر
حدیث و اعاظم فقہ سب کے ارشادات پس پشت ڈالنا اور ایک متاخر مورخ ابن خلدون کے قول
بے سند پر (جسکے مذہب کی بھی کوئی ٹھیک نہین نہ تاریخ نویسی کے سوا کسی علم دینی مین
اوسکا نام زبانون پر آتا ہی) سر منڈا بیٹھنا کیا شرط دین پرستی ہی اجلہ ائمہ جہابذہ ناقدین
کو نہ معلوم ہوا کہ خود امام سنت باقلانی و محققین اہلسنت اس مسئلہ مین مخالف ہین برابر
اجماع نقل فرماتے رہے مسئلہ پر جزم و یقین فرمایا کیے اہل خلاف کو خارجی معتزلی بدعتی
کہتے رہے مگر آٹھوین صدی کے اخیر مین اس مورخ کو حقیقت حال معلوم ہوئی کہ
اسمین تو محققین اہل سنت و امام سنت مخالف ہین (۱۷) طرفہ یہ کہ ابن خلدون نے
اتنا لکھا تھا اشتبہ ذلک علی کثیر من المحققین بہت سے محققون کو اسمین شبہہ لگا

Marfat.com

ی مجلی تحریر نے شبہہ لگنا اوڑا دیا اور کثیر کا لفظ گھٹا دیا اسی یون بنا یا کہ محققین عدول کرتے
ن یعنی ان کا عدول از راہ اشتباہ نہین بلکہ از راہ تحقیق ہے ... وہ جو اس شرط پر قائم رہے ہے
ی تمام اہلسنت وہ بہ تحقیق سے عادی ہین (۱۸) ان دونون سے بڑھکر چالاکی یہ کہ فرنگی
ی تحریر نے محققین کے ساتھ لفظ اہلسنت بڑھا لیا یہ لفظ ابن خلدون کی عبارت مین
ن وہ خدا جانے کنکو محققین کہ رہا ہے ائمہ فرما چکے کہ اسمین مخالف خارجی ہین یا معتزلی
شیعین مین سے کسی فریق کو محققین کہا اور ظاہرا معتزلہ کو کہا کہ در بارۂ خلافت جو مضمون اوسنے
لکھا وہ ضرار بن عمرو معتزلی ہی کی سخافت کا شوشہ. نہین نہین بلکہ اوس سے بھی کہین زائد ہے
اشتکی الی اللہ تعالی (۱۹) ابن خلدون کی حالت عجیب ہے اوسکے کلام سے کہین
اعتزال کی بو آتی ہے کہین نیچریانہ اسباب پرستی کی جھلک پائی جاتی ہے اولیائے کرام کا صاف
ن ہے اونکو رافضیون کا مقلد بتاتا ہے کہتا ہے اونکے دلون مین رافضیونکے اقوال رچ
گئے اور اونکے مذاہب کو اپنا دین بنانے مین توغل کیا یہانتک کہ طریقت کا سلسلہ
ی تک پہنچایا اور کہا اونھون نے حسن بصری کو خرقہ پہنایا اور اون سے انکے پیر جنید
ک پہنچا اس تخصیص علی اور انکی اور باتون سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ رافضیون مین داخل ہین ولہذا
رافضیون کی طرح ایک امام مہدی کے انتظار مین ہین جنکے آنیکی کچھ صحت نہین اسیطرح
اقطاب و ابدال کا یک لخت منکر ہے اسمین بھی اولیا کے مقلد روافض ہونیکا مشعر ہے کہ جسطرح
رافضیون نے ہر زمانے مین ایک امام باطن اور اوسکے نیچے نقبا مانے ہین یونہین اون سے
سیکھکر صوفیہ نے ہر دورے مین ایک قطب اور اوسکے ماتحت ابدال گڑھے ہین. حالانکہ
احادیث مرفوعہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے علاوہ جنکے بیان مین امام جلال الدین
سیوطی کا ایک رسالہ ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ و دیگر اجلۂ اقطاب کرام
قدست اسرارہم سب کے اقطاب و ابدال کی حقیقت متواتر بیہلو ہین کونسا صاحب سلسلہ ہے
جسکا سلسلہ امیر المؤمنین علی تک نہین پہنچتا تو وہ ان تمام حضرات اکابر کرام کو معاذ اللہ

کے واسطے دیکھیون جامع
اپنے ... مسلم مولوی
... رحیمی صاحب کا
فتاوی جلد اول
طبع اول سنہ ... اور
... جسے ...
فتاوی نیاسرہ ...
ملاحظہ کیجیے
علامہ عبد الحسن
حضرمی معتزلی
معروف بہ ابن خلدون ۱۳
عبد الرضا حشمت علی
رضوی غفرلہ

دین مین مخترع اور رافضیون کا متبع بلکہ سلکِ روافض مین منسلک ٹھیراتا ہی فتوحات
اسلام کا نزاد عربی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حبشی ہونا بتاتا ہی اور یہ کہ امیر المومنین
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد پر بھیجتے وقت انھین وحشیت پر اور ابھار دیا
کیونکہ وحشی ہی قوم کا ملک وسیع ہوتا ہی۔ نیز کہتا ہی صحابہ وحشی ہونیکے سبب لکھنا ٹھیک
نجانتے تھے اسلیے قرآن جابجا غلط لکھا ہی اور اولیا کو جادوگردن کے حکم مین رکھنی
کے لیے کہا جو کسیکو اپنی کرامت سے قتل کر دے وہ صاحب کرامت قتل کیا جائیگا
جیسے ساحر کو اپنے سحر سے قتل کرے۔ اجلۂ اکابر محبوبان خدا کو نام بنام حتی کہ شیخ الاسلام
ہروی کو لکھتا ہی کہ یہ حلولی تھے اور یہ کفر انھون نے روافض اسمٰعیلیہ سے سیکھا الی غیر ذلک
من هفواته الشنیعة اور پھر تستر کے لیے یا خود اپنے حال سے ناواقفی کے باعث جابجا
سنیت واعتقاد اولیا کا اظہار بھی کرتا ہی جسنے محققین وشیخ الاسلام امام ہروی کیطرف کفر
مین تقلید روافض نسبت کر دی وہ اگر محققین وامام باقلانی کیطرف بدعت مین تقلید خارج
نسبت کر دے کیا بعید ہی۔ ہان عجب اون مدعیان سنیت سے کہ تمام اکابر ائمہ وعلمای
اہلسنت کے ارشادات عالیہ پر پانی پھیرنے کے لیے ایک ایسے مورخ کا دامن تھامین
کیا آیۂ کریمہ بئس للظالمین بدلا یہان وارد نہ ہو گی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم
غالباً اس نسبت مخترعہ سے بھی اوسے صوفیۂ کرام پر چوٹ کرنی منظور ہی وہ بھی شرط قرشیت
کو اجماعی مانتے ہین خود اسی شخص نے اسی مقدمۂ تاریخ فصل فاطمی مین اون اکابر کرام سے
نقل کیا قالوا لما کان امر الخلافة لقریش حکما شرعیا بالاجماع الذی لا یوهنه
انکار من لم یزاول علمه الخ یعنی صوفیۂ کرام نے فرمایا خلافت خاص قریش کے لیے
ہونا حکم شرعی ہے ایسے اجماع سے ثابت جو ناواقف ناشناس کے انکار سے سست نہین
ہو سکتا لہذا محققین وامام بعنت کا خلاف بتایا کہ اونکی تکذیب ہو (۲۰) نہین نہین بلکہ اسکا
راز اور ہے خود اسی بحث سے روشن کہ وہ آپ مبتدع اور خوارج کا متبع اور اجماع

Marfat.com

صحابہ کرام کا خارق اور ضراریہ و معتزلہ کا موافق ہوا اوسنے اولا شرائط خلافت مین کہا
اما النسب القرشی فلاجماع الصحابة علی ذلک قرشیت کی شرط اس لیے ہی کہ صحابہ
کرام نے اسپر اجماع فرمایا پھر اس اجماع کی منشأ مستند حدیثین ذکر کین کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالے علیہ وسلم نے فرمایا الائمة من قریش خلفا قریشی ہون اور فرمایا لا یزال ھذا
الامر فی ھذا الحی من قریش خلافت ہمیشہ قریش مین رہیگی اور کہا اسپر دلائل بکثرت ہین پھر
آہستہ آہستہ رد احادیث و اجماع کیطرف سرکا کہ لما ضعف امر قریش وتلاشت
عصبیتهم فاشتبه ذلک علی کثیر من المحققین حتی ذھبوا الی نفی اشتراط القر
جب قریش مین ضعف آیا اور اونکی حمیت جاتی رہی تو بہت محققون کو یہان شبہہ لگا
یہانتک کہ نفی شرط قرشیت کیطرف گئے ۔ یہان دونون پہلو دیکھیے اشتباہ کہا جس سے
مفہوم ہو کہ اون کو غلطی پر جانتا ہی اور اونہین محققین کہا جس سے مترشح ہو کہ اونکے زعم کو
تحقیق مانتا ہی پھر اونکے دو شبہے ذکر کیے ایک اوسی حدیث دربارۂ غلام حبشی سے جسکے جواب
کلام ائمہ سے گزرے اور اوسپر زیادہ کلام انشاء اللہ تعالیٰ آگے آتا ہی اوسنے جواب خطائی اختیار
کیا کہ یہ مبالغۃً بطور فرض ہی دوسرا شبہہ اس روایت سے کہ امیر المؤمنین فاروق سے مروی ہے
لو کان سالم مولی ابی حذیفة حیا لولیته اگر ابو حذیفہ کے غلام آزاد شدہ سالم زندہ
ہوتے تو مین ضرور اونکو والی بناتا یا فرمایا لما دخلتنی فیه الظنة اور نہ مجھے کوئی بدگمانی
نہ ہوتی ۔ اسکا کھلا ہوا روشن جواب تھا کہ امیر المؤمنین نے فرمایا ہے لولیته مین اونہین والی
کرتا نہ کہ استخلفته مین اونہین خلیفہ کرتا والی ایک صوبہ کا بھی ہوتا ہی ایک شہر کا بھی ہوتا ہی
جسے خلیفہ مقرر فرمائے تو اسے یہان سے کیا علاقہ اس روشن جواب کو چھوڑ کر اول تو یہ جواب دیا
کہ مذھب الصحابی لیس بحجة یعنی یہ اگر ہے تو عمر کا قول ہی اور عمر کا قول کچھ حجت نہین
شان فاروقی مین یہ کلمہ جیسا ہی اہل ادب پر ظاہر ہے جنکی نسبت خاص حکم احکم حضور پرنور
سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر اون دو کی

Marfat.com

پیروی کرو جو میرے بعد ہونگے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ یہانتک تو یہی تھا۔ آگے دوسرے جواب کے تیور دیکھیے۔ کہتا ہے وایضا مولی القوم منہم و عصبیۃ الولاء حاصلۃ لسالم فی قریش وھی الفائدۃ فی اشتراط النسب و صراحۃ النسب غیر محتاج الیہ اذ الفائدۃ فی النسب انما ھی العصبیۃ وھی حاصلۃ من الولاء یعنی دوسرا جواب یہ کہ کسی قوم کا آزاد شدہ غلام انھیں مین سے ہے اور اس رشتۂ ولا کے باعث قریش سالم کی حمیت کرتے اور یہی قومی حمیت شرط نسب کا فائدہ ہے صاف نسب کی حاجت نہین کہ وہ تو اسی مرست کی غرض سے ہے اور حمیت اپنے آزاد کیے ہوئے غلام کی بھی کرتے ہین للہ انصاف۔ دکھاتا تو یہ ہے کہ جو شرط قرشیت نہین مانتے اونکے شبہہ کا جواب دے رہا ہے اور جواب یہ دیا جسے شرط قرشیت کو اوکھیڑ پھینکا کہ نسب کی کوئی حاجت نہین قومی حمیت سے کام ہے جسطرح بھی ہو۔ پھر بھی قرشیت کا کچھ ڈورا لگا رکھا کہ قریشی نہ ہو تو اوسکا آزاد کردہ غلام تو ہو اگرچہ یہان اسمین بھی کلام ہے سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آزاد نہ فرمایا نہ وہ انکے غلام تھے بلکہ انکی بی بی ثبیتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام تھے انھین نے آزاد کیا اور وہ انصار یہ ہین نہ کہ قرشیہ۔ ہان براہ موالات دوستی مولی ابی حذیفہ کہلاتے ہین۔ ابو حذیفہ نے انکو متبنے کیا تھا اور اپنی بھتیجی فاطمہ سے انکی شادی کر دی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ فتح الباری مین ہے کان مولی لامرأۃ من الانصار فتبناہ ابو حذیفۃ لما تزوجھا فنسب الیہ یعنی سالم ایک انصاریہ بی بی کے غلام آزاد شدہ تھے جب ابو حذیفہ نے اون بی بی سے نکاح کیا انکو متبنے بنایا جب سے ابو حذیفہ کی طرف منسوب ہونے لگے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ولہذا ارشاد الساری مین مولی ابی حذیفہ کی یون شرح کی (مولی) امرأۃ (ابی حذیفۃ) تھا ابو حذیفہ کے مولے یعنی اونکے زوجہ کے مولی۔ غرض یہانتک بھی دونون پہلے بچائے مگر تقی کا غالب کر دیا کہ یہ حقیقت ہے اور یہان قرشیت کا لگاؤ رہنا مجاز۔ اسکا اندیشہ لم تھا کہ لوگ خارزد وتری بھی سمجھینگے کہ صحابہ کا اجماع چھوڑ کر اون گمراہون کی تقلید کی اسکے علاج

کو یہ مخالفت امام سنت کے سر رکھدی اور کہا ومن القائلین بنفی اشتراط القرشیۃ القاضی
ابو بکر الباقلانی لما ادرک عصبیۃ قریش من التلاشی فاسقط شرط القرشیۃ وان کان
موافقا لرأی الخوارج وبقی الجمہور علی القول باشتراطہا ولو کان عاجزا عن القیام بامور
المسلمین ورد علیہم سقوط شرط الکفایۃ لانہ اذا ذہبت الشوکۃ بذہاب
العصبیۃ فقد ذہبت الکفایۃ واذا وقع الاخلال بشرط الکفایۃ تطرق ذلک ایضا
الی العلم والدین وسقط اعتبار شروط ہذا المنصب وہو خلاف الاجماع یعنی امام
قاضی ابو بکر باقلانی نے قرشیت شرط نمانی کہ قریش کی حمیت فنا ہو گئی ولہذا اسکی شرط انہون
نے ساقط کردی اگرچہ یہ خارجیون کے مذہب کے موافق ہی اور جمہور اب بھی شرط قرشیت
مانتے رہے اگرچہ خلیفہ مسلمانونکا کام بنانے سے عاجز ہو اور اسپر اعتراض ہے کہ لیاقت
کار کی شرط جاتی رہی کہ جب حمیت جاتے سے شوکت گئی کام کیا بنا سکیگا اور جب شرط کفایت
چھوٹی یہی راہ شرط علم و شرط دین کی طرف چلیگی اور خلافت کی شرطین ساقط الاعتبار ہوجائینگی اور
یہ خلاف اجماع ہی۔ اس کلام کے پیچ دیکھیے کیا کیا کروٹین بدلی ہین اول تو امام سنت پر وہ
تہمت رکھی کہ قریش کی بے حمیتی دیکھکر شرط قرشیت ساقط کر بیٹھے یہ اپنا بچاؤ اور جانب نفی
کی تائید تھی کہ ایک مجھی کو شرط قرشیت مین کلام نہین اہلسنت کے اتنے بڑے امام اوسے استعفا
دیچکے ہین پھر ساتھ ہی کہدیا کہ اسمین وہ خارجیونکے مذہب پر چلے یہ جانب اثبات کی رعایت
سے کہی پھر اسی پہلو کا لحاظ بڑھایا کہ جمہور اسی پر رہے پھر پہلے سے نفی کو کروٹ لی کہ اونپر
بے اعتباری شرائط کا الزام قائم ہوتا ہی یہ جھوٹا الزام صراحۃً خود اسپر حق تھا کہ قرشیت شرط
تھی اور اسنے ساقط کی تو یوہین علم و دین و کفایت بھی ساقط ہوسکینگی کہ یہ راہ ہر شرط کیطرف
چلیگی اور جاہل بیدین عاجز چمار کو خلیفہ کر دینا جائز ہوجائیگا اور یہ خلاف اجماع ہی اوسکی یہ بندش
کی کہ جمہور اہلسنت کے سر پر افترا جڑ دیا کہ وہ صرف قرشیت چاہتے ہین اگرچہ کام سے بالکل عاجز
ہو حالانکہ کتب عقائد و فقہ و حدیث شاہد ہین کہ قرشیت و قدرت دونون شرط ہین اور ان کے ساتھ

Marfat.com

اسلام وحریت وذکورت وعقل وبلوغ بھی نہ ہو کہ صرف قریشی ہونا بس ہے۔ یہ پچھلیان کھیلی کراخیر
مین ونکی صاف کھولدی اذا بحثنا عن حکمۃ اشتراط القرشی ومقصد الشارع منہ لم
یقتصر فی التبرک بوصلۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کما ھو مشہور والمصلحۃ لم
نجدھا الا اعتبار العصبیۃ وذلک ان قریشا کان لھم العزۃ بالکثرۃ والعصبیۃ
والشرف فاشترط نسبھم لیکون اقوی فی انتظام الملۃ کما وقع فی ایام الفتوحات
واستمر فی الدولتین الی ان تلاشت عصبیۃ العرب فاذا ثبت ان اشتراط القرشیۃ
انما ھو للعصبیۃ والغلب والشارع لا یخص الاحکام بجیل فطردنا العلۃ وھی
العصبیۃ فاشترطنا فی القائم بامور المسلمین ان یکون من قوم اولی عصبیۃ قویۃ غالبۃ
ثم ان الوجود شاھد بذلک فانہ لا یقوم بامر امۃ او جیل الا من غلب علیھم وقل
ان یکون الامر الشرعی مخالفا للامر الوجودی یعنی ہم جو نظر کرین کہ شرط قرشیت کی
حکمت اور اوس سے شارع کا مقصود کیا ہے تو وہ علاقہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے تبرک
پر موقوف نہین جیسا کہ لوگون مین مشہور ہو رہا ہے کہ قرب نبوی کے سبب قریش کو یہ فضل ملا ہے
اوسمین آن اور قومی حمیت کے اعتبار کے سوا کوئی مصلحت نہین یہ اس لیے کہ قریش اپنی
کثرت اور آن اور شرافت کے سبب غالب تھے لہذا اونکا نسب شرط کیا گیا کہ دین کا انتظام
خوب ہو جیسا کہ زمانۂ فتوحات مین ہوا اور اوسکے بعد بنی امیہ و بنی عباس کی دولتون مین ہا
یہانتک کہ عرب نرے بے حمیت ہو گئے اور جبکہ ثابت ہو لیا کہ قرشیت کی شرط فقط
اونکی حمیت و غلبہ کے سبب تھی اور شریعت احکام کو کسی قبیلے کے ساتھ خاص نہین کرتی تو ہمنے
علت حمیت کو عام کر دیا کہ خلیفہ مین ضرور ہے کہ کسی قوی و غالب حمیت والی قوم مین کا ہو پھر
واقعات بھی اسی پر گواہ ہین کہ قبیلے یا گروہ کا سردار وہی ہوتا ہے جو اونپر غالب ہو اور کم
ہوگا کہ شریعت نیچر کے خلاف حکم دے۔ ظاہر کر دیا کہ قرشیت شرط نہین عصبیت شرط ہے
قرشیت اس لیے شرط تھی کہ اون مین قومی حمیت جاہلیت تھی جب قریش بلکہ تمام اہل عرب

بے حمیت ہوگئے تو اب اون کی خلافت کیسی بلکہ جسکی لاٹھی اوسکی بھینس۔ بالجملہ ذ فقط شرط قرشیت کی نفی کی بلکہ نفی قرشیت بلکہ نفی عربیت شرط کردی کہ اصل شرط خلافت قومی حمیت ٹھہرائی اور صاف کہدیا کہ نہ صرف قریش بلکہ تمام عرب بے حمیت ہوگئے تو خلافت کیلیے شرط ہوا کہ خلیفہ نہ قریشی ہو نہ عربی بلکہ یہ شرط ہے کہ کسی خونخوار قوم کا ہو۔ تو یہ تو ضرار معتزلی سے بھی بہت اونچا اوڑا اوسنے تو یہی کہا تھا کہ غیر قریشی اولی ہے اسنے یہ جمائی کہ قرشی بلکہ کسی عربی کی خلافت جائز ہی نہیں اور خود کہہ چکا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث مین فرمایا کہ ہمیشہ خلافت قریش ہی کے لیے ہوگی جبتک دنیا مین دو آدمی بھی رہین یہ ہے اسکا حد یث پر ایمان اور وہ ہے اسکا اجماع صحابۂ کرام پر ایقان۔ اور سرے سے یہ اشد سا اشد ظلم قابل تماشا کہ وہ عصبیت جس سے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بشدت منع فرمایا جسے د قریش بلکہ تمام عرب کے دلسے دھو دیا اوسیکو اصل مقصود شارع اور خاص شرط خلافت ٹھہراتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہین من قاتل تحت رایة عمیة یغضب لعصبیة او یدعو لعصبیة او ینصر عصبیة فقتل فقتلة جاھلیة وفی اخری فلیس من امتی جو کسی اندھے جھنڈے کے نیچے لڑے کہ عصبیت (یعنی قومی حمیت شیوۂ جاہلیت) کیلیے غضب کرے یا عصبیت کیطرف بلائے یا عصبیت کی مدد کرے اور مارا جائے تو ایسا ہی جیسے کوئی جاہلیت وزمانۂ کفر وغفلت مین قتل کیاجائے وہ میری امت سے نہین رواہ مسلم عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز فرماتے ہین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس منا من دعا الی عصبیة ولیس منا من قاتل علی عصبیة ولیس منا من مات علی عصبیة ہمارے گروہ سے نہین جو عصبیت (قومی حمیت) کیطرف بلائے ہم مین سے نہین جو عصبیت پر لڑے ہم سے نہین جو عصبیت پر مرے رواہ ابوداود عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو شارع صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبغوض کو شارع کا مقصود بنانا کیسا شارع علیہ الصلاۃ والسلام پر افترا سے بیباک وا جترا ہے ناپاک ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ عجب ایک مدعی سنیت سے کہ صحابہ دائمہ

دنحو ا. شاد حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سب کو پیٹھ دیکر ایک گمراہ مخالف حدیث خارق
اجماع و محدث نئی الدین کا دامن تھامے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (۲۱) تحریر فرنگی
محلی نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ وہ صراحۃً اجماع صحابہ لکھکر پھر امام باقلانی کو اوسکا مخالف اور خارجی
مذہب کا موافق لکھتا ہے اوس پہ لے کہا تو کہا ایک مدعی سنیت کو تو امام سنت پر ایسے شنیع الزام
رکھتے شرم چاہیے تھی (۲۲) عبارت نمبر ۳۶ آپنے سنی معلوم ہے یہ امام ابو بکر ابن الطیب
کون ہیں وہی امام اہل امام سنت قاضی ابو بکر باقلانی ہیں شرح الشفا للعلی القاری میں ہے (وھو
مذھب القاضی ابو بکر) احمد ابن الطیب الباقلانی نسیم الریاض میں ہے (وھو قول
القاضی ابی بکر) ابن الطیب الباقلانی وفیات الاعیان میں ہے القاضی ابو بکر محمد
بن الطیب المعروف بالباقلانی المتکلم المشھور توفی سنۃ ثلث واربعمائۃ
ببغداد دیکھا کہ ان امام نے کیا ارشاد فرمایا۔ پھر سن لو۔ اور کان کھولکر سنو امام ابن المنیر
مالکی پھر فتح الباری میں امام ابن حجر عسقلانی شافعی کا یہی کلام علامہ سید مرتضی زبیدی حنفی نے
اتحاف السادۃ المتقین جلد دوم صفحہ ۲۳۲ میں یوں نقل فرمایا قال الحافظ ابن حجر فی فتح
الباری قال ابن المنیر قال القاضی ابوبکر الباقلانی لم یعرج المسلمون علی ھذا القول
بعد ثبوت الحدیث الائمۃ من قریش وعمل المسلمون بہ قرنا بعد قرن وانعقد الاجماع
علی اعتبارہ ذلک قبل ان یقع الاختلاف یعنی امام ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں
فرمایا کہ امام ابن المنیر نے فرمایا کہ امام قاضی ابو بکر باقلانی نے فرمایا کہ معتزلی کے اس قول کی
طرف مسلمانوں نے التفات نکیا بعد اسکے کہ حدیث کا ارشاد ثابت ہولیا کہ خلفا قریش
ہی سے ہوں اور اسی پر مسلمانوں کا ہر طبقہ میں عمل رہا اور ان اختلاف کرنیوالوں کے
وجود سے پہلے اسپر اجماع ہولیا۔ الحمد للہ یہ ارشاد ہے امام ابو بکر باقلانی کا جسنے اوس
مؤرخ کا سفید جھوٹ اور سیاہ افترا ثابت کیا اور صحابہ و ائمۂ اہلسنت کو چھوڑکر اوسکا دامن
تھامنے والوں کا مونھ کالا کیا وللہ الحمد (۲۳) ایجمہ بعد یہاں سے فرنگی محلی تحریر کی اہم

قاضی عیاض نے بعد طعنہ زنی بھی باطل ہوگئی کہ ذکر اجماع کی ابتدا انسے ہوئی امام قاضی عیاض چھٹی صدی مین تھے اور امام
اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی چوتھی صدی مین ہین۔ وہ اجماع نقل فرماتے ہین وللہ الحمد (۲۴) اسکے بعد تحریر فرنگی محلی مین ہے
حنفیہ کی کتب مین ایسی فضول بات نہین جیسی شافعیہ کی کتب مین ہے کہ الائمۃ من قریش سے ہر قسم کا امام مراد ہے کہ امام
شافعی کے امام فی المذہب ہونیکی تائید ہو کیونکہ وہ قریشی تھے۔ یہ شافعیہ نے کہین نہ کہا کہ ہر قسم کا امام مراد
ہے نہ کوئی ادنی طالب علم کہہ سکتا ہے کہ نماز کی امامت بھی قریشی ہی کا حق علما دوسرا امام نہین
ہو سکتا ہو اس سے امام شافعی رضی اللہ تعالے عنہ کیلیے ایک فضیلت ثابت کرتے ہین کہ دوسرا
عالم غیر قریشی جب دین و علم مین امام شافعی کے برابر ہو تو اوسپر بوجہ قرشیت انکو ترجیح ہے
دیکھو فتح الباری کہ الاستدلال علی تقدیم الشافعی علی من ساواہ فی العلم والدین من غیر
قریش لان الشافعی قرشی (۲۵) بالفرض ایسا ہوتا تو اوس فضول بات کا یہان ذکر اوس
سے بدتر فضول جس سے مطلب ہو تو صرف اتنا کہ جاہل عوام سمجھین کہ اصل مسئلہ خلافت
قریش ہی بعض شافعیہ کی فضولی ہے کتب حنفیہ اوس سے پاک ہین (۲۶) پھر کہا پھر کچھ
محققین شافعیہ اسکو شرط اختیاری کہنے پر مجبور ہوئے یہ پھر بھی اوسی قصہ تلبیس کی تائید
ہے کہ نفس خلافت قریش کو شافعیہ کی فضولی کہا کہ اوسکو اختیاری کہا ہے پھر اسمین شافعیہ
کی تخصیص ایک تلبیس اور بعض بھی محققین کی قید دوسرا کید اور لفظ اختیاری سے جاہل کو دھوکا
دینا عظیم ہے۔ اختیاری کے معنے یہ سمجھینگے کہ اپنی خوشی پر ہے چاہے خلیفہ مین قرشیت کا
اعتبار کرین یا نہین یہ شافعیہ خواہ اونکے محققین جسپر کہو صریح افترا کاذب ہے اور خود عقل و
فہم سے بیگانہ و مجانب شرط وہ جسکے فوت سے مشروط فوت ہو اور اختیاری وہ جسپر کچھ
توقف نہ ہو۔ اصل بات جسکی صورت بگاڑ کر یون دھوکا دینا چاہا ہے کہ ملک پر تسلط دو طرح
ہوتا ہے ایک یہ کہ اہل حل و عقد کسی جامع شرائط کو امام پسند کرکے اوسکے ہاتھ پر بیعت
کرین جیسے صدیق رضی اللہ تعالی عنہ۔ تسلط بلا منازعت ہو جانا اوسکی شرط نہین نہ منازع
سے قتال و جدال اوسکے منافی جیسے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالے عنہما دوم

Marfat.com

یہ کہ جسکی امامت اسطرح ہوچکی ہو وہ دوسرے کیلیے وصیت کرے جیسے فاروق اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے لیے۔ خلافت شرعیہ انھین دو وجہ پر ہوتی ہی اور ھر ایک پسند و اختیار سے ہی
پہلی مین اختیار وانتخاب اہل حل وعقد ہی اور دوسری مین اختیار وارتضاء خلیفۂ سابق۔ ان
دونون مین قرشیت وغیرہا شرائط یقیناً ہین نہ اہل حل وعقد کو جائز کہ کسی غیر قرشی کو خلیفہ کرین
نہ خلیفہ کو حلال کہ غیر قرشی کو ولیعہد کرے تو خلافت شرعیہ اختیاری ہے کہ اختیار و پسند سے
ناشی ہوتی ہی اور اوسمین قرشیت وغیرہا شرائط ضرور یہ لازم و ضروری ہین نہ کہ اختیار
اگر ترک کیجائینگی خلافت شرعیہ نہ ہوگی بلکہ قسم دوم تغلب کے حکم مین رہیگی وہ تسلط کی دوسری
صورت ہے کہ کوئی شخص اپنی شوکت وسطوت سے ملک دبا بیٹھے بادشاہ بنجائے اگرچہ
لوگ اوسکے قہر وغلبہ کے سبب اوسکے ہاتھ پر بیعت بھی کرین یہ صورت بے اختیاری ومجبوری
ہی اسمین مسلمان شرائط کا لحاظ کیا کر سکتے ہین کہ نہ اونکے اختیار سے ہے نہ اوسے معزول
کرنا اونکے قابو مین۔ یہان اقامت جمعہ واعیاد و تزویج صغار و ولایت مال و تولیت قضا
وغیر ذلک امور مفوضہ خلیفہ مین اوسکے ہاتھ کہ سب کام نافذ ہونگے امر جائز شرعی مین اوسکی اطاعت کرنی ہوگی اگرچہ
قرشی نہو بلکہ آزاد بھی نہو حبشی غلام ہو کہ اثارت فتنہ جائز نہین یہ نہ صرف شافعیہ بلکہ سب اہل مذاہب کی تصریح مین اور
اسے انتفائے شرط قرشیت سے علاقہ نہین جہر او وجوب اطاعت اور۔ اور اوسکا خلیفہ شرعی
ہوجانا اور۔ اطاعت ہوگی اور خلافت ہرگز نہ ہوگی۔ بلکہ متغلب ہوگا۔ انکے بعض عوام پارٹی
کے خود ساختہ امام نے یہی دھوکا دیا ہی عبارتین وہ نقل کرتا ہے جنمین متغلب کی اطاعت
کا ذکر ہے اور اونمین اپنی طرف سے پچر لگالیتا ہی کہ اوسیکو خلیفہ ماننا چاہیے یہ محض باطل ہی
اور اسمین بحث ہے نہ کہ اطاعت مین خود اونھین محققین شافعیہ نے تصریح کی ہے کہ وہ متغلب
ہوگا نہ کہ خلیفہ فتح الباری سے گزرا کہ قریش کے سوا جو کوئی ہوگا متغلب ہوگا۔ اوسمین ہے
ھذا کلہ انما ہو فیما یکون بطریق الاختیار واما لو تغلب عبد بطریق الشوکۃ فان طاعتہ
تجب اخمادا للفتنۃ مالم یأمر بمعصیتہ یعنی یہ سب اوس حالت مین ہے کہ کسیکو بطور

Marfat.com

اختیار امامت مچائے اور اگر کوئی غلام اپنی شوکت سے زبردستی ملک دبا بیٹھے تو فتنہ بجھانے کے لیے اطاعت اوسکی بھی واجب ہوگی جبتک گناہ کا حکم نہ دے۔ دیکھو امامت کو اختیاری کہا کر اختیار و پسند سے ہو نہ کہ شرط قرشیت کو اختیاری کر چاہے رکھو یا نہ رکھو غیر قرشی کو متغلب ہی کہا شرح مقاصد میں ہے و بالجملة مبنی ما ذکر فی باب الامامة علی الاختیار والاقتدار واما عند العجز والاضطرار واستیلاء الظلمة والاشرار فقد صارت الریاسة الدنیویة تغلبیة وبنیت علیها الاحکام الدینیة المنوطة بالامام ضرورة ولم یعبأ بعدم العلم والعدالة وسائر الشرائط والضرورات تبیح المحظورات والی اللہ المشتکی فی النائبات یعنی وہ جو باب امامت مین مذکور ہوا اوسکی بنا اختیار و قدرت پر ہے اور جب حالت مجبوری و ناچاری ہو ظالم شریر لوگ تسلط پائین تو اوسوقت یہ دنیوی ریاست تغلب پر رہجائیگی اور وہ دینی احکام کہ خلیفہ سے متعلق ہین مجبوری اس ہبی ریاست پہ پر بنا کیے جائینگے اور علم و عدالت وغیرہ شرائط نہ ہونیکا لحاظ نہ ہوگا۔ مجبوریان ناجائز کو روا کر لیتی ہین اور ان مصیبتون مین اللہ ہی سے فریاد ہے۔ آنکھ کھولکر دیکھو کہ وہ محققین کیا فرما رہے ہین اور کیونکر اوسے تغلب اور دنیوی ریاست بتا رہے ہین مگر دھوکا دینے والے فریب سے باز نہین آتے تنبیہ یہان کام جاہلوں سے پڑا ہے جنھین علم کا ادعا ہے۔ کوئی جاہل اس عبارت شامی سے دھوکا نہ کریصیر اماما بالمبایعة وباستخلاف امام قبله وبالتغلب والقهر آگے مسایرہ سے ہے لو تعذر وجود العلم والعدالة فیمن تصدی للامامة وکان فی صرفه عنها اثارة فتنة لا تطاق حکمنا بانعقاد امامته کی تاکہ تکون کمن یبنی قصرا و یهدم مصرا کہ دیکھو جو زبردستی بادشاہ بنجائے اور اوسکے جدا کرنے مین ناقابل برداشت فتنہ ہو۔ اوسے امام مانا۔ اوسکی امامت کو منعقد جانا۔ اور یہی خلافت شرعیہ ہے۔ حاشا یہ محض دھوکا ہے۔ صاف تو تصریح ہے کہ یہ تغلب ہے جو خلافت شرعیہ کی صریح ضد نیز بلافصل اس عبارت کے بعد ہے واذا تغلب آخر علی المتغلب وقعد مکانه انعزل

الاول وصار الثانی اماما اس متغلب پر دوسرا تغلب کر کے اسکی جگہ بیٹھ جائے تو پہلا معزول

اور اب یہ دوسرا متغلب امام ہو جائیگا یہین اسکے ایک سطر بعد ہے لکن الثالث فی الامام المتغلب

نیز باآنکہ خود سلطنت ترک مین تھے صاف لکھدیا کہ قد یکون بالتغلب وھو الواقع فی سلاطین

الزمان نصرھم الرحمن دیکھو باآنکہ سلاطین ترک کے ہاتھ پر بیعت کیجاتی تھی عدم بعض شرائط

مثل قرشیت وغیرہا کے باعث تصریح فرمادی کہ باوصف بیعت ہین متغلب ۔ رحمن عز وجل انھین

نصرت دے ۔ مین کہتا ہون آمین اللھم آمین ۔ بلکہ یہان لفظ امامت کا اطلاق عرف فقہا مین وسیع

تر ہے (دیکھو بدائع امام ملک العلماء ابو بکر مسعود کاشانی قدس سرہ بیان موادعت وصلح)

لاجرم یہان امامت محض بمعنی سلطنت ہے خواہ صحیحہ جائزہ عادلہ ہو یا ظالمہ غاصبہ باطلہ کہ بمعنی

خلافت شرعیہ اگرچہ اپنے محل مین وہ بھی مراد ہوتی ہے جیسے حدیث الائمۃ من قریش مین اس کی

نظیر لفظ امیر ہے کہ ہرگز خلیفہ کے ساتھ خاص نہین والی شہر و سردار حجاج کو بھی کہتے ہین مگر

الامراء من قریش مین قطعا خلفا ہی مراد تنبیہ امامت متغلب صحت خلافت بالائے طاق ۔

حکم اتباع بھی نہین لاتی جہانتک اشارت فتنہ یا ضرر رسانی نہ ہو جسکا بیان مقدمہ مین گزرا

حیث اور نیز جو مسلمان کہلا کر امر دینی مین مشرک کے پس رو بنتے اور اوسے اپنا رہنما بناتے ہین

وقد امروا ان یکفروا بہ ویرید الشیطان ان یضلھم ضلالا بعیدا ۔ کیا خوف نہین

کرتے کہ روز قیامت اونھین کے گروہ مین محشور ہون جنکو قرآن عظیم نے فرمایا فقاتلوا ائمۃ

الکفر کفر کے امامون سے لڑو اور فرمایا وجعلنھم ائمۃ یدعون الی النار ہم نے اونھین

ایسے امام کیا کہ دوزخ کی طرف بلاتے ہین قال اللہ تعالی یوم ندعوا کل اناس بامامھم

جس دن ہم ہر گروہ کو اوسکے امام کے ساتھ بلائینگے یعنی جسکو اونھون نے امر دین مین رہنما

بنایا اور اوسکے پس رو ہوئے اگرچہ مشرک ہو کہ آگے تفصیل مین دونون ہی قسمونکا بیان فرمایا کہ

فمن اوتی کتٰبہ بیمینہ جنکا نامہ اعمال دہنے ہاتھ مین دیا گیا اور من کان فی ھذہ اعمی ۔۔

جو یہان راہ حق سے اندھے تھے نسئل اللہ العفو والعافیۃ (۴۷) پھر فرنگی محلی مددگار نے

اور حنفیہ کی کتب سے تو استحبابی ہونا ارباب عقل پر پوشیدہ نہین یہ حنفیہ اور انکی کتب پر سخت شنیع افترای فظیع ہی اسقدر عبارات کہ یہان گزرین انھین مین عقائد امام مفتی الجن والانس نجم الملۃ والدین عمر نسفی اتحاف علامہ سید مرتضی زبیدی مسایرہ محقق علی الاطلاق کمال الملۃ والدین تعالیق علامہ قاسم بن قطلوبغا شرح مواقف علامہ سید شریف منح الروض علی قاری طریقہ محمدیہ امام برکوی حدیقہ ندیہ سیدی عارف باللہ عبد الغنی نابلسی مرقاۃ شرح مشکوۃ قاری عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری امام عینی شرح مشکوۃ سید جرجانی اشعۃ اللمعات شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی فتاوی سراجیہ علامہ سراج الدین اشباہ والنظائر محقق زین بن نجیم فتح اللہ المعین سید ازہری غمز العیون علامہ سید حموی درمختار مدقق علائی حصکفی حاشیہ علامہ سید احمد طحطاوی ردالمحتار علامہ سید ابن عابدین شامی تمہید امام ابو الشکور سالمی مجمع البحار علامہ طاہر فتنی شرح فقہ اکبر بحر العلوم وغیرہم حنفیہ کرام کی تمیش عبارتون سے زائد مذکور ہوئین اور خود حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاص نص شریف گزرا کیا اب بھی تحریر فرنگی محلی کے کذب واغوائ عوام پر کچھ پردہ رہا (۲۸) پھر کہا لفظ

ینبغی عقائد نسفی کی دونون احتمال رکھتی ہی عقائد شریفہ کی عبارت یہ ہی لابد ان یکون الامام ظاہرا لا مختفیا ولا منتظرا ویکون من قریش ولا یجوز من غیرھم قطع نظر اس سے کہ اگر لفظ ینبغی اصلا محتمل وجوب نہ ہوتا معنے استحباب مین منحصر ہوتا جب بھی یہان صحیح نتھا سائر ائمہ کی تصریحات قاہرہ اہلسنت کا عقیدہ اجماعیہ ظاہرہ قرینہ قاطعہ ہوتا کہ یکون یکون پر معطوف نہین بلکہ ینبغی پر یہان تو نفس عبارات مین اعلم صاف فرما رہی ہین لا یجوز من غیرھم غیر قریش سے خلیفہ ہونا جائز ہی نہین پھر دونون احتمال بتانا کسقدر بہ آفتاب کو جھٹلانا ہی افسوس کہ اتنے فاصلہ سے لفظ ینبغی دکھائی دیا اور بلا فصل ملا ہوا لا یجوز من غیرھم نظر نہ آیا (۲۹) ایسا ہی ظلم ایک اور تحریر فرنگی محلی نے عبارت شرح مواقف پر ڈھایا کہ اوسمین لکھدیا ہی للامۃ ان ینصبوا فاقدھا امت کو اختیار ہے کہ جسمین یہ شروط نہون

Marfat.com

لو سے خلیفہ کر دے انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ انھون نے ابتدا تین مختلف فیہ شرطین بیان کین اصول وفروع مین مجتہد ہونا اور جنگ مین ذی رای ہونا شجاع ہونا انکی نسبت فرمایا کہ جنمین یہ شرطین نہون امت اوسے بھی خلیفہ کر سکتی ہی اسکے بعد شرط قرشیت لکھی اور اوسے فرمایا یہ شرط یقینی قطعی ہی اور اہلسنت کا مذہب ہے اسمین مخالف خارجی معتزلی ہین ۔ اون اختلافی شرائط پر جو اوپر کہا تھا اوسے یہان لگا لینا کسدرجہ صریح تحریف کلام واغواے عوام ہی اسکی نظیر یہی ہی کہ عالم فرمائے نماز کی شرطین نجاست حقیقیہ سے جسم وثوب ومکان کی طہارت ہی یہ شرطین بعض وقت ساقط بھی ہوجاتی ہین اور اوسکی شرط قطعی یقینی نجاست حکمیہ سے طہارت ہی کہ وضو وغسل یا تیمم سے حاصل ہوتی ہی اسپر کوئی فرنگی محلی صاحب فتوی دین کہ بعض اوقات بے وضو اور بحال جنابت بھی نماز صحیح ہوجاتی ہی کہ عالم نے فرمایا ہی کہ یہ شرطین بعض وقت ساقط بھی ہوجاتی ہین عالم نے کن شرطون کو فرمایا تھا اور انھون نے کس مین لگا لیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

مسلمانو ! دیکھا دین وسنت ومذہب وملت پر کیا کیا ظلم ہوتے جاتے ہین اور پھر پروان شریعت کو آنکھین دکھاتے ہین مگر ہی یہ کہ مجبور ہین باطل کی تائید باطل ہی سے ہوتی ہے ورنہ وما یبدئ الباطل وما یعید ۰ محققین اہلسنت پر افترا امام سنت علیہ الرحمہ پر افترا شافعیہ پر افترا حنفیہ پر افترا واضحات سے عناد وتحریف سے استمداد ائمہ کی تکذیب اہلسنت کی تخریب اجماع صحابہ سے برکنار اجماع امت سے برسرپیکار اور پھر یہ سب کس لیے محض بلاوجہ محض بیکار جسکا بیان اوپر گزرا اور ابھی خود مخالف کے اقرار سے سینے گا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (۳۰) یہ سب کچھ کہکر خاتمہ اسپر کیا کہ باوجود بحث طلب جو نکلے مینے کبھی اشتراط قرشیت سے انکار نہین کیا سبحن اللہ دروغ گوئی ہمدوے من ۔ اوسپر اجماع ثابت نہین ۔ حدیث سے دلیل نہین محققین اہلسنت کو نامقبول امام سنت کو یکسر اوس سے عدول محققین شافعیہ کے نزدیک اختیاری ۔ کتب حنفیہ سے محض استحبابی ۔ اور کیا انکار

Marfat.com

شیت کے سر پر سینگ ہوتے ہین (۳۱) الحمد للہ کہ آپ کو شرط قرشیت سے انکار ر
ی تو ضرور آپکے نزدیک غیر قرشی خلیفہ نہین ہو سکتا اور بداہۃً معلوم کہ ہماری ترک
لی قرشی نہین تو آپکے نزدیک سلطان ترکی ایدہ اللہ تعالیٰ خلیفۃ المسلمین نہین خلافت
ٹی تو فنا کی گود مین لیٹی مگر سوال یہ ہی کہ آپکے نزدیک تو شرط خلافت پر نہ اجماع نہ نص
ہب حنفیہ نہ مقبول اہلسنت پھر زبردستی اوسے مانکر خلافت ترک فنا کرکے آپ
س کے خیر خواہ ہوئے یا آپکے بدخواہ۔ ان قومی لیڈرون کے حواس کدھر گئے ہین
تنے بڑے منکر خلافت کو حامی خلافت سمجھ رہی ہین ای حباب آپکے بڑے لیڈر مسٹر
اد تو دہلی مین ۱۶ جنوری سنہ ۲۰ء کو خلافت ڈپوٹیشن کے جلسہ خیر مقدم مین صاف کہہ
ے ہین کہ اگرچہ نماز کا پابند ہو روزے رکھتا ہو لیکن اگر خلافت سے منکر ہو تو دائرہ اسلام
ے خارج ہی یہ وہ مسئلہ ہے کہ اس سے الگ ہو کر مسلمان مسلمان نہین رہ سکتا دوسرے
ڈکوی خطبہ صدارت خلافت کانفرنس منعقدہ ستمبر سنہ ۲۰ء مین ہی اگر کوئی مسلمان مسئلہ
لافت کی امداد سے گریز اور اوس مین دلچسپی لینے سے احتراز کرے تو مجھے اوسے کافر کہنے
ن کسی قسم کا کوئی پس و پیش نہ ہو گا اب دیکھیے یہ آزادوالی تکفیر یہ بدایونی جنگی تقریر آپ کو
ی اسلام سے آزاد و کفر کا پابند کرتی ہی یا آپ آزاد لا کے مستثنیات عامہ مین مین وہ قانون
رت کالے لوگون کے لیے ہے (۳۲) پھر کہا بلکہ ہم نے تو کسی موقع پر بھی خصوصیت
ریت رسول کو ہاتھ سے نہین چھوڑا ہی۔ وجوباً یا اولویۃً اول مذہب روافض سے بھی بڑھکر
وہ بھی صرف ہاشمیت شرط کرتے ہین کہ خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت سے انکار
ین آپ نے جزئیت شرط کرکے مولیٰ علی کی خلافت بھی کر دی اور برتقدیر دوم اسے مبحث سے
یا علاقہ ہوا کیا قرشیت بھی صرف مرتبہ اولویت مین ہی تو یہ کعبی معتزلی کا مذہب ہوا اور اوسکا
جواب بھی آپ ہی کہا تھا کہ مینے کبھی اشتراط قرشیت سے انکار نکیا یا قرشیت واجب ہی
تو اپنی پارٹی سے اپنا حکم پوچھیے وہ دیکھیے مسٹر آزاد و بدایونی کفر کا فتوی لگا چکے بہرحال

Marfat.com

اس بلکہ نے کیا فائدہ دیا (۴۳) پھر کہا یہان خلافت فی القریش مین بحث نہین یہان خلیفہ مسلم
پر بغاوت کا مسئلہ ہی بے قرشیت خلیفہ کہا اور خلافۃ فی القریش کی بحث نہ آئی کچھ بھی سمجھ کر
فرمائی (۴۴) بغاوت خلافت اگر خاص اصطلاحی مین ہین تو اوسسے کام نہین اور اگر معانی شرعیہ
مراد ہین تو کیا آپ اس ارشاد ائمہ کا مطلب بتا سکینگے جو اونھون نے صدہا سال سے سلاطین
کی نسبت لکھا وہ جو فصول عمادی و در منتقی شرح الملتقی تہذیب قلانسی و جامع الفصولین و طحاوی
علی الدر المختار وغیرہا مین ہی ھذا کان فی زمانھم واما فی زماننا فالحکم للغلبۃ لان الکل
یطلبون الدنیا فلا یدری العادل من الباغی یعنی یہ امتیاز کہ فلان عادل ہی اور دوسرا باغی
زمانۂ سلف مین تھا ہمارے وقت مین غلبہ کا حکم ہی اس لیے کہ سب دنیا طلب ہین تو عادل و باغی
کا امتیاز نہین (۴۵) آغاز مین کہا اہلسنت مسلم متغلب یعنی فاقد الشروط کی اطاعت کو فرض
اور امامت کو درست مانتے ہین امامت سے اگر خلافت مراد جیسا کہ یہی ظاہر ہی تو قطعا مردود
جسکا روشن بیان گزرا اور اگر سلطنت مقصود تو حق ہی مگر گزارش یہ ہی کہ جب مسئلہ یون تھا
اور بیشک تھا کہ متغلب کی بھی سلطنت صحیح اور اطاعت واجب تو کیا ضرورت تھی کہ خواہی نخواہی
مسئلہ خلافت چھیڑا جائے اجماع صحابہ و امت اوکھیڑا جائے مذہب اہلسنت و جماعت اودھیڑا
جائے۔ سلطان اسلام بلکہ اعظم سلاطین موجودہ اسلام کی اعانت بقدر قدرت کیا واجب نہ تھی
ظاہرا اس شق مسکین ورد اجماع صحابہ و ائمہ دین و مخالفت مذہب اہلسنت و جماعت
و موافقت خوارج وغیرہم اہل ضلالت مین تین فائدے سوچے اولا در پردہ حمایت ترکون
سے مخالفت جسپر باعث وہابیہ و دیوبندیہ سے یارانہ و موافقت۔ وہابی و دیوبندی
ترکون کو ابوجہل کے برابر مشرک جانتے ہین جیسا کہ تمام اہلسنت کو یونہین مانتے ہین لہذا
دل مین اونکے پکے دشمن ہین اور دوست کا دشمن اپنا دشمن اسلیے اونکی حمایت اوس عنان
سے اوٹھائی جسمین مخالفت پیدا ہو ثانیا اپنے محسودین اہلسنت سے بخار نکالنا
معلوم تھا کہ کر تو کچھ نہین سکتے نہ خود نہ وہ۔ خالی چیخ پکار کا نام حمایت رکھنا ہی۔ اہل عقل

Marfat.com

ودین اول تو غوغا سے بے ثمر کو خود ہی عبث جانکر صرف توجہ الی اللہ پر قانع رہینگے اور اگر
شاید شرکت چاہین تو اونھین مذہب اہلسنت ہر شے سے زیادہ عزیز ہو مذہب ہی اونکے
نزدیک چیز ہو لہذا ایسے لفظ کی چلاہٹ ڈالو جو خلاف مذہب اہلسنت ہو وہ شریک ہوتے
ہون تو نہون۔ اور کہنے کو موقع ملجائے کہ دیکھیے انھین مسلمانون سے ہمدردی نہین یہ تو معاذ اللہ
نصاری سے ملے ہوے ہین تاکہ عوام اونسے بھڑکین اور دیوبندیت وہابیت کے بیچ جمین۔
ثالثاً ترکون کی حمایت تو محض دھوکے کی ٹٹی ہے اصل مقصود بغلامی ہنود سوراج کی چکھی ہی ہے
بڑے بڑے لیڈرون نے جس کی تصریح کردی ہے بھاری بھرکم خلافت کا نام لو عوام پھڑین
چندہ خوب ملے اور گنگا وجمنا کی مقدس زمینین آزاد کرانے کا کام چلے اک پس رو مشرکان ملکین
بزمزم نرسی بگنین رہ کر تو مہروی بہ گنگ و جمن ہست، نسأل اللہ العفو والعافیۃ۔ ترکی سلاطین
اسلام پر رہتین ہون وہ خود اہلسنت تھے اور ہین مخالفت مذہب اونھین کیونکر گوارا ہوتی
اونھون نے خود خلافت شرعیہ کا دعوی نفرمایا اپنے آپ کو سلطان ہی کہا سلطان ہی کہلوایا اس
لحاظ مذہب کی برکت نے اونھین وہ پیارا خطاب دلایا کہ امیر المؤمنین و خلیفۃ المسلمین سے
دلکشی مین کم نہ آیا یعنی خادم الحرمین الشریفین۔ کیا ان القاب سے کام نہ چلتا جبتک مذہب و
اجماع اہلسنت پاؤن کے نیچے نہ کچلتا نعوذ باللہ مما لا یرضاہ والصلاۃ والسلام علی
مصطفاہ وآلہ وصحبہ الاکارم الہداۃ

فصل سوم

رسالہ خلافت مین مسٹر ابو الکلام آزاد کی تلبیسات و ہذیانات کی خدمتگزاری

یہ ۳۵ ورق تاہر خطبۂ صدارت فرنگی محلی کی ۱۵ سطری تحریر پر قلم برداشتہ تھے اب بعونہ تعالے
چار حرف انکے بڑے آزاد لیڈر صاحب کی تحریر پر بھی گزارش ہون و باللہ التوفیق۔

اور سلسلۂ شمار وہی رہے کہ بعض ہمین بعض یہان کلام چند مبحث پر ہے

مبحث اول مسٹر کا قیاسی ڈھکوسلے سے دین کو رد کرنا

(۳) مسٹر آزاد نے بڑا زور اسپر دیا ہے کہ اسلام تو قومی امتیاز کے اوٹھانیکو آیا ہے پھر وہ خلافت کو قریش کیلیے کیسے خاص کرسکتا یہ اعتراض مسٹر آزاد کا طبعزاد نہین خارجی خبیثون سے سیکھا ہے کذلک قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم یونہین انکی اگلون نے نہین کی کہی تھی انکا اور دل ایک سے ہین۔ خارجیون نے بھی یہی اعتراض کیا تھا جسکا اہلسنت نے رد کیا مقاصد مین ہے لیشترط کونہ قرشیا وخالفت الخوارج لانہ لا عبرۃ بالنسب فی مصالح الملک والدین ورد بان لشرف الانساب اثرا فی جمیع الآراء وبذل الطاعۃ ولا اشرف من قریش سیما وقد ظہر منہم خیر الانبیاء امام کا قریشی ہونا شرط ہے اور خارجیون نے اسمین خلاف کیا اس دلیل سے کہ مصالح سلطنت ودین مین نسب کا کچھ اعتبار نہین۔ اہلسنت نے انکار وکیا کہ ضرور شرف نسب کو اسمین اثر ہے کہ رعایا کی رائین اوسپر اتفاق کرین اور دل خوشی سے اسکے مطیع ہوں۔ اور قریش کے برابر کوئی شریف نہین خصوصا اس حالت مین کہ افضل الانبیا صلے اللہ تعالے علیہ وعلیہم وسلم نے اونھین مین سے ظہور فرمایا شرح مقاصد مین ہے وھذا شاع فی الاعصار ان یکون الملک فی قبیلۃ مخصوصۃ حتی یری الانتقال عنہ من الخطوب العظیمۃ والاتفاقات العجیبۃ ولا یتوبدلک من قریش الذین ہم اشرف الناس سیما وقد اقتصر علیہم ختم الرسالۃ والتشرف منہم الشریعۃ الباقیۃ الی یوم القیمۃ اسی اعتبار نسب کے سبب تمام زمانون مین شائع رہا کہ سلطنت ایک خاص قبیلے مین ہو یہانتک کہ اوس سے دوسرے قبیلے کی طرف انتقال سلطنت کو سخت کام اور عجیب اتفاق سمجھا جاتا ہے اور قریش سے نا مد اسکا لائق کوئی نہین کہ وہ تمام جہان سے زیادہ شریف ہین خصوصا اب کہ اونھین پر رسالت ختم ہوئی اور اونھین سے وہ شریعت پھیلی کہ قیامت تک رہیگی کتاب مبارک داوءالادب لفاضل النسب مطالعہ ہو کسقدر احادیث کثیرہ نے کہان کہان فضیلت نسب کا اعتبار

Marfat.com

فرمایا ہے۔ اور نکاح مین شرعاً اعتبار کفارت سے تو عالم بننے والے جاہل بھی ناواقف نہ ہونگے جس سے تمام کتب فقہ گونج رہی ہین اور اوسمین خود احادیث وارد۔ آیات و احادیث اس سے منع فرماتی ہین کہ کوئی علم و تقوی و فضائل دینیہ کو بھولے اور خالی شرف نسب پر تفاخر اُبھولے (۳۷) مسٹر نے احادیث الائمۃ من قریش و لا یزال ھذا الامر فی قریش سے تو یون جان بچائی کہ یہ کوئی حکم نبوی نہین کہ احکام مین فضیلت نسب کا اعتبار ٹھہرے بلکہ نری پیشگوئی ہین جسکا رو بجونہ تعالے ابھی آتا ہے مگر اس حدیث جلیل کا کیا علاج کرینگے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا قدموا قریشا و لا تقدموھا قریش کو مقدم رکھو اور اون پر تقدم نہ کرو۔ یہ حدیث چھ صحابہ کرام کی روایت سے ہے بزار نے امیر المؤمنین مولی علی اور ابن عدی نے ابوہریرہ اور ابونعیم و دیلمی نے انس بن مالک اور بیہقی نے جبیر بن مطعم اور طبرانی نے عبد اللہ بن حنطب نیز عبد اللہ بن سائب .... سے روایت کی

رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین نیز مرسل ابوبکر بن سلیمن بن ابی حثمہ و مرسل ابن شہاب زہری سے آئی یہ تو صریح امر و نہی ہے اسے تو مسٹر خبر نہین بنا سکتے اہین رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کیسا صریح حکم فرمارہے ہین کہ قریش ہی کو مقدم کرنا قریش سے آگے قدم نہ دھرنا اب تو مسٹر ضرور رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر طعن کرینگے کہ اسلام کا داعی تمام دنیا کو تو قومی و نسلی امتیازات کی غلامی سے نجات دلانا چاہتا مساوات عامہ کیطرف بلاتا لیکن (نعوذ باللہ) خود اتنا خودغرض ہو کہ (تقدیم و ترجیح) صرف اپنے ہی ملک بلکہ نہین اپنے ہی وطن۔ وطن نہین خاص اپنے قبیلے۔ قبیلہ نہین صرف اپنے ہی خاندان کیلیے مخصوص کردے۔ ساری دنیا سے کہے تمھارے سارے ہتاکے ہوئے حق جھوٹے ہین سچا حق صرف عمل و اہلیت کا ہے لیکن خود اپنے لیے یہ کر جائے کہ عمل نہ اہلیت صرف قوم صرف نسل صرف خاندان اپنی طعن بھری عبارت سے صرف لفظ خلافت کو لفظ تقدیم

Marfat.com

و ترجیح سے بدل لیجیے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر اپنے طعن کی یہ شدید بوچھار ملاحظہ کیجیے بلکہ اس تبدیل کی بھی حاجت نہیں خلافت خود اعلیٰ تقدیمات سے ہے (۳۸) تخصیص قریش کو تخصیص ملک پھر اوس سے بھی تنگ تر تخصیص وطن ٹھہرانا کیسی جہالت ہے نہ قریش کسی ملک و وطن کا نام نہ اونکے لیے لزوماً کوئی خاص مقام ع شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل ست ۔ (۳۹) قریش کو قبیلہ سے بھی تنگ تر صرف خاندان ٹھہرانا دوسری جہالت ہے کیا رافضیہ کے مذہب کیطرف گئے کہ خلافت بنی ہاشم سے خاص ہے (۴۰) نہ عمل نہ اہلبیت صرف خاندان کا اتہام رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و اہلسنت پر افترا ہے کسنے کہا ہے کہ خلافت کیلیے صرف قریشی ہونا درکار ہے اگرچہ نااہل محض ہو۔ قرشیت کیساتھ اہلیت کی شرط بھی بالاجماع ہے یہ گمان بد کہ کسیوقت تمام جہان میں سب سادات عظام سب قریش کرام نالائق نااہل ہوجائیں وسوسۂ ابلیس ہے ایسا کبھی نہ ہوگا کہ مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سارے جگر پارے ناقابل نالائق رہ جائیں صرف اعراء غیر اہلبیت کا پھندنا لٹکائیں۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تو فرما چکے کہ دنیا میں جبتک دو آدمی بھی رہینگے خلافت کا استحقاق صرف قریشی کو ہوگا تو قطعاً قیامت تک کوئی نہ کوئی قریشی اسکا اہل ضرور رہیگا ولہذا بعض فقہاے شافعیہ وغیرہم نے جب یہ صورت باطلہ فرض کی محققین نے تصریح فرمادی کہ یہ صرف فرضی ہے واقع کبھی نہ ہوگی۔ شرح بخاری للحافظ میں ہے قالوا انما فرض الفقہاء ذلک علی عادتہم فی ذکر ما یمکن ان یقع عقلا وان کان لا یقع عادۃ او شرعا یعنی علما نے فرمایا ان فقہا نے یہ صورت اپنی اوس عادت پر فرض کی کہ ایسی بات بھی ذکر کرتے ہیں جو صرف امکان عقلی رکھتی ہو عادۃً یا شرعاً کبھی واقع نہ ہو۔ خصوصاً حدیث کو پیشگوئی مانکر تو اسکے خلاف کا ادعا جہل صریح بلکہ ضلال[لہ] قبیح ہے۔

لہ قال الحافظ قلت والذی حمل قائل ہذا القول علیہ انہ فہم منہ (ای من قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یزال ہذا الامر فی قریش) الخبر المحض خبر نصادق لا یتخلف واما من حملہ علی الامر فلا یحتاج الی ہذا التاویل اھ وکنت علیہ اقول بلی یحتاج الیہ شانہ لوجہہ شرعا او عادۃً ان لن یکون (حاشیہ بر ص۶۷

Marfat.com

(۱۴) مسٹر نے کہا خیر یہ بات کتنی ہی عجیب ہوتی لیکن ہم باور کر لیتے اگر قرآن وسنت نے واقعی ٹھہرائی ہوتی ہمارے نزدیک کسی اسلامی اعتقاد کی صحت کا معیار صرف یہ ہے کہ کتاب وسنت سے بطریق صحیح ثابت ہو نہ کہ عقلونکا ادراک یا استجاب کی بنیاد ہمارا یہ قیاسی استبعاد نہین ہی ہے کہ کسی نص سے ایسا ثابت نہین الحمد للہ یہان تو کچھ اسلامی جا مین ہین گویا آزادی سے بالکل جدا ہین۔ ہم نصوص متواترہ واجماع صحابہ واجماع امت سے ثابت کر چکے کہ خلافت قریش ہی سے خاص ہے اب تو وہ اپنا استبعاد کہ بھلا اسلام کہین خصوصیت نسل مان سکتا جسکو خود کہہ رہے ہو کہ تمہارا نرا عقلی قیاسی ڈھکوسلا ہی واپس لیجیے اور اجماع امت وارشادات حضرت رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ پر ایمان لایئے۔

مبحث دوم۔ رد احادیث نبوی مین مسٹر کی بے سود کوشش

(۱۴۲) بزور زبان بڑا زور اسپر دیا ہی منا کہ خلافت قریش کی نسبت جسقدر روایات مین ہین سب پیشگوئی وخبر ہین کہ قریشی خلیفہ ہونگے نہ کہ حکم کہ قریشی ہی خلیفہ ہون شرح عقائد نسفی وقواعد العقائد امام حجۃ الاسلام واتحاف سید زبیدی ومسامرہ شرح مسایرہ وتعلیقات علامہ قاسم وطوالع الانوار علامہ بیضاوی ومواقف علامہ قاضی عضد وشرح مواقف علامہ سید شریف ومقاصد وشرح مقاصد وشرح صحیح مسلم للامام النووی وارشاد الساری ومرقاۃ قاری وشرح صحیح مسلم للقرطبی وابن المنیر وعمدۃ القاری امام عینی وفتح الباری امام عسقلانی وشرح مشکوۃ علامہ طیبی وشرح مشکوۃ علامہ سید شریف وامام اجل ابوبکر باقلانی واشعۃ اللمعات شیخ محقق وغمز العیون سید حموی وحاشیۃ الدر للسید الطحطاوی وللسید ابن عابدین وکواکب

بقیہ حاشیہ ۲۲ القریش فی شیء من الامر ومنہ ساقطین عن اہلیۃ الخلافۃ کما زعمہ بعض مبطلی ماننا وقد امر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لا تجعل الخلافۃ ابدا الا فی قریش فمن دون ذلک فی ذلک الزمان مرا باستحقاق الامر الاہل وہو محال فہو الا مری ای تاویل فیہ ای ہو من الظاہر عما ہو استنباط امر بغیرہ منطوق الحدیث فافہم ۱۲ منہ

Marfat.com

کرمانی ومجمع البحار وشرح فقہ اکبر بحر العلوم وغیرہا کی عبارات کثیرہ کو ابھی گزرین باس جملے کے رد کو
بس ہین مسٹر آزاد اگرچہ اپنے نشے مین تمام ائمہ مجتہدین کرام سے اپنے آپکو اعلے جانتے ہین
اونکے ارشادات کو ظنی اور اپنے توہمات کو وحی سے مکتسب قطعی مانتے ہین اور سلطان کا نام
محض دکھاوا ہے تمام امت سے اپنی امامت مطلقہ منوانیکا دعوی ہے دیکھو رسالۂ خلافت کا
اخیر مضمون اتبعون اهدكم سبيل الرشاد میرے پیرو ہوجاؤ مین تمہین راہ حق کی ہدایت
کرونگا جسکا بیان بعونہ تعالی مبحث اخیر مین آتا ہے مگر الحمد للہ مسلمانون مین اب بھی لاکھون ہو
کہ ارشادات ائمہ کے مقابل ایسے نشے کی ہالا خوانیون امنگون شطحیات کی ہکی ترنگون کو
ہاوشتر سے زیادہ نہین جانتے (۴۳ تا ۵۰) اشد ظلم حدیث صحیحین لا يزال هذا الامر فی
قریش ہے ہے اسمین لفظ وہ لیے جو صحیح بخاری مین واقع ہوئے ما بقی منهم اثنان اور کہدیا
ص۳۰ اس سے ہمارے بیان کی مزید تصدیق ہوگئی حدیث کا منطوق صریح پیشین گوئی کا ہے اگر
اسکا یہ مطلب قرار دیا جائے کہ جبتک دو انسان بھی قریش ہین ہین خلافت اونھین کے قبضہ
مین رہیگی تو یہ واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ ہزارون قرشی موجود رہے اور خلافت قریش سے
نکل گئی پس ضرور ہے کہ ما بقی منهم اثنان کے منطوق پر مفہوم کو ترجیح دیجائے اور وہ یہی ہے
کہ اگر قریش مین دو بھی خلافت کے اہل ہونگے تو کبھی خلافت سے یہ خاندان محروم نہوگا مگر
جب دو بھی اہل نہ ہین تو مشیت الٰہی قانون انتخاب اصلح کے مطابق دوسرونکو اس کام پر مامور
فرمادیگی اور قریش خلافت سے محروم ہو جاینگے چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا جب دو
قریشی بھی دنیا مین حکمرانی کے اہل نہ رہے خلافت نے معاً صفحہ اولٹ دیا اور ایک قلم غیر عربی وغیر
قرشی خلافت کا دور شروع ہوگیا۔ اور کمال جسارت و بیباکی یہ کہ نام صحیح مسلم کا بھی لیا اور رکھا
ص۳۰ عمدہ طریق وہ ہین جو بخاری نے اختیار کیے ہین لیکن کسی طریق سے بھی کوئی ایسا لفظ مروی
نہین جس سے ثابت ہو کہ مقصود پیشین گوئی نہتھا تشریع وامر تھا الحق شوخ چشمی ہو تو اتنی تو
ہو اولا مسلم نے یہ حدیث خود اونھین استاذ بخاری احمد بن عبد اللہ یونس سے جنسے بخاری نے

نے یُسنی یون رعایت کی لا یزال ھذا الامر فی قریش ما بقی من الناس اثنان ہمیشہ خلافت قریش ہی مین ہوگی جبتک دنیا مین دو آدمی بھی باقی رہین اسیطرح اسمٰعیلی نے مستخرج مین روایت کی ما بقی فی الناس اثنان جبتک آدمیون مین دو بھی رہین۔ یہ روایتین روایت بخاری کی مفسر ہین کہ منہم سے مراد من الناس ہے لاجرم مرقاۃ علی قاری مین اوسکی یہی تفسیر کردی منہم) ای من الناس (اثنان) جبتک اونمین سے یعنی آدمیون مین سے دو بھی رہین واہذا امام اجل ابو زکریا نووی نے اولا مسلم کی روایتین ذکر کین پھر فرمایا وفی روایۃ البخاری ما بقی منہم اثنان ھذہ الاحادیث واشباھہا دلیل ظاھر ان الخلافۃ مختصۃ بقریش لا یجوز عقدھا لاحد من غیرھم۔ بخاری کی روایت مین ہی جبتک اون مین سے دو آدمی باقی رہین یہ اور انکی مثل حدیثین صریح دلیل ہین کہ خلافت خاص قریش کیلیے ہے کوئی غیر قرشی خلیفہ نہین کیا جاسکتا حدیث کا یہی مفاد امام قسطلانی نے خود شرح روایت بخاری مین لکھا امام عینی و امام ابن حجر نے شروح بخاری مین اس حدیث کی شرح مین امام قرطبی کا قول نقل کیا اور مقرر رکھا کہ ای لا تنعقد الامامۃ الکبری الا لقرشی مہما وجد احد منہم یعنی مراد حدیث یہ ہی کہ جبتک ایک قریشی بھی دنیا مین رہے دوسرے کے لیے امامت کبریٰ ہو ہی نہین سکتی دیکھو اس روایت بخاری سے بھی ائمہ نے وہی مطلب سمجھا کہ روایت مسلم مین تھا **ثانیا** اگر تفسیر نمانو تعارض جانو تو متعدد کی روایت کیون نہ ارجح ہو اور نہ سہی معارض تو ہوگی تو تمھاری سند کہ منہم ہے ثابت نہ ہوگی **ثالثا** کسی پرچہ اخبار کی ایڈیٹری اور چیز ہی اور حدیث وفقہ کا سمجھنا اھد وہ من کا ترجمہ سے اور الی کا ترجمہ تک کرلینے سے نہین آتا اگر ضمیر قریش کیطرف ہوتی تو اثنان کی جگہ احد فرمایا جاتا یعنی جبتک ایک قریشی بھی رہے جسطرح ابھی امام قرطبی و امام عینی و امام عسقلانی کے لفظ سن چکے اسکی تاویل آپ حسب عادت کہ قرآن کریم مین اپنی طرف سے اضافے کرلیتے ہین حدیث مین یہ بھی بڑھاتے کہ یعنی جبتک کہ ایک قریش خلافت کا اہل رہے دو کی اہلیت پر موقوف فرمانا کیا معنی کیا خلیفہ ایکوقت مین دو بھی ہو سکتے ہین

ہرگز نہین۔ ہان آدمیون کیطرف ضمیر ہو تو ضرور دو کی ضرورت تھی کہ خلافت کیطرف حکومت ہے اور حکومت کو کم سے کم دو درکار ہین ایک حاکم ایک محکوم اب تو آپنے جانا کہ منہم کی ضمیر قریش کیطرف پھیرنا کیسی سخت جہالت تھا اسکو جانے دو آخر اسقدر کے تو منکر نہین ہو سکتے کہ صحیح مسلم مین لفظ حدیث ما بقی من الناس اثنان ہے اب کہان گئی وہ آپکی بالا خوانی کہ کسی طریق سے بھی کوئی ایسا لفظ مروی نہین اب دیکھین اسے کیسے پیشگوئی بناتے ہو حدیث کا ارشاد تو یہ ہی کہ جبتک دنیا مین دو آدمی بھی ہون خلافت قریش کیلیے ہے اسے خبر یعنی مزعوم مسٹر رہی ٹھہرائیگا جو اللہ و رسول کو جھٹلائیگا اور اگر اپنی تحریب لیجیے تو معنے یہ ہونگے کہ جبتک دنیا مین دو آدمی بھی حکمرانی کے اہل رہینگے خلافت قریش ہی کے قبضے مین رہیگی اب کیون نہین اور بھی زیادہ اوچھلکر کہتے کہ یہ واقعات کے بالکل خلاف ہی خلافت صدہا سال سے قریش کے قبضے سے نکل گئی اور ہرگز کوئی وقت ایسا نہ ہوا کہ دنیا مین دو آدمی بھی حکمرانی کے اہل نہ ہون۔ کیا مسٹر اپنی تاریخ دانی و تیز زبانی یہان دکھا کر ثبوت دینگے کہ اٹھارہ کم سات سو برس سے یا بلحاظ خلافت مصری گیارہ کم چار سو برس سے دنیا مین دو شخص بھی قابل حکمرانی نرہے خاصا آپکے نزدیک چار سو سولہ برس سے خلافت شرعیہ ترکون مین ہی تو ضرور ہی کہ وہ سب حکمرانی کے اہل ہون کہ نااہل خلیفہ نہین ہو سکتا معہذا قریش سے نکالی تو اونکی نااہلی کے باعث اور پھر دیجاتی نااہلونکو یہ کونسا قانون اصلح ہی اور جب وہ اہل تھے اور ہین تو واجب کہ چار سو سولہ برس سے روے زمین پر کوئی دوسرا انسان قابل حکمرانی نہو۔ ورنہ دنیا مین دو شخص اہل حکمرانی نکلتے اور خلافت قریش سے نجاتی اب اس بدیہی البطلان بات کا ثبوت آپکے ذمے ہے کہ سولہ اوپر چار سو برس سے تمام جہان مین سلطان ترکی کے سوا کوئی متنفس قابل حکمرانی پیدا نہ ہوا کابل و بخارا و ایران و مغرب و ہندوستان وغیرہا تمام ملک خدا مین سب نرے نالائق گزرے پھر خدا جانے صدہا سال اونکی حکومتین کیسے چلین سلطان کافر کش دین پرور اورنگ زیب محی الملۃ والدین محمد عالمگیر بادشاہ غازی انار اللہ تعالے برہانہ اگر آپکے نزدیک اس جرم پر کہ متشرع تھے اور کفار پر غلظت رکھتے نااہل تھے تو اکبر

Marfat.com

نالائق تھا جو آپ ہی کا ہم مشرب اور اتحاد مشرکین کا دلدادہ تھا غرض پیشگوئی بتا کر تکذیب
ریث کے سوا مسٹر کو کچھ مفر نہین سادہ تھا آپ فرماتے ہین تاریخ شاہد کر دو قریش بھی
حکمرانی کے اہل نر ہی کونسی تاریخ شاہد کہ سات سو یا چار سو برس سے تمام روی زمین
کوئی ہو قریشی وہ ہاشمی وہ سید ابن الرسول صلے اللہ تعالی علیہ وسلم حکمرانی کے لائق پیدا
ہی نہ ہوسے بفضل الٰہی قوم محمد صلے اللہ تعالی علیہ وسلم و خاندان محمد صلے اللہ تعالی علیہ وسلم
و آل محمد صلے اللہ تعالی علیہ وسلم سے صدہا سال سے اوٹھالیا گیا اور این دآن کو بٹنا ہر
ود بتا لیکیا آپکے نزدیک مدار لیاقت وقوع پر ہی جسنے حکمرانی نپائی نا اہل تھا جسنے پائی
اہل تھا تو ضرور آپ پلید مرید خبیث عنید نجس یزید کو لائق بتائینگے اور حضرت امام عرش مقام
الی جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام کو معاذ اللہ معاذ اللہ نالائق ٹھرائینگے اور جب یہ معیار نہین
بلکہ صفات ذاتیہ پر مدار ہی تو کیا آپنے سات سو چار سو برس سے آجتک کے تمام قریشیونکی
جانچ کرلی ہی کہ نالائق تھے چار سو برس چھوڑیے کسی ایک برس کے۔ سب قریشی جانے
دیجیے صرف بنی ہاشم۔ سب بنی ہاشم بھی نہین صرف سادات کرام کے فقط نام گنا دیجیے
کہ جہان بھرمین اوس سال یہ یہ سید تھے نام گنا نا بھی نہ سہی فقط کسی سال کو تمام سادات
کی مردم شماری بتا دیجے۔ جب اسقدر پر قادر نہین تو سات سو چار سو برس کے تمام عالم
کے تمام قریشیونکی جانچ آپنے ضرور کرلی اور معلوم کرلیا کہ سب نالائق تھے اور ابتک سب
نالائق ہین۔ افسوس آپکا مبلغ علم یہی تاریخی کہانیان تھا اوسپر بھی ایسا جیتا افترا جوڑ اتار تحسین
ہزار بے تکی ہون ایسا ہوسے نشے کا ہذیان بکتے اونھین بھی مار آئیگی سابعا فصل
اہل مین ائمہ کی تصریحین گزرین کہ یہ حدیث خبر بمعنے امر ہی اسے آپ نہین مانتے کہ پیروی
ائمہ آپکی شان انانیت کو زہر ہے نہ سہی خبر کیا پیشگوئی مین منحصر ہے جو محض خلاف واقع
ہو سادا اپنی طرف سے پھر لگانیکی ضرورت پڑے کیون نہ کہیے جسطرح امام قرطبی و امام
عینی و امام عسقلانی سے گزرا کہ یہ خبر تشریعی ہے جو عین منصب شارع صلے اللہ تعالی علیہ وسلم

Marfat.com

ہی اور اصلا محتاج تاویل نہین یعنی خلافت شرعیہ ہمیشہ قریش مین رہیگی اونکے غیر کی حکومت کبھی خلافت شرعیہ نہ ہوگی یہ خلافت کیلیے لزوم قرشیت سے خبر ہوئی نہ کہ بلافصل استمرار خلافت سے جیسے خلاف واقعات کیسے مثلاً گلاب کا کھلنا ہمیشہ موسم بہار مین ہی اسکے یہ معنی کہ پھول جب کھلیگا بہار ہی مین کھلیگا نہ یہ کہ گلاب سدا گلاب ہے اور بہار بارہ مہینے **ثامناً اقول** بلافصل استمرار ہی لیجیے تو کیون نہ ہو کہ ھذا الامر سے مراد استحقاق خلافت ہو اور وہ بلاشبہہ قریش مین مستمر اور اونھین مین منحصر ہے جسطرح امام عسقلانی سے گزرا کہ استحقاق خلافت قریش ہی کو ہی اونکا غیر نہ ہوگا مگر متغلب۔ (۵۱) مسٹر نے یوہین سری حدیث الائمۃ من قریش سے تشریع اوڑانے اور نری خبر بنانے کے لیے کیا کیا ڈوڑتی سوار پکڑے ہین ص۶۳ صحیح بخاری کے ترجمۂ باب سے صاف واضح ہی کہ امام بخاری کا بھی مذہب یہی ہی انھون نے باب باندھا (الامراء من قریش) قریش مین امارت و امراء اس مضمون کا باب نہ باندھا کہ امارت ہمیشہ قریش ہی مین ہونی چاہیے۔ سبحن اللہ عزہی مسٹری ولیڈری و ایڈیٹری۔ امام بخاری کی عادت ہی کہ الفاظ حدیث ترجمۂ باب کرتے ہین نیز وہ الفاظ جو اونکی شرط پر نہ ہون ترجمہ سے اونکا پتا دیتے ہین حدیث انھین لفظون سے تھی انھین سے باب باندھا نیز یہ لفظ اونکی شرط پر نتھے ترجمہ سے اونکا اشعار کیا۔ اس سے یہ سمجھ لینا کہ امام بخاری کا مذہب یہ ہے اور پھر اوسپر یہ تحکم کہ صاف واضح ہی کس درجہ جہل فاضح ہی فتح الباری شرح بخاری مین ہی لفظ الترجمۃ لفظ حدیث اخرجہ یعقوب بن سفین وابو یعلی والطبرانی ترجمۂ باب کی عبارت اوس حدیث کے لفظ ہین جو یعقوب بن سفین و ابو یعلی و طبرانی نے ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی پھر فرمایا لما لم یکن شئی منہا علی شرط المصنف اقتصر علی الترجمۃ واورد الذی صح علی شرطہ یہ روایتین شرط بخاری پر نتھین لہذا ان الفاظ کو ترجمہ مین لانے پر اقتصار کیا اور اونکے مؤید وہ حدیثین لائے جو اونکی شرط پر تھین (۵۲) ص۶۱ ایک اور حدیث ہی کہ مزدور ہے

Marfat.com

کہ بارہ خلیفہ ہوں سب قریش سے ہونگے اس طرز بیان نے ظاہر کردیا کہ اس بارے میں جو کچھ کہا ہے اُس سے صرف آیندہ کی اطلاع مقصود ہے حکم و تشریع نہیں بارہ خلافتوں کی پیشگوئی اگر خبر ہے تو دنیا بھر کی حدیثیں سب خبریں ہیں اس زبردستی و دیدہ دلیری کی کوئی حد ہے یعنی شارع جب کسی امر کے بارے میں کچھ پیشگوئی فرمائے تو اس میں جتنی حدیثیں ہیں سب حکم شرعی سے خالی ہو جاتی ہیں اور سب کو بزور زبان اگرچہ اپنی طرف سے پخریں لگا کر خبر بنا ڈالی دینا واجب ہو جاتا ہے ارشاد اقدس قدموا قریشا و لا تقدموھا قریش کو مقدم رکھو اور اُن پر تقدم نہ کرو یہ بھی امر دینی نہیں خبر ہوگا کیونکہ ان کی صرف دانی میں قدموا صیغہ مضارع ہے اور لا تقدموا صیغہ ماضی بات وہی ہے کہ یہ تشبث بکل حشیش (۳۵ تا ۴۵) ۲۶-۱ ائمہ حدیث نے حدیث قحطانی و حدیث قریش میں تطبیق دیتے ہوئے صاف صاف لکھدیا کہ امارت قریش والی روایت تشریع نہیں محض خبر ہے اور لا یہ عیاری و چالاکی ملاحظہ ہو امارت قریش والی روایتا کہا جس سے حدیث الامراء من قریش و حدیث الائمہ من قریش و حدیث لا یزال ہذا الامر فی قریش کی طرف ذہن جائے حالانکہ ائمہ حدیث نے ہرگز نہ کہا کہ ان سے تشریع ثابت نہیں نری خبریں ہیں زیر نمبر ۴۴ کتب کثیرہ کے نام گنا چکا ہوں اُن کی عبارتیں فصل دل میں دیکھئے اور اس کذب صریح سے توبہ کیجئے ائمہ حدیث کی اگر مانتے ہو تو ان کی ان روشن تصریحوں سے کیوں منکر ہو **ثانیا** ائمہ نے حدیث قحطانی سے جس حدیث کی تطبیق دی وہ یہ ہے

ان ھذا الامر فی قریش لا یعادیھم احد الا کبہ اللہ علی وجھہ ما اقاموا الدین بیشک یہ امر قریش میں ہے جو اُن سے عداوت کریگا اللہ اُسے اوندھے منہ گرائیگا جبتک قریش دین قائم رکھیں اسے اگر خبر بنایا کہ یہ اقامت دین سے مقید ہے تو احادیث مطلقہ کا خبر ہو جانا کیوں لازم آیا وہ تشریع ہیں اور اپنے اطلاق پر یعنی شرعاً خلافت صرف قریش کے لیے ہے اور یہ خبر ہے اور مقید یعنی وہ اپنے حق سے بہرہ مند رہیں گے جبتک دین قائم رکھیں جب اوسے چھوڑیں گے خلافت جاتی رہیگی **ثالثا** عجب ہے کہ ایک حدیث خاص میں دو چار شراح نے جو لکھا وہ تو اُن کا دامن پکڑ کر سب احادیث کو بزور زبان عام کرلیا جائے اور خود اُن باقی احادیث

میں جو اُن کی عام جماعتوں نے لکھا اور مذہب اہلِ سنت و اجماعِ صحابہ بتایا وہ اُنھیں کے کلام سے رد کر دیا جائے اور کیا یحرفون الکلم عن مواضعہ کے سر پر سینگ ہوتے ہیں قرآنِ عظیم نے اسے خصلتِ یہود بتایا کہ بات کو اس کی جگہ سے پھیر دیتے ہیں رابعاً جب جماعت ائمۂ حدیث کی روشن و قاہر تصریحات حتّٰی کہ اجماعِ صحابہ و عقیدۂ اہلِ سنت مقبول نہ ہو تو ایک عبارت خاص میں ایک خاص وجہ سے اُن کے دو چار کا کہنا کیوں حجت ہو آپ تو مجتہدین سے بھی اونچے اُڑتے ہیں یہاں دو چار ٹھیٹ مقلدوں کا دامن نہ تھامیے حدیث سے چلیے حدیث میں ما اقاموا الدین بعد جملۂ لا یعادیہم احد الا اکبہ اللّٰہ ہے اسی سے کیوں نہ متعلق ہو اس سے توڑ کر دور کے جملہ ان ھذا الامر فی قریش سے کیوں جوڑ دیا جائے وہ اپنے اطلاق پر ہے اور یہ قید اسی جملہ میں ہو جس سے متصل ہے تو معنیٔ حدیث یہ ہیں کہ بیشک شرعی خلافت قریش میں منحصر ہے دوسرا شخص خلیفہ نہیں ہو سکتا اور قریش جب تک دین قائم رکھیں گے ان کا مخالف ذلیل و رسوا ہوگا اب اپنے اجتہاد کی خبر کہیے (۷۵ تا ۷۰) حدیث جلیل الائمۃ

من قریش پر ایک ہتھا من حیث السند بھی صاف کیا ۱۲ یہ الفاظ اور حضرت ابوبکر والی روایت بطریق اتصال ثابت ہی نہیں فتح الباری میں ہے الائمۃ من القریش رجالہ رجال الصحیح ولکن فی سندہ انقطاع اولاً فتح الباری میں یہ حدیث متعدد الفاظ و کثیر طرق سے حضرت ابو برزہ اسلمی و حضرت امیر المومنین مولیٰ علی و حضرت انس بن مالک و حضرت ابوہریرہ و حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بروایت یعقوب بن سفیان و ابو یعلیٰ و طبرانی و ابو داؤد طیالسی و بزار و تاریخ امام بخاری و نسائی و امام احمد و حاکم ذکر کی یہ لفظ کہ اس کی سند کے رجال ثقہ ہیں مگر اس میں انقطاع ہے صرف صدیق اکبر سے روایت احمد کی نسبت لکھے ہیں کہ مسند احمد میں صدیق سے اُس کے راوی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف احد العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صاحبزادہ امام ثقہ تابعی جلیل حضرت حمید بن عبد الرحمٰن ہیں اُن کو صدیق اکبر سے سماع نہیں۔ فتح الباری کی عبارت ملخصاً یہ ہے احادیث ابو برزہ و مولیٰ علی و بعض طرق حدیث انس ذکر کر کے کہا واخرجہ النسائی و

۹۵
فتح الباری میں
من القریش پر حدیث
میں پھر بھی آپ نے
اپنے کلام میں حدیث
ان لفظوں سے لکھکر
رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف
غلط نسبت کی تھی مگر
امام ابن حجر پر تو اس افترا
علی المصطفیٰ کی تہمت
نہ رکھیے ۱۲ اختہ غفرلہ

البخاری ایضا فی التاریخ وابو یعلی من طریق بکیر الجزری عن انس ولہ طرق متعددۃ

عن انس واخرجہ احمد بھذا اللفظ من حدیث ابی ہریرۃ ومن حدیث ابی بکر

الصدیق ورجالہ رجال الصحیح لکن فی سندہ انقطاع واخرجہ الطبرانی

والحاکم من حدیث علی بھذا اللفظ الاخیر یعنی نیز یہ حدیث امام نسائی اور امام بخاری

نے تاریخ میں اور ابو یعلی نے بروایت بکیر جزری حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی

اور امام احمد نے بھی لفظ الائمۃ من قریش حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث سے

روایت کیے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث سے اور اس کے رجال رجال

صحیح ہیں مگر اس کی سند میں انقطاع ہے اور یہ حدیث طبرانی و حاکم نے مولی علی کرم اللہ تعالے

وجہہ سے روایت کی انھیں لفظوں سے کہ الائمۃ من قریش مسٹر نے اول آخر سب اڑا کر

مطلقاً اس حدیث ہی پر حکم لگا دیا کہ فتح الباری میں اس کی سند منقطع بتائی یہ کیسی خیانت ہے

ثانیاً فصل اول میں گزرا کہ انھیں صاحب فتح الباری امام ابن حجر نے اسی حدیث الائمۃ

من قریش کے جمع طرق میں ایک مستقل رسالہ لکھا اور اسے چالیس کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ

تعالی عنہم کی روایت سے دکھایا حدیث متواتر کو کہنا کہ بطریق اتصال ثابت ہی نہیں کیسا

ظلم شدید و اغوائے جہال ہے اور پھر انھیں ابن حجر پر اس کے متن کے منقطع السند بتانے کی تہمت

کیسی جرأت پر وبال ہے ثالثاً طرفہ یہ کہ خود ہی صلا پر کہہ چکے تھے احادیث اس بارے میں

جس قدر موجود ہیں سب صحیح ہیں اب یہاں یہ کہ بطریق اتصال ثابت ہی نہیں جاری ورق

بدنسی ماقدمت یداہ رابعاً وہیں اس کے متصل تھا یہ بھی حق ہے کہ حضرت ابو بکر

نے مجمع صحابہ میں اس کو پیش کیا اور کسی نے انکار نہ کیا اب اس حق کی سند میں بھی کلام

ہونے لگا۔ اگر یہ کلام اس کے حق ہونے میں خلل انداز ہے تو حق کو ناحق بنانے کی

کوشش کرنے والا کون ہوتا ہے اور اگر اس سے اس کے حق ہونے پر کچھ حرف نہیں آتا

تو ورود اعتراض کے لیے کہنا اس سے بھی شرعاً اختصاص قریش کے دعوی کو کوئی مدد نہیں

Marfat.com

مل سکتی اولا یہ الفاظ اور حضرت ابوبکر والی روایت بطریق اتصال ثابت ہی نہیں، کیسا اغرائے جہال ہے، یہ ہے مسٹر کی حدیث دانی اور ارشاداتِ نبوت پر ظلم رانی۔

وَلاحول ولا قوۃ الا باللہِ العلیّ العظیم

Marfat.com

Marfat.com

تصانیف حضرت سلطان باھوؒ

عکسی
اورنگ شاہی

عکسی
کلیدِ جنّت

عکسی
حجّۃ الاسرار

عکسی
مجالسۃ النّبی

شرح
دیوانِ باھوؒ

عکسی
حق باھو

عکسی
اسرارِ حق

عکسی
عین الحق

عکسی
رسائلِ باھو

عکسی
محک الفقراء

عکسی
کلید التوحید

الرّائیں پبلشرز
ملتان روڈ — لاہور

Marfat.com

تصانیف حضرت سلطان باھوؒ

- اورنگ شاہی (عکسی)
- کلیدِ جنّت (عکسی)
- حُجّۃ الاسرار (عکسی)
- مجالسۃ النبی (عکسی)
- شرح دیوانِ باھوؒ
- حق باھو (عکسی)
- اسرارِ حق (عکسی)
- عین الحق (عکسی)
- رسائلِ باھو (عکسی)
- محک الفقراء (عکسی)
- کلید التوحید (عکسی)

الرّائیں پبلشرز
ملتان روڈ — لاہور

Marfat.com